اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝

تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھکو نبی بنایا ہے۔

معجزاتِ مسیح

من تصانیف

حضرت مولانا مولوی حافظ محمد اسحاق مرحوم و مغفور

مدیر الوعظ

ناشر

سلطان حسین اینڈ سنز ناشرین و تاجرانِ کتب

مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی

قیمت :- دو روپیہ پچاس پیسے

(انجمن پریس کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ

(پ ۶ - النساء ع ۲۳ - آیۃ ۱۹)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ مریم کے عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے ایک رسول ہیں۔ اور خدا کا صرف ایک حکم جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا کہ:۔

"بے شوہر حاملہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ حاملہ ہو گئیں"، اور وہ ایک روح تھی جو خدا کی طرف سے دنیا میں آئی۔

نظم

روح فرسا - دلربا قصہ سنو ۔۔۔ اور ذرا اپنے دلوں کو تھام لو

قلب دو، دو ہاتھ اچھلے تو سہی ۔۔۔ اف کلیجہ پھر پھڑائے تو سہی

دل سے اور سینے سے نکلا آہ دھواں ۔۔۔ اشک آنکھوں اور پلکوں سے رواں

رنگ محفل کا نہ بدلے تو سہی ۔۔۔ اور جھکے ایک اک منہ کو پھرا

کوئی معمولی نہیں ہے یہ بیاں ۔۔۔ عیسیٰ مریم کی ہے یہ داستاں

جسکے سننے کو جگر درکار ہے ۔۔۔ سنگدل بھی موم کی صورت [illegible]

لو سنو زاہدہ حضرت کا بیان	جس کی بیٹی مریم بے عیب ہیں
فخر دودۂ نسبت عیسیٰ ہے یہ	زہد و تقویٰ کا عجب درجہ ہے یہ

ہاں ذرا اسحاق دل کو تھام کر
دل مسلمانوں کے کر زیر و زبر

حنّہ زاہدہ

یہ کون ہیں؟ یہ حضرت مریمؑ کی والدہ ہیں جن کے خاوند کا نام عمران ابن ماثان ہے۔ اور حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کا یہ زمانہ ہے اور بنی اسرائیل ان کا خاندان ہے چنانچہ حنّہ زاہدہ کی ایک بڑی بیٹی اشیاع نامی زکریا علیہ السلام سے منسوب ہیں اور یہ وہ بزرگ خاندان ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے ملتا ہوا اٹھارھویں پشت میں جا کر حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام سے مل گیا ہے اور حنّہ زاہدہ کے والد عمران ابن ماثان اور حضرت موسیٰ ابن عمران ان دونوں ہم ناموں کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ ہوا ہے۔ حنّہ زاہدہ بھی بہ تقاضائے عشق الٰہی یا فطرت تھی

اور کچھ بہ تقاضائے عمر نہایت ضعیف ہو گئی ہیں۔ یہاں تک کہ ایام لازمہ بھی آپ کے موقوف ہو گئے ہیں۔

کسی ایک درخت کے سایہ میں آپ بیٹھی تھیں کہ یکایک آپ کی نظر اس درخت پر پڑی جس کی ٹہنیوں میں کسی چھوٹے سے پرندے کا آشیانہ بنا ہوا تھا۔ پھر آپ ملاحظہ فرماتی ہیں کہ اس پرندے نے اپنی چونچ سے ایک چھوٹی ٹہنی کو توڑا جس میں سے اس جانور کا ایک ننھا سا بچہ پیدا ہوا جسے دیکھ کر آپ کے دل پر ایک ارمان کی لکیر کھنچی اور آپ نے خدائے قادر قیوم کی بارگاہ میں کچھ عرض و معروض پیش کی جس کی قبولیت کا ظہور وہیں اور اسی وقت ہوا۔ یعنی یہ کہ منقطع اور موقوف ہو جانے کے بعد ایام لازمہ پھر شروع ہو گئے اور حالت طہور میں اپنے شوہر یعنے حضرت عمران ابن ماتان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا۔ اور ایک پاکیزہ حمل قرار پا گیا۔ پھر جب وقت بیوی حنہ زاہدہ کو مبارک حمل محسوس ہوا تو اسی وقت آپ نے جناب باری میں عرض کیا کہ اے میرے معبود۔ میں تیرے لئے منت مانتی ہوں کہ جو بچہ میرے شکم سے پیدا ہوگا۔ میں اسکو محض تیری خوشنودی کے لئے تیرے گھر یعنی بیت المقدس

کی خدمت گذاری میں دوں گی اور اس سے دنیا کا کوئی کام نہ لونگی
جیسے مولائے کریم اپنے فرقان حمید میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور نبی کی امت کو یہ عجیب وغریب قصہ سنانے کی غرض سے نقل
فرماتا ہے:-

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ
مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (پ۳ ال عمران ع۴ آیت۵)

حضرت عمران کی بیوی حنّہ زاہدہ نے ہماری جناب میں عرض کیا
کہ اے میرے پروردگار! میرے شکم میں جو بچہ ہے میں اس کو دنیا
کے کام سے آزاد کرکے تیری نذر کرتی ہوں۔ اے میرے مولا! تو
میری اس نذر کو قبول فرما! تو ہر ایک کی آواز کو سنتا ہے۔ اور
تو ہر ایک کے دل کی نیت اور ارادے تک سے باخبر ہے۔

نظم

فی الحقیقت ہے وہ ایسا ہی علیم
اس کو ہے دل کے ارادوں کی خبر

جانتا سنتا ہے سب کچھ وہ کریم
ہے ازل سے تا ابد وہ باخبر

ایک ہے وہ خالقِ دنیا دوں
اور یہ جو کچھ ہے اسی کا حکم ہے

دو جہاں ہیں کبریائی ایک ہوں
کیا زمیں کیا آسماں کیا کرسی ۔ شے

کیسی دنیا اور یہ کیسا جہاں
ہے فقط معبود کی کن کا نشاں

خدمت بیت المقدس

اس زمانہ میں بیت المقدس یا مسجدِ اقصیٰ کی خدمت گزاری کا کام نہایت بزرگ اور سب سے افضل مانا جاتا تھا اس لئے اکثر لوگ اپنے اپنے فرزندوں کو مسجدِ اقصیٰ کی خدمت کے لئے دے دیا کرتے تھے اور اس وقت کی شریعت میں اولاد کے لئے ماں باپ کی اطاعت خاص اس کام میں کہ جب وہ اپنی اولاد کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کریں زیادہ فضیلت رکھتی تھی۔

القصہ جب بیوی حنہؑ کو حمل رہا تو انھوں نے اپنے معبود سے یہی منت مانی کہ میں اپنے نوزائیدہ بچے کو مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے دوں گی اور پھر اپنے خاوند حضرت عمران سے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس قسم کی منت مانی ہے۔ عمران نے کہا کہ افسوس یہ تم کیسی منت مان بیٹھیں؟ یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو اس وقت کیا کروگی؟ وہاں کی خدمت کے لئے تو لڑکے دئیے جاتے ہیں۔ تم نے بغیر بچہ پیدا ہوئے یہ

منّت کیسے مان لی؟ جس کے جواب میں بیوی حنّہ نے فرمایا۔

نظم

آپ تو ہیں معبود سے یہ کہہ چکی
اب تو یہ لکھی گئی منّت مری

اب تو یہ عرشِ الٰہی تک گئی
ہونٹوں نکلی اور بس کوٹھوں چڑھی

میں تو اس کو دے چکی اپنا عمل
پڑ نہیں سکتا ہے اب اس میں خلل

آپ تو لڑکا ہو کہ لڑکی اسے فدا
نذرِ مولا۔ نذرِ مولا ہو گیا

دوسرے کی نذر میں کرتی اگر
تب تو اے عمران! ہوتا اس میں ڈر

لختِ دل مجھ کو کرے گا وہ عطا
میں نے اس معبود کو وہ دے دیا

اس میں لڑکا ہو کہ لڑکی کچھ بھی ہو
دے چکی ہیں، دے چکی اللہ کو

حضرت مریمؑ کی پیدائش

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ۚ (پ۳ آل عمران: ع۴ - آیہ ۶)

مولائے کریم ارشاد فرماتا ہے کہ پھر جب حنّہ کے شکم سے لڑکی

کہ تیری حفاظت اور تیری پناہ میں دیتی ہوں کہ تو اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان راندۂ درگاہ سے محفوظ و مامون فرما! چنانچہ اس مبارک بندی کے جواب میں وہیں ارشاد مولا ہوتا ہے۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنۡۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ (پ۳ آل عمران ع۲۔ آیۃ ۷)

نظم

حضرت حنہ نے جو مانگی دعا
نذر یہ منظور مولے! ہو گئی

اسکو پس مقبول مولا نے کیا
جسکو فرماتا ہے مولائے غنی

پرورش مریم کی ہم لیں آپ کی
تیرے آگے چیز ہیں ماں باپ کیا

اور نہ کچھ حاجت رکھی ماں باپ کی
پرورش تیری ہے وہ لا انتہا

تو ہی سب کو پالتا ہے لے کریم
ماں کہاں سے دودھ لائی یہ بتا

تو ہی سب کو رزق دیتا ہے رحیم
دودھ کی نہریں نہیں کس نے بہا

کر دیا لبریز سینہ دودھ سے
پرورش تیری ہے یہ یا ماں کی ہے

کارسازِ دو جہاں روزی رساں
تو ہی ہے لے خالقِ کون و مکاں

مریمؑ کی کفالت

حضرت حنہ نے اپنی نور چشمی کا نام مریمؑ اس لئے رکھا کہ یہ

پروردگار کی عبادت گذار بندی بنے کیونکہ عبرانی زبان میں مریم
کے معنیٰ عابدہ ہیں یعنی اللہ کی عبادت کرنے والی کے ہیں چونکہ وہ خود
بھی زاہدہ تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاں جو دختر عطا فرمائی
وہ بھی عابدہ ہوئی۔ القصہ بیبی حنہؑ زاہدہ اپنی نور چشمی کو نرم
کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں داخل ہوئیں۔ یہاں کی
کیفیت یہ ہے کہ اس وقت مسجد اقصیٰ کی خدمت گذاری پر چار
ہزار خدام مقرر تھے اور یہ سب کے سب اسی طرح نذر خدا ہو کر
خدامان بیت المقدس ہو چکے تھے جن میں رہبانیت و زہد اتنا
بڑھا ہوا تھا کہ ان چار ہزار خدامان بیت المقدس میں کوئی کسی
کے نام تک سے واقف نہ تھا۔ مگر مریمؑ کے نام مطہرہ کی پہلے ہی
سے وہاں شہرت ہوگئی کہ اتنے میں حنہ زاہدہ اپنی نور عین کو کپڑے
میں لپیٹے ہوئے لے کر پہونچیں۔ جہاں اس وقت تمام خدامان
زاہد اور تمام علمائے بنی اسرائیل موجود تھے۔ جن میں حضرت
زکریا علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔ چنانچہ بیبی حنہ نے کہا کہ
لو! یہ میری منت اور میری نذر ہے جو میں نے اللہ کے لئے مانی
تھی اور اسے میں بیت المقدس کی خدمت کے لئے دیتی ہوں
یہ سنکر جملہ بزرگان و علماء بنی اسرائیل نے منظور کیا اور خاص کر

حضرت ذکریا علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے حنّہ! کاش اس نورِ چشمی کو تم میری کفالت میں دے دو تو بہت مناسب ہو۔ میں اس کے لئے زیادہ حق رکھتا ہوں کیونکہ اس نورِ چشمی کی بڑی بہن میرے گھر میں ہے اس لئے میں ہی زیادہ حقدار ہوں کہ اسے اپنی کفالت میں لے لوں" جس پر بی بی حنّہ راضی ہو گئیں۔ مگر تمام علمائے بنی اسرائیل اور خدامانِ زہاد میں اختلاف آرا تھا اور نورِ چشمی کو ہر ایک نے اپنی پرورش اور اپنی کفالت میں لینے کے لئے اصرار کیا۔ جس کا فیصلہ جناب ذکریا علیہ السلام نے اس طرح فرمایا کہ اے حاضرین! اپنے اپنے قلم (جن سے کہ یہ تمام بزرگ توریت لکھا کرتے تھے) پانی میں ڈالو اور اس کی کفالت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو! وہ جس کا تراوے وہی اس کا کفیل بنے سب نے منظور کیا اور تمام علماء و زہاد نے اپنے اپنے قلم پانی میں ڈال لئے۔

نظم

شانِ مولا دیکھئے سب کے قلم	گرتے ہی پانی میں ڈوبے ایک دم
ایک بھی ان میں نہ ابھرا اے فنا	سب قلم گویا گئے تحت الثریٰ
اور قلم جو ذکریا کا تھا وہاں	تیرتا پھرتا ہے پانی پر عیاں

فیصلہ اللہ نے فرما دیا　　زکریا کا ایک قلم تیرا دیا

ہو گئے لیبع سی مریم کے کفیل
ختم ساری ہو گئی واں قال و قیل

اللہ پاک نے فرمایا ہے وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا یعنی زکریا علیہ السلام مریمؑ کے کفیل ہو گئے کہ جو حاضرین میں سب سے زیادہ ذی مرتبہ تھے۔ (پ۳ ال عمران ۴ ع آیت ۷)

مریمؑ کی غیبی پرورش

حنہ زاہدہ اپنی نور عین مریمؑ کو جناب زکریا علیہ السلام کی گود میں دیکر چلی گئیں اور حضرت زکریا نور دیدہ کو ہاتھ پر لئے ہوئے مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے اور مسجد اقصیٰ کی اس کھڑکی میں رکھا جو قبلے کی محراب میں اتنی اونچی تھی کہ بغیر سیڑھی کے کوئی وہاں تک اپنا ہاتھ بھی نہیں پہونچا سکتا تھا اور اس کھڑکی پر نہایت مضبوط لوہے کے کواڑ چڑھے ہوئے تھے۔ چنانچہ زکریا علیہ السلام اپنی نور دیدہ کو اس کھڑکی میں محفوظ کر کے اس کھڑکی پر قفل لگاتے ہیں اور کنجی اپنے پاس محفوظ کر کے مسجد اقصیٰ سے باہر آتے ہیں۔ اور اس لئے باہر آتے ہیں کہ نور چشمی کے لئے کچھ دودھ۔ شہد وغیرہ غذا کا سامان

بازار سے لائیں۔ چنانچہ آپ بازار گئے اور بیوی مریم کے لئے پرورش کا سامان لے کر آئے۔ اور آکر سیڑھی پر چڑھے۔ قفل کھولا اور پھر اس کھڑکی کے کواڑ کھولے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ یہاں تو عجیب و غریب کرشمۂ قدرت ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ لوزعین کے پاس وہ وہ نعمتیں اور وہ وہ میوے چنے ہوئے ہیں کہ آج تک حضرت زکریا علیہ السلام نے دنیا کے پردے پر نہ دیکھے تھے دنیا بھر کے دودھ سے بہترین دودھ وہاں موجود ہے دنیا جہاں کے شہد سے اعلیٰ شہد وہاں موجود ہے اور خوشبودار میوے ایسے ایسے چنے ہوئے ہیں کہ اللہ اکبر! اور کھلانے پلانے والیاں بھی بہت اچھی طرح سے کھلا پلا رہی ہیں۔ نہ معلوم کہ وہ حوران بہشت ہیں یا کون ہیں حضرت زکریا علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر حیرت میں رہ گئے اور اس رزق رسانی کی بابت مولائے کریم خود ارشاد فرماتا ہے:-

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (پ۳ آل عمران ع ۴)

جب زکریا علیہ السلام نے اس کھڑکی میں رزق سا رزق بندی مریمؑ کے پاس رکھا ہوا دیکھا تو حیرت میں گئے۔ مگر چونکہ آپ پیغمبر ہیں اس لئے از راہ معجزہ آپ تین دن کی لوزاییدہ اور لوزدیدہ مریم سے دریافت فرماتے ہیں:- قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا (آیت ۷)

اے مریمؑ! یہ تیرے پاس عجیب و غریب نعمتیں کہاں سے آئیں؟ اللہ اللہ تیس روز کی جان حضرت مریمؑ صاف زبان میں فرماتی ہیں جیسے معبود اپنے قرآنِ کریم میں نقل فرماتا ہے:۔

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (آیت)

نظم

یعنی مریمؑ نے دیا ان کو جواب	جس کے لب جبر میں آئے شیخ و شاب
رزق یہ اللہ نے مجھ کو دیا	میرے مولا کی ہے یہ سب کچھ عطا
بالیقیں اللہ وہ رزاق ہے	جسکو چاہے رزق بیحد بخشدے
پرورش غیبی اسی کا نام ہے	کی گئی واں سے جو مریم کے لیے

ایک دن کی جان اور یہ گفتگو
دھوم ہے مریم تمہاری کو بکو

حضرت زکریاؑ کی دعا

حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریمؑ کی کھڑکی میں رنگ برنگ کی نعمتیں اور طرح طرح کے میوے اور میوے بھی ایسے کہ جنکی فصل نہیں، غیر فصل کے میوے تر و تازہ رکھے ہوئے دیکھے تو جناب

کے دل میں ایک آرزو پیدا ہوئی وہ یہ کہ آپ نہایت ضعیف ہو گئے تھے یہاں تک کہ سر کے بال اور ڈاڑھی بالکل سفید گالاسی تھی۔ مگر اس وقت تک آپ کے ہاں کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی تھی میاں کے ساتھ بیوی اِشباع بھی بہت ضعیف ہو گئی تھیں چنانچہ حضرت مریمؑ کے پاس غیر فصل کے میوے جب آپ نے ملاحظہ فرمائے تو غیر وقت میں اپنے ہاں بھی اولاد ملنے کا اللہ پاک سے تصور بندھا اور وہیں آپ نے مولائے عزوجل کی حضوری میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جسے مولائے کریم نقل فرما رہا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ، قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آیتہ ۸)

مریمؑ کا جواب سن کر اور غیر فصل کے میوے دیکھ کر اُس وقت زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے پروردگار! اپنی جناب سے مجھ کو بھی نیک اولاد عطا فرما کہ تو سب کی دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے آگے مولا فرماتا ہے کہ زکریا علیہ السلام محراب میں کھڑے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ ہمارے حکم سے انہیں خوشخبری سنانے والے فرشتے وہاں پہنچ بھی گئے اور ان فرشتوں نے زکریا کو آواز دی اور کہا کہ خدا تم کو یحیٰؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے اور وہ یحیٰؑ

جو تمہارے ہاں پیدا ہوں گے بڑی فضیلتوں والے اور بڑے رتبے کے پیغمبر ہوں گے۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کریں گے۔ جو محض اللہ کے حکم سے بغیر باپ کے دنیا میں تشریف لائیں گے اور وہ اتنے زاہد ہوں گے کہ عورتوں کی صحبت سے بھی کنارہ کش ہوں گے۔ اور مخلوق کے پیشوا ہوں گے اور خدا تعالیٰ کے بڑے نیک بندوں سے ہوں گے۔

نظم

یہ فرشتوں کی بشارت جب سُنی
یوں کہ اے معبود! یہ تیری عطا
فی الحقیقت ہے وہ ایسا ہی سخی
لینے والا چاہئے اللہ سے
منہ ہمارا ہو تو ہم بھی لے سکیں
آہ جب غیروں کا منہ ہم کو ہوا
کاش اس کا منہ ہمیں ہو اے فنا
پھر تو منہ مانگی مرادیں آئیں گی
اس کے ہم ہوں وہ ہمارا ہو کریم

نہ کہا کی گویا ہچکی بندھ گئی
اس قدر تو دینے والا ہے بڑا
داں خزانوں میں نہیں کوئی کمی
دینے والا وہ بڑا بھرپور ہے
منہ نہ اس قابل ہو تو پھر کیا کریں
منہ ہمارا کیوں کرے گا وہ خدا
منہ ہمارا پھر کرے گا وہ بڑا
دو جہاں میں لطف جو دکھلائیں گی
اپنے مسلماں! پھر نہ ہو حالت سقیم

جو خدا سے چاہو وہ مل جائے گا
کوئی بھی خالی نہ جائے گی دعا

حضرت مریم کا نشوونما

پردۂ غیب سے جناب مریم کی پرورش ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ نو سال کی ہو گئیں جن کی عبادت الٰہی اور ریاضت گوناگوں تمام ذاکروں اور عابدوں پر غالب آگئی۔ نو سال کی عمر اور تمام تمام رات شب بیداری اور سارا سارا دن نماز میں مصروفیت اور مدام روزوں کا سلسلہ غرض کہ نو سال کی عمر میں عبادت اور ریاضت کا یہ حال کہ بوڑھے بوڑھے زاہدوں اور عبادت گذاروں پر غالب آگئی ہیں۔ جب مولا کریم نے اپنی بندی مریمؑ کی یہ عبادت و ریاضت ملاحظہ فرمائی تو کھلم کھلا اُن کے پاس آسمان سے فرشتے اللہ کے حکم سے آنے شروع ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بشارتیں ان کو سنانا شروع کر دیں جیسے وہ اپنے کلام اقدس میں نقل فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَہَّرَکِ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (اٰل عمران ۵ ع آیت ۱)

پروردگار فرماتا ہے کہ جب فرشتوں نے مریمؑ سے کہا کہ مریم تمہیں اللہ پاک نے برگزیدہ فرمایا اور تمام گناہوں کی آلودگی سے تم کو پاک کر دیا اور اپنے فضل و کرم سے تم کو جہاں بھر کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی

خوشخبری سنا کر نورانی فرشتے چلے گئے تو پھر اور مقربین ملائکہ دوسرا مژدہ مریم علیہا السلام کو سنانے آ گئے جنہوں نے آ کر حضرت مریم سے کہا:۔

یٰمَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہمارے بھیجے ہوئے ملائکہ نے آ کر مریم سے کہا کہ اے مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری اسی طرح کرتی رہو اور اس کی جناب میں دیر تک سجدے کرو! اور اے مریم! دوسرے عبادت گذاروں کی طرح تم بھی خدا کی حضوری میں دیر تک رکوع میں رہا کرو۔!

غرضکہ مولا کی مقبولیت اور ان نورانی فرشتوں کی بشارت سن کر حضرت مریم کی عبادت اس شان کی ہو گئی کہ حضرت زکریا علیہ السلام بھی عش عش کرتے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اللہ اکبر! یہ نو برس کی جان اور اس کی عبادت و ریاضت کی یہ شان؟

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۝ (پ ۶ ۔ المائدہ ۸ ع ۴ آیۃ)

نظم

یہ خدا کا فضل ہے اس کی عطا
جس کو وہ چاہے اسے دے مرتبہ

سب کے سب زہاد پیچھے رہ گئے	سب سے بڑھ گئیں حضرت مریم بہت
چونکہ حنہؑ زاہدہ کی تھی دعا	اے خدا مریمؑ ہو میری عابدہ
عابدہ ایسی ہوئیں مریمؑ کی بس	جن کا بس ثانی نہیں ہے ہیچ بس

عابدہ اتنی ہوئیں وہ زاہدہ
ترک کھانا اور پینا تک ہوا

مولا کا ہم سے خطاب

یہاں مولائے کریم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت سے خطاب فرماتا ہے اور اس موقع اور محل پر جبکہ مریم کی عبادت گوناگوں اور اس عبادت کی وجہ سے ان کی فضیلت اور عزت کا اظہار ہو رہا ہے تو معبود دلے چاہا کہ میرے نبی آخر الزماں اور ان کی اُمت بھی میری عبادات میں حصہ لے کر مجھ سے اپنے لئے فضیلت حاصل کریں کیونکہ حصے تقسیم کرنے کے موقع پر ہر کوئی اپنے چاہنے والوں کو زیادہ یاد کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے نبی اور نبی کی امت کو یاد فرمایا ہے چنانچہ مریم کا ذکر فرماتے فرماتے یکایک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ

إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ (پ ۳ آل عمران ۵ ع آیت ۴۴)

مولا فرماتا ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ پہونچاتے ہیں اور تمہارے ذریعہ سے تمہاری امت کو پہنچاتے ہیں۔ اے رسول! اس وقت تم ان کے پاس موجود نہ تھے جبکہ وہ زاہدانِ اقصیٰ بیت المقدس اپنے اپنے قلم پانی میں ڈال رہے تھے کہ دیکھیں کس کا قلم تیرتا ہے کہ مریم کا سرپرست بنے۔ اور تم اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے جبکہ وہ زاہدانِ اقصیٰ عبادت گذار مریم کو اپنی اپنی کفالت میں لینے کے لئے اصرار کر رہے تھے۔

نظم

واقعی تیرا کرم اے کبریا | تیرا یہ احسان اے ربّ العلا
یاد رکھتا ہے ہمیں تو اے کریم | تیرا اس امت پہ ہے لطفِ عمیم
کیسی کیسی تو نے خبریں دیں ہمیں | اور عطا کیں کیسی کیسی نعمتیں
ہم کو اس قرآن میں کیا کیا دیا | حال و استقبال سب ظاہر کیا

انبیاء کا مریم و عیسیٰ کا حال
سب بتایا تو نے ہم کو ذوالجلال

حضرت مریم کی کیفیت

مسجد اقصیٰ کے ویچے میں جناب مریم علیہا السلام رات دن عبادتِ الٰہی میں مستغرق ہیں کھانا اور پینا پردۂ غیب سے آیا ہوا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا لایا ہوا جن کا نوں رکھا رہتا ہے کبھی کبھی چوتھے پانچویں روز اس میں سے کچھ حصۂ رزق نوش فرما کر عبادت الٰہی کے لئے سہارا کر لیتی ہیں اور رات دن اپنے مولا کی عبادت میں مصروف ہیں اور یوم ولادت سے آپ کا یہی حال ہے یہاں تک کہ آپ گیارہ سال کی بعض روایتوں میں تیرہ سال اور بعض روایتوں میں بیس سال کی جب ہوگئیں تو کچھ آثار عورتوں کے معلوم ہوئے تو اسی وقت آپ مسجد اقصیٰ کے حجرۂ مطہرہ سے چل کر اپنی ہمشیرہ حضرت اشباع کے گھر میں آگئیں اور پانچ سات روز یہیں رونق افروز رہیں جب عبادت الٰہی اور حجرۂ مطہرہ میں جانے کے قابل ہوئیں تو وہیں اپنی ہمشیرہ حضرت اشباع کے گھر میں غسل فرمانے کا عزم کیا جن کا مکان آفتاب رو یہ تھا اور اس میں نکلنے سورج دھوپ پڑتی تھی جس کے ایک گوشہ میں آپ نہایت پردے اور حیا کے ساتھ غسل کرتی تھیں جس کو مولائے کریم قرآن مجید

میں ہمارے لئے بیان فرماتا ہے:-

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ ۘ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا - (پ ۱۶ مریم ۲ ع ۲ آیۃ ۱-۲)

مولا فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم میں سے مریم کی کیفیت اور انکا احوالِ مطہرہ اپنی امت سے بیان کردو! جبکہ وہ مبارک بندی اپنے رشتہ داروں سے الگ ہوکر آفتاب رو یہ ایک نہایت پردے کی جگہ میں تھیں۔

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ (آیۃ ۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے مبارک فرشتے یعنی روح الامین جبریل علیہ السلام کو ایک نورانی انسان کی شکل میں اپنی بندی کی طرف بھیجا کہ وہ نورِ مجسم جبریل علیہ السلام ہمارے بھیجے ہوئے مریم علیہا السلام کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے پس اس وقت جبکہ ہماری پاکیزہ بندی نے جبریل علیہ السلام کو بصورتِ انسانی اپنے سامنے آیا ہوا دیکھا تو وہ عفت مآب ایسی تنہائی اور غسل کے وقت میں ایک اجنبی مرد کو دیکھ کر سر سے پاؤں تک تھر تھرا اٹھیں اور منا کہنا شروع کیا:-

قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ (آیۃ ۳)

مولا فرماتا ہے کہ ایسی حالت میں مبارک مریمؑ نے پاکیزہ جبریلؑ کو بصورتِ انسانی اپنے سامنے آیا ہوا دیکھ کر فوراً یہ کہنا شروع کیا کہ اے مرد اجنبی! اگر تو پرہیزگار ہے تو میں تجھکو اس خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ جس کی ہیبت سے چودہ طبق کانپتے ہیں۔ للّٰہ میرے سامنے سے ہٹ جا۔ اللہ! اللہ!!

نظم

آہ مریمؑ کچھ خبر تم کو نہیں
کون ہے یہ سامنے؟ روح الامیں

یہ وہ جبریلِ امیں ہیں اے فتا
جن کے ہیں مشتاق سارے انبیاء

یہ ہیں وہ روح القدس اے پارسا
بھیجتا ہے جن کو خود ربُّ العلیٰ

ایلچی ہیں خاص یہ اللہ کے
ہاں پیمبر اک بڑے ذیجاہ کے

یہ بشر ہرگز نہیں ہیں اے فتا
یہ تو جبریلِ امیں ہیں پارسا

ان سے کیا خوف و خطر اے صالحہ
ان سے بس کرتی ہے کا ڈر اے پارسا

ہیں یہ وہ ناموسِ اکبر بالیقیں
جن کو دنیا سے علاقہ کچھ نہیں

نور کے پتلے ہیں یہ اے صالحہ
تم بشر سمجھیں انہیں اے عابدہ

آئے ہیں مولا کے یہ بھیجے ہوئے
ایک سا روح پاک دینے کے لئے

پرحیرت سوال وجواب

جب حضرت جبریل علیہ السلام جناب مریم علیہا السلام کے سامنے ایک محض تنہائی وگوشے میں آکر کھڑے ہوئے تو حضرت مریم علیہا السلام نے ان کو خدا کا واسطہ دیکر ان سے کہا کہ اے مرد اجنبی! اگر تو اللہ سے ڈرنے والا ہے تو جلدی میرے سامنے سے ہٹ جا جس کے جواب میں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا جسے مولا اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے۔

جبریل علیہ السلام

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ (آیۃ ۷)

مولا فرماتا ہے کہ ہمارے فرشتے جبریلؑ نے ہماری بندی مریمؑ سے کہا کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ میں تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا جبریلؑ فرشتہ ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تم کو ایک پاک طینت فرزند دے جاؤں" یہ سن کر حضرت مریمؑ کی حیرت اور دہشت اور بڑھ جاتی ہے اور ڈرتے ڈرتے فرماتی ہیں۔

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا (آیۃ ۵)

مولا فرماتا ہے کہ جبرئیلؑ کے جواب میں مریمؑ نے کہا کہ میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میرا نکاح بھی نہیں ہوا اور مجھ کو خاوند نے چھوا تک نہیں اور نہ میں نے کسی کو آنکھ سے دیکھا پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میرے ہاں فرزند پیدا ہو؟

جبرئیل علیہ السلام

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ (آیت ۲۱)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مریمؑ کے اس تعجب خیز سوال پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے صالحہ! جیسا میں کہتا ہوں ایسا ہی ہوگا کیونکہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ اے مریمؑ ہم تم سے بغیر باپ کے فرزند عطا کرنا ہم پر آسان ہے اور اس فرزند کے عطا کرنے سے غرض یہ ہے کہ دنیا جہان کے لئے ہم اپنی قدرت کی ایک نشانی ظاہر کریں اور دنیا میں ہم اس فرزند کو اپنی رحمت کا ذریعہ بنائیں اور صحف ہمارے حکم سے اس فرزند کی پیدائش اسی طرح لکھی جا چکی ہے اور اے مریم علیہا السلام! تم تعجب نہ کرو۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ (پ ۳ آیت ۵)

اللہ کے نزدیک آدمؑ اور عیسیٰؑ دونوں کی پیدائش یکساں ہے، آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے محض اپنے حکم سے پیدا کیا۔

نظم

کام کوئی بھی اسے مشکل نہیں ۔۔۔ مالکِ کل ہے وہ رب العالمین
حکم میں اسکے ہے ساری کائنات ۔۔۔ جزو و کل دونو جہاں ہیں اسکے ہات
روح داخل پتلہ آدمؑ میں کی ۔۔۔ روح اپنی ایک بس مریمؑ کو دی
واں تعجب نہ اچنبھا ہے یہاں ۔۔۔ قادرِ مطلق ہے خلاقِ جہاں
جیسے آدمؑ ویسے عیسیٰؑ اے فتا ۔۔۔ حکم سے اپنے جنہیں پیدا کیا
اس کو کچھ حاجت نہیں ماں باپ کی ۔۔۔ اسکو بس آتی ہے پیدائش سبھی
باپ عیسیٰؑ کے نہ تھے گر اے فتا ۔۔۔ ماں نہ تھیں حوا کی پھر یہ کیا ہوا
اور نہ تھے ماں باپ آدم کے کہیں ۔۔۔ تھا مگر اک حکم ربُّ العالمین

قادرِ کل وہ اکیلی ذات ہے
سب حیات و موت اسکے ہات ہے

روح الامین کی ایک جھلک

معبود کریم اپنے بندوں کو قرآن مجید میں اپنے پیارے

روح الامین حضرت جبریل علیہ السلام کی ایک جھلک دکھاتا ہے جس سے ہم کو اندازہ ہوگا کہ جبریل علیہ السلام کیا چیز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ایک روح لے کر مریمؑ کے پاس ان کا تشریف لانا کتنی قدر و منزلت رکھتا ہے دیکھو تیسواں پارہ سورہ والشمس آیتہ ۲۰۱۹

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ۙ ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ۙ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ؕ

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ لوگو! یہ قرآن مجید ذی عزت "فرشتے" یعنی جبریل علیہ السلام کا پہونچایا ہوا ہے۔ جو ہماری وحی کے بار گراں کے اٹھانے کی پوری طاقت رکھتا ہے اور مالک عرش بریں کی حضوری میں روح الامین کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور وہ روح الامین آسمانوں میں تمام فرشتوں کا سردار اور اللہ عزوجل کا پورا امانت دار ہے۔ نیز اللہ پاک فرماتا ہے:-

عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۙ ذُوْ مِرَّۃٍ ؕ فَاسْتَوٰی ۙ (پ۲۷ النجم ع آیتہ ۵-۶)

مولا فرماتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو علوم ہمارا جبریلؑ فرشتہ ہی تو آکر سکھاتا ہے جس کی روحانی و جسمانی قوت کی انتہا نہیں۔

نیز قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ (پارہ ۱ البقرۃ ۱۲ ع آیتہ ۱)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہدو! کہ جو کوئی روح الامین جبریل علیہ السلام سے بدگمان ہو ہمیں اس کی پروا نہیں بلکہ یہ جبریل وہ پاک فرشتہ ہے کہ جس نے ہمارے حکم سے سارا قرآن پاک تمہارے دل میں لاکر محفوظ کیا ہے

نظم

سب ملک سے بہتر روح الامین — انبیاء کے ہمنشیں روح الامیں
آسمانوں میں نرالا مرتبہ — اور عزت بر زمیں روح الامین
ایک ہی اسکے دیا نتے دار ہیں — ایک ہی اسکے امیں روح الامیں
فخر ہے اہل زمیں کو آپ سے — آپ سیدرہ کے مکیں روح الامیں
آپ کی روحانیت نورانیت — قلب میں ہے جاگزیں روح الامیں
کون لایا دین اور اسلام، آپ؟ — ورنہ کوری تھی زمیں روح الامیں

آئے وہ اللہ کے بھیجے ہوئے
پاک و پاکیزہ تریں روح الامیں

روح الہیٰ کا نزول

حضرت مریم علیہا السلام اپنی بڑی بہن الشباع کے گھر میں

جب غسل مطہرہ فرما چکیں تو حضرت جبریل السلام نے روح الٰہی دور سے آپ پر دم کردی جس کا اثر مطہرہ معاً حضرت مریم کے شکم میں پہونچا اور ایک نورانیت سے آپ کا جسم مطہرہ روشن اور منور ہوگیا۔ جناب مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ روح اللہ کے مبارک حمل سے منوّر اور مسرور ہوگئیں۔

کتب تفاسیر میں مرقوم ہے کہ ایک روز حضرت زکریا علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ عابدہ اور صالحہ سوتی ہیں اور سونے میں ان کا چادر کسی قدر ہٹا ہوا ہے جس سے کسی قدر حمل کے آثار پائے جاتے ہیں سر سے پاؤں تک لرز گئے اور اسی وقت اپنی بی بی اشباع سے جا کر کہا کہ اے اشباع! کیا مریمؑ حاملہ ہے؟ جس کے جواب میں حضرت اشباع نے کہا کہ اور تو میں کچھ جانتی نہیں ہوں البتہ یہ میں ضرور دیکھ رہی ہوں کہ میں بھی حمل سے ہوں اور صالحہ مریم میری بہن بھی حمل سے ہے نیز میرے شکم میں ایک فرزند ہے اور میری مریم کے شکم میں بھی ایک نور مبین ہے پھر میں دیکھتی ہوں کہ میرے شکم میں میرا فرزند مریم کے شکم کے نور مبین کو بار بار سجدے کرتا ہے اور پھر دل ان کی آپس میں خوف الٰہی کی باتیں ہوتی ہیں پس اے زکریا! میں سمجھتی ہوں کہ زبور اور توریت میں جو پیشین گوئی اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہم

عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کریں گے۔ کہیں مریمؑ کے شکم میں وہی بچہ نہ ہو؟ اچھا جاؤ اور اسے جگا کر میرے پاس لاؤ! چنانچہ اسی وقت حضرت زکریا علیہ السلام مریم مطہرہ کو جگا کر بی بی اشباع کے پاس لائے اشباع کی عمر اس وقت اسی نوے برس سے بھی تجاوز کر چکی تھی اور حضرت عیسیٰ کی برکت سے حضرت یحییٰ کا حمل اس عمر میں آپ کو مزین کر چکا تھا غرضیکہ حبیب صالحہ مریم بیوی اشباع کے سامنے آئیں تو اشباع اُن پر قربان اور نثار ہوتے ہوئے فرمانے لگیں:- یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ٥ (پ۳ ال عمران ۵ع (آیۃ ۱)

نظم

تجھ پہ میں قربان میں تجھ پر نثار
نور دیدہ اے مری پرہیزگار

اے میری آنکھوں کی نور اے عابدہ
اے میرے پاکیزہ رب کی ساجدہ

کیا نوازا ہے تجھے اللہ نے
پاک فرمایا تجھے ذیجاہ نے

اے میری نورِ نظر لختِ جگر
برگزیدہ تو ہوئی مخلوق پر

اللہ اللہ تیرا رتبہ مرتبہ
آج دیا بھر میں سب سے بڑھ گیا

تجکو وہ فرزند مولا نے دیا
ذکرِ آدم جس نے بس تازہ کیا

دو جہاں جس بات سے حیران ہے
وہ مرے اللہ کو آسان ہے

اس نے خود آدم کو پیدا کر دیا
نام کچھ جبکہ نہ تھا ماں باپ کا

پہلے سے آدم کے حوا اس نے دی
ماں بتائیے کوئی انکی کون تھی؟

خود ہی ماں کا کام دیتا ہے کریم
باپ کا خود ہی وہ ہوتا ہے سہیم

اسکو حاجت کچھ نہیں ماں باپ کی
کیونکہ خود کرتا ہے وہ صورت گری

تجھکو وہ روح مطہر کی عطا
جس کو سجدہ میرے بچے نے کیا

ایک یوسف معصوم

یہ کون ہیں؟ یہ جناب مریم علیہا السلام کی خالہ کے بیٹے ہیں اور اس درجے کے عابد و زاہد ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے تمام بیت المقدس میں ان کا زہد و تقویٰ سب سے بڑھا ہوا ہے اور ہر آن ذکر الٰہی میں بہت سرشار رہتے ہیں یکایک ان کے کانوں میں یہ ایک ہوشربا صدا پہونچتی ہے کہ صالحہ مریم حمل سے ہے اور چونکہ حضرت مریم کے یہ خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس ہوشربا خبر سے ان کے ہوش جاتے رہتے ہیں اور معاً اپنی محراب عبادت سے اٹھ کر حضرت مریم علیہا السلام کی خدمت

میں پہونچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے صالحہ مریم! اور اے میری عابدہ بہن! کیا آپ مجھے چند سوالات کرنے کی اجازت دیں گی! کیونکہ میرے دل میں آپ کی طرف سے کچھ شبہات پیدا ہو گئے ہیں" جناب مریم علیہا السلام نے ان کے جواب میں فرمایا کہ بھائی یوسف! بڑے شوق سے پوچھو! کیا پوچھتے ہو!

یوسف زاہد

اے میری عابدہ بہن! کیا کسی زمین میں بغیر کاشت کیے خودبخود باغات اور خودبخود سرسبز کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں؟

نظم

سونچکر دیجئے گا یہ مجکو جواب	اے بہن مریمؑ اور اے عفت مآب
کوئی دنیا میں نہیں ایسی زمیں	کھیتیاں ہوں خودبخود جس میں کہیں

اے بہن! پہلا ہے یہ میرا سوال
کیونکہ مجھکو رنج و صدمہ ہے کمال

مریم عابدہ

اے میرے زاہد بھائی! شاید تم اس حقیقی زمیندار سے واقف نہیں کہ جو بغیر کاشت کیے خودبخود باغات اور خودبخود سرسبز کھیتیاں پیدا فرماتا ہے

نظم

تخم ریزی کی اسے حاجت نہیں | جسکی ایک لونڈی ہے ساری زمیں
خود ہی مالی ہے وہ خود ہے باغباں | خود بخود ہوتی ہیں اسکی کھیتیاں

یوسف کا بھائی! اسکا میرا جواب ؟
پوچھتا ہے اور کچھ عفت مآب ؟

یوسف نے کہا

اے میری عابدہ بہن! اللہ عزت والے نے دنیا میں یہ قاعدہ مقرر فرما دیا ہے کہ جب تک درخت کو پانی نہ دیا جائے اس میں پھل اور پھول نہیں آسکتے۔

نظم

غور کیجے اے بہن مریم! ذرا | قاعدہ ہے اس کا یہ باندھا ہوا
کو اسے آسان ہے اور سہل ہے | خود بخود وہ چاہے جو پیدا کرے

یہ مگر دستور مولا کا نہیں
بے ذریعہ وہ ثمر دیتا نہیں

مریم نے کہا

اے میرے زاہد بھائی! پہلے درخت کو اس نے پیدا کیا اور پھر آبپاشی سے اس میں پھل اور پھول آئے سو اس سے معلوم کرنا چاہئے کہ پیدائش

درخت کے لئے وہ آبپاشی کا محتاج نہیں بلکہ وہ خود اپنے حکم سے درخت پیدا کرتا ہے۔

نظم

قاعدے کو اس نے باندھے ہیں تمام
اور پھر چلتا ہے وہ ان پر مُدام
ساتھ ہی اسکے ہے یہ بھی اے فتی
وہ نہیں مجبور اُن پر ہو گیا

قاعدوں کا وہ اور اس کے قاعدے
خالقِ کل ایک بس وہ ہی تو ہے

یوسف زاہد

اے میری عابدہ بہن! میں صاف لفظوں میں آپ سے پوچھتا ہوں للّٰہ مجھے بتاؤ کیا کوئی بچہ بغیر باپ کے دنیا میں پیدا ہوتا ہے؟

نظم

باپ سے ہوتے ہیں بچے اے بہن!
کیا جواب اسکا ہے کہئے اے بہن!
مرد کی صورت سے ہو تم بے خبر
راز پھر یہ کیا ہے اے عالی گوہر

یہ حمل کیسا ہے اور کیا بات ہے
جس کی عزت اب خدا کے ہاتھ ہے

مریم عابدہ

اے میرے زاہد بھائی! میں بھی صاف لفظوں میں تمہیں جواب

ہیں کہ اے میری عابدہ اور پاکیزہ بہن! میں اپنی بدگمانی سے توبہ کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں اس خالق و مالک سے کہ جس سے چودہ طبق لرزتے اور کانپتے ہیں واقعی وہ ایسا ہی با اختیار خدائے قادر مطلق ہے اسے کسی ذریعہ اور سبب اور کسی ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ وہ جس طرح چاہے اپنی مخلوق پیدا فرمائے۔

نظم

کوئی اس کا روکنے والا نہیں
کوئی اس سے برتر و اعلیٰ نہیں

واقعی اے صالحہ! اے نیک خو
اس حمل میں ہیچ ہے یہ گفتگو

جبکہ ہے موجود آدم کی مثال
پھر یہ عیسیٰ کیلئے کیوں قیل و قال

نیز اے مریم! سنا تو کچھ مجھے
اس مبارک ذات کے اوصاف سے

اس حمل کی کچھ حقیقت میں سنوں
رحمت ربی سے کچھ آگاہ ہوں

مریم علیہا السلام

اے میرے زاہد بھائی! جب میں اپنی بہن اشباع کے گھر میں غسل سے فارغ ہو کر مشغول عبادت ہوا چاہتی تھی تو یکایک ناموس اکبر

حضرت جبریل علیہ السلام میرے سامنے آ کھڑے ہوئے میں انہیں انسان سمجھ کر ڈر گئی اور میں نے ان سے اللہ کی پناہ مانگی جب یہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ میں جبریل فرشتہ ہوں اور میں تم کو اللہ پاک کی بھیجی ہوئی ایک روح بخشنے آیا ہوں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ۔ (۴۵ آیۃ ۳)

اس فرشتے نے یہ بھی کہا کہ اے مریم! اللہ تعالیٰ تم کو اپنے کلمے اور اپنی ایک روح کی بشارت دیتا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہو گا۔

نیر ابے کمالی!

نظم

اس نے پھر میری طرف کچھ دم کیا	نور جس سے تن بدن میرا ہوا
کیا کروں اس نور رحمت کا بیاں	چھا گئے رحمت کے مجھ پہ سائباں
ہر طرف دیوار سے تھی یہ صدا	ہو مبارک تجھ کو یہ مریم بتول
روح معبودی حمل میں آ گئی	تم پہ رحمت ہو گئی اللہ کی

پڑھنا!! اس روز سے یہ حال ہے
سجدہ کرتا ہے مجھے ایک ایک شے

خدائے پاک کی گواہی

جناب مریم علیہا السلام کی عفت اور عصمت پر مسلمانوں کا ایمان ہے اور وہ سورج اور چاند سے زیادہ حضرت مریم کی پاکیزگی کو مانتے ہوئے ہیں جو نہ صرف اپنے معتقدات اور اپنے خیالات سے بلکہ اللہ جل شانہ کے ارشادات اور کلام الہی کے کھلے کھلے اور صاف صاف بیانات سے ہمارا ایمان ہے کہ مریم علیہا السلام اتنی پاکیزہ ہیں کہ سورج اور چاند بھی ان کے آگے ماند ہیں۔ کیا دنیائے زمین میں کوئی مسلمان ان کی نسبت کسی نوع کا خیال فاسد کر سکتا ہے۔ جبکہ اللہ پاک ان کی نسبت ارشاد فرماتا ہے

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ۝ (پارہ ۲۸ التحریم ۲ ع ۲ آیتہ ۵)

یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مسلمانو! ہم گواہی دیتے ہیں کہ عمران کی بیٹی مریم نے اپنی عصمت کو نہایت محفوظ رکھا اور ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کے پیٹ میں ایک پیاری روح دم کر دی جس سے وہ ہمارے کلام اور ہماری آسمانی کتابوں کی

تصدیق کرنے لگیں۔ اور اے مسلمانو! اس میں شک نہیں کہ مریم ہمارے نہایت فرمانبردار بندوں میں سے تھیں۔

نظم

اب بتاؤ کون ہے جو شک کرے ہات دھونے ہوں جسے ایمان سے
حضرت مریم کی عالی شان ہے یہ ہمارا دین ہے ایمان ہے

پاک و پاکیزہ ہیں وہ عالی صفات
رحمتِ ربی ہے جن کے ساتھ ساتھ

ولادتِ عیسیٰ روح اللہ

کتبِ تفاسیر و تواریخ میں ولادتِ عیسیٰ روح اللہ کے بارے میں تین قسم کی روایتیں مرقوم ہیں:-

بعض کہتے ہیں کہ جنابِ مریم جس وقت حضرت جبریلؑ کے دم کرنے سے حاملہ ہوئیں۔ اسی وقت اور اسی آن جنابِ عیسےٰ روح اللہ پیدا ہوئے۔

بعض کہتے ہیں کہ نہیں، بلکہ جس وقت جبریلؑ فرشتے نے روح

دم کی ہے اس کے پورے چھ مہینے کے بعد حضرت عیسیٰ تولد ہوئے بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ جبرئیل علیہ السلام کے دم کرنے سے پورے نو مہینے کے بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

ان تینوں روایتوں میں قوی روایت یہ ہے کہ آپ پورے چھ مہینے میں پیدا ہوئے غرضکہ جب پیدائش کا وقت قریب آیا تو جناب مریم علیہا السلام کے نام حکم آیا کہ مریم! اب تم بیت المقدس کی بستی سے باہر چلی جاؤ۔ اگر تمہارے فرزند کی پیدائش سے تمہاری قوم تمہارے فرزند کو مار ڈالنے کی کوشش کرے گی۔

چنانچہ یہ حکم خداوندی پاتے ہی حضرت مریمؑ بیت المقدس سے چل کھڑی ہوتی ہیں اور بموجب حکم الٰہی جناب جبرئیل علیہ السلام آپ کی رہبری کرتے ہیں کیونکہ اس معصوم ذات نے کوہستان اور بیابان کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے تھے۔ لہذا جبرئیل علیہ السلام کی رہنمائی سے آپ بیابان اقصیٰ کا راستہ طے کر رہی ہیں جب ایک موضع قرآتشام کے قریب زمین بیت اللحم میں پہونچیں تو حضرتؑ درد زہ شروع ہو گئے تھے جبرئیل علیہ السلام رخصت ہو گئے اور آپ وہیں لق ودق میدان میں ایک سوکھے ہوئے کھجور کے درخت سے کمر لگا کر بیٹھ گئیں۔

اک بیاباں اور اک ہو کا مکاں — ہے نہ آدم زاد کا نام و نشاں
آہ وہ سنسان جنگل لق و دق — واں جہاں شیروں کے بھی پتے ہوں شق
یکہ و تنہا جہاں مریم کی ذات — ہے تحفظ اللہ کی رحمت کا ساتھ
کافی و وافی تری رحمت ہے بس — اس زمیں کے آسماں کی چھت ہے بس

اپنی بندی کا محافظ ہے تو ہی
کیونکہ ہے لاانتہا رحمت تری

معصوم عابدہ کی بیکسی

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ (پ ۱۶ مریم ۲ ع ۲ آیۃ ۷)

مولا فرماتا ہے کہ جب مریم کو حق ہمارے حکم سے حمل رہ گیا تو وہ اس حمل کو لے کر ایک تنہائی کی جگہ جا کر بیٹھ گئیں۔ جہاں کسی بشر کا نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ وہ ایک سنسان جنگل تھا۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ج (آیۃ ۰)

مولا فرماتا ہے کہ پھر جب درد زہ ہماری بندی مریم کو شروع ہوئے تو وہ ایک کھجور کے درخت سے کمر لگا کر بیٹھ گئیں اور پھر انھوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ

نَسِیًّا وَّ مَنسِیًّا ۵ (آیۃ ۸)

مولا فرماتا ہے:- اس تنہائی و بیکسی اور بچہ پیدا ہونے کے دوران میں آخر ہماری بندی مریم پکار اٹھی کہ اے کاش! میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور دنیا کے پردے سے ناپید ہو کر کبھی کی بھولی بسری ہو گئی ہوتی"

اللہ! اللہ! جس پر تمام ساکنانِ آسمان روتے ہیں اور اقصیٰ کے شجر و حجر ہل جاتے ہیں۔ نیز مفسرین ان مایوسانہ فقروں کی اس طرح تفسیر فرماتے ہیں کہ جب مایوس مریم علیہا السلام ایک کھجور کے خشک درخت سے کمر لگا کر بیٹھ گئیں اور پیدائش کے دردوں نے مسلسل آپ کو آن لیا تو اس اجنبی اور نئی تکلیف سے ان کے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے بے تحاشا اس بیکسی اور تکلیف کے عالم میں یہ کہنا شروع کیا۔

نظم

کاش میں زندہ نہ ہوتی اے فنا
اور نہ یہ دن دیکھتی میں آج کا

کاش میں مر کر ہوئی ہوتی تمام
بھول جاتے مجھکو سارے خاص و عام

کاش ہو جاتی میں پیوندِ زمین
نام میرا جانتا کوئی نہیں

آہ میں عمران کی دخترِ نیک نام
جو کہ ہے بیت المقدس کا امام

آدھی زاہدہ وہ میری ماں | جنکے تقوے سے بھرا ہے اک جہاں
اور پیمبر زکریا کی بھانجی | مجکو خلقت کیا کہے گی دہر کی
مرد میں نے آنکھ سے دیکھا نہیں | اور پیدا ہو رہا ہے نور عین

رو رہی ہیں صالحہ مریم جہاں
روتے ہیں واں زمین و آسماں

قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ (آیۃ ۸)

درد سے جبکہ یہ مریمؑ نے کہا | کاش میں زندہ نہ ہوتی لے فنا
کاش میں مرکر ہوئی ہوتی تمام | بھول جاتے مجکو سارے خاص و عام
ہل رہا تھا عرش مولائے کریم | جوش میں دریائے رحمت تھا عظیم
آئی جبریلؑ امیں کو یہ ندا | جا مری بندی کو خوشخبری سنا
جسکے رونے کی نہیں ہے تو سہار | جس کے آنسو عرش کے ہٹتے ہیں پار
لق و دق جنگل ہے اور سنسان ہے | جسمیں اک بندی مری حیران ہے
رو رہی ہے وہ کلیجہ تھام کر | ہل رہے ہیں دو جہاں زیر و زبر

والی رحمت کے ملائک ساتھ لے
جا کے اے جبریلؑ! یہ آواز دے

حضرت جبریل کی ندا

جب خدائے ملک العلام نے اپنا حکم عالی جبریل علیہ السلام کو دیا تو اسی وقت اور اسی آن جناب جبریل امین بے انتہا رحمت کے فرشتے ساتھ لے کر حضرت مریم علیہا السلام کے قرب و جوار میں پہنچ گئے اور یہ وہ وقت تھا کہ حوران جنت معصوم مریم علیہا السلام کے گردا گرد ہیں اور جناب حضرت عیسٰی روح اللہ کو اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں اور آپ پیدا ہو چکے ہیں۔ نیز مریم علیہا السلام کی ہچکی بندھی ہوئی ہے کہ بغیر خاوند کے میرے ہاں یہ بچہ کیسے پیدا ہوا؟ کہ وہیں آپ کے کانوں میں ایک غیبی آواز آتی ہے۔ جو جبریل علیہ السلام کی آواز ہے۔

فَنَادٰهَا مِن تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (پ ۱۶ آیۃ ۹)

(یعنی) جبریل فرشتے نے اس پانی کے چشمے میں سے آواز دی کہ جو ابھی ابھی حکم الٰہی سے مریمؑ عابدہ کی ایڑیوں کے نیچے سے جاری ہوا تھا لَا تَحْزَنِي۔

یہ آواز دی کہ اے معصوم مریم! کسی نوع کا غم نہ کرو اور آزردہ خاطر نہ ہو۔ دیکھو تمہارے پروردگار نے خود بخود تمہاری ایڑیوں کے

نیچے سے کیسا رحمت کا چشمہ جاری کیا ہے اس سے تمہیں اطمینان ہونا چاہیئے کہ مولائے کریم اپنے حکم سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے لیے کسی سبب یا اسباب کی ضرورت نہیں نیز اے مریمؑ صالحہ! تمہارے اطمینان کے لئے وہ اپنی قدرت کاملہ کا اور بھی اظہار فرماتا ہے۔

وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ تُسَٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ آیۃ ۱۰

"(یعنی) جبریل امین نے پھر آواز دی کہ اے مبارک مریم! اس سوکھے ہوئے کھجور کے درخت کو تم ہلاؤ! اور پھر دیکھو کہ کیسی تر و تازہ کھجوریں یہ تم پر برسانی شروع کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مریم نے اس کھجور کے سوکھے ہوئے درخت کو ہاتھ لگا یا ہی تھا کہ وہیں اس میں سے نہایت شیریں اور تر و تازہ کھجوریں ٹپکنی شروع ہو گئیں۔

الغرض خود بخود شیریں چشمے کا جاری ہونا اور خود بخود تر و تازہ کھجوروں کا ٹپکنا صالحہ مریمؑ نے جب دیکھا تو ان کے دل میں اطمینان کی لہر پیدا ہوئی۔ بس یہ اطمینان ہوا ہی تھا کہ جبریل علیہ السلام نے پھر آواز دی۔

فَكُلِى وَٱشْرَبِى وَقَرِّى عَيْنًا ۝ (آیۃ ۱۱)

اے صالحہ مریم! اب تم یہ لفیس مزے کی کھجوریں کھاؤ! اور اس شیریں چشمے کا پانی پیو! اور اپنے نور عین کو گود میں لے کر اپنی آنکھیں

ٹھنڈی کر دیا یہ سنکر بیوی مریم نے اس چشمے کا پانی پیا، جس کے پیتے ہی عمر بھر کی پیاس بجھ گئی اور آپ شاد شاد ہو گئیں۔ اور پھر وہ تر و تازہ کھجوریں کھائیں جس سے آپ باغ باغ ہو گئیں اور پھر نہایت مسرور ہو کر اپنے روح اللہ حضرت عیسیٰ کو اٹھا کر اپنے کلیجہ سے لگایا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

نظم

غم غلط ہو گیا سب ایک آن میں
جبکہ جنت آ گئی سنسان میں

ہیں جہاں حورانِ جنت بیشتر
اور رحمت کے فرشتے سر بسر

چشمۂ آبِ حیاتِ بے بہا
میوۂ جناتِ اعلیٰ پر فضا

گود میں پالے شہِ غلمان ہیں
جن پہ سب حور و ملک قربان ہیں

جبکہ مولا نے دکھائی یہ بہار
جبکہ جنگل ہو گیا وہ گلعذار

جسکے آگے ہیچ ہے فردوس بھی
اے مرے معبود! یہ قدرت تیری

کر دیا مریم کو دم میں شاد شاد
کیسی بر لاتا ہے وہ سب کی مراد

مریم کو تلقین

حضرت مریم علیہا السلام مطمئن اور شاد شاد ہو گئیں اور اپنے

نورِ عین جناب مسیح علیہ السلام کو گود میں لے لیا تو ان رحمت کے فرشتوں اور فرشتوں کے سردار جبریل علیہ السلام نے رخصت ہوتے وقت جناب مریم علیہا السلام کو یہ تلقین فرمائی۔ جسے مولائے کریم اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے۔

فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ۝ ح (آیۃ ۱۱)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہمارے بندے جبریل نے ہمارے حکم سے ہماری بندی مریم کو یہ تلقین کی کہ اے مریم! تم اپنے نورِ دیدہ کو لے کر بیت المقدس جاؤ اور راستہ میں تم کو کوئی آدمی نظر پڑے اور تم سے اس بچے کی پیدائش کے بارے میں پوچھے تو تم اشارے سے کہدینا کہ میں نے خدائے رحمٰن کے لئے روزے کی منت مان رکھی ہے، لہذا روزے میں کسی سے بات نہیں کر سکتی کیونکہ اس وقت کی شریعت میں جہاں کھانا پینا منع تھا وہاں بولنا بھی منع تھا۔ جناب مریم کو یہ عذر یوں تلقین کیا گیا کہ وہ کس کس سے اپنی صفائی بیان کرنے کی زحمت گوارا کریں گی۔

مِنْ حُسْنِ اسلامِ المرءِ تَرْكُهُ مَا لا يَعْنِيهِ (حدیث)

ہمارے آقا نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث

میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نہایت حسین اسلام اس کا ہے جو زائد باتوں کو ترک کرے اور اکثر خاموش رہے

نظم

بولنا کچھ کم کرو اے دوستو! اور حسین اپنے کرو اسلام کو
یہ زباں اللہ کی ہے اک عطا ہے نہیں مبر بڑ کی قینچی اے فتا
رات دن چلتی رہے جو بے لگام تھام اسکو دیکھ مسلم اسکو تھام
دنیوی بکواس سے اور جھوٹ سے چاہیئے تجھ کو اسے روکے رہے
خوفِ حق کی ڈال لے اس پر لگام کر اچھا تمک بھی اسکی روک تھام
عابدوں میں نام لکھوا اپنا تو دیکھ لے کم گو مسلمان نیک خو
ہر نکمی بات کرنی چھوڑ دے! کام کی جو بات ہو بس وہ کرے

الغرض مریم کو یہہ تلقین ہوا
یہ کہ بس خاموشی اپنا لے فتا

مریم اور ان کی قوم

القصہ حضرت مریم علیہا السلام بموجب تلقین ملائکہ خاموشی اختیار کرتی رہیں اور نور عین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی گود میں لے کر

بیت المقدس کی جانب روانہ ہوتی ہیں اور خراماں وہاں پہنچ جاتی ہیں جہاں ان کی قوم ان کی تلاش میں سرگرداں اور کوشاں تھی کہ اتنے میں آپ نورِ عین کو لئے ہوئے پہونچتی ہیں جسے معبود برحق اپنے کلام منطق میں بیان فرماتا ہے:

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا (۱۲)

یعنی۔ مریم علیہا السلام اپنے بچے کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ چنانچہ قوم کے لوگ ان کی گود میں بچہ دیکھ کر پکار اٹھے کہ اے مریمؑ! یہ تو نے کیا ستم کیا؟ اور چونکہ مریمؑ کی عظمت انکے دلوں میں بے حد تھی اس لئے مریمؑ کو وہ ایسی حالت میں دیکھ کر زار و قطار روتے ہوئے یہ کہتے ہیں:-

یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ؕ (آیت ۱۳)

قوم کے لوگوں نے مریمؑ سے کہا - اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ عمران برا تھا اور نہ تیری ماں حنّہ زاہدہ بدکار تھی۔ تو یہ کیا کر بیٹھی؟ جس پر مریمؑ علیہا السلام طاہرہ نے بموجب تلقین ملائکہ قوم کو کچھ جواب نہ دیا۔ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ (آیت ۱۴)

اپنے نورِ عین کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ پوچھنا ہے اس سے

پوچھ لو۔

قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ (آیۃ ۱۴)

قوم کے لوگوں نے کہا کہ اے مریمؑ! بھلا ہم گود کے بچے سے کیسے بات کر سکتے ہیں اور یہ معصوم بچہ جو ابھی پیدا ہوا ہے کیونکر بول سکتا ہے؟

نظم

جب کہ مریم نے اشارہ یہ کیا
یہ کہ خاموشی کا روزہ ہے مرا

تم کو جو دریافت کرنا ہو کرو
میرے اس فرزند سے بس پوچھ لو

یہ بتائے گا یہی دیگا جواب
رحمتِ مولا ہے جس پر بے حساب

قوم نے جس پر یہ مریم سے کہا
یہ بھی کوئی بات ہے اے پارسا

گود کا بچہ کبھی بولا ہے بھلا
حیف اے مریمؑ! یہ تجکو کیا ہوا

قوم والے کہہ رہے تھے یہ کھڑے
سر اٹھایا گود سے معصوم نے

اور فصاحت اور بلاغت سے کہا
جو کہ عیسیٰؑ کا یہ پہلا وعظ تھا

حضرت مسیح کا وعظ

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا

اَیْنَ مَا کُنْتُ ۖ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۖ وَّ بَرًّا
بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ
وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝ (آیۃ ۱۵-۱۶-۱۷-۱۸)

جب قوم نے حضرت مریمؑ سے پوچھنا شروع کیا تو حضرت مریمؑ نے بچے کی طرف اشارہ کیا پس یہ اشارہ پاتے ہی جناب عیسیٰؑ نے وہ پستان مادر جس کو وہ منہ میں لئے ہوئے پی رہے تھے منہ سے چھوڑا اور اپنا سر گود سے اٹھایا اور قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت فصاحت و بلاغت سے یہ فرمانا شروع کیا۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ

میں اللہ کا بندہ ہوں۔ نیز مجھ کو میرے پروردگار نے ماں کے پیٹ میں اپنی کتاب انجیل یاد کرائی ہے اور مجھ کو ماں کے پیٹ میں اس نے اپنا پیغمبر بنایا ہے اور مجھے اس نے اپنی برکات سے ممتاز فرمایا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز پڑھتا رہوں اور زکوٰۃ دوں اور نیز مجھ کو میرے پروردگار نے حکم کیا ہے کہ میں اپنی والدہ کی خدمت گذاری کروں۔ نیز مجھ کو میرے معبود نے سخت گیری، بد راہی اور بدبختی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیا ہے اور اے قوم! جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور

جس دن میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا ہر آن مجھ پر خدا کی امان ہی امان ہے۔

نظم

ششدر و حیران ساری قوم ہے ۔ اور ہے سکتہ کا عالم ہر جگہ
سن کے یہ بچے کا زور آور کلام ۔ رو رہے تھے زاہد اقصیٰ تمام

وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ٥

یعنی جب بیٹے سے عیسیٰ نے کہا ۔ میں تکبر سے الگ ہوں اے فتا
مجھ سے ایذا کا نہ ہوگا کوئی کام ۔ اپنا سر نیچا رکھوں گا میں مدام
زہد و تقویٰ میں گذاروں گا سدا ۔ نفس کو کر لوں گا تو دہ خاک کا
دیکھ کر یا تقی یہ ضحی سن زباں ۔ قوم کی بس بندھ رہی تھی ہچکیاں
بن رہا تھا زاہدوں کو وہ سبق ۔ سننے والوں کے تھے سینے جس سے شق

زاہد الت مسجد اقصیٰ تمام
مہاوت دل دہ ہو گئے بس لا کلام

ایام طفلی

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ (پ ۳ آل عمران ع ۵ آیتہ)

مولا فرماتا ہے کہ ہمارے بندے مسیح ایام طفلی یعنی بچپنے میں اور

بڑی عمر میں دونوں حالتوں میں لوگوں سے یکساں کلام کرتے تھے اور وہ ہمارے نیک بندوں میں تھے۔

کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل میں سب سے پہلے نبی جو بچپنے میں نبی بنائے گئے وہ یوسف علیہ السلام ہیں جو سات برس کے تھے اور وہ کنوئیں میں گرتے وقت نبی بنائے گئے اور سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو ماں کے پیٹ میں نبی بنائے گئے۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گہوارے یا جھولے میں لوگوں سے نہایت فصیح کلام کرتے اور قوم سے نہایت عمدہ طرح باتیں کیا کرتے تھے نیز آپ اپنے جھولے یا گہوارے میں توریت اور انجیل پڑھا کرتے تھے جس کو قوم کے لوگ جوق در جوق آ کر سنا کرتے تھے جس کو آپ تمام آیتوں کے معانی اور مطالب بھی صاف صاف زبان میں بیان کرتے تھے دنیا میں سب سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام آپ کی نبوت پر ایمان لائے پھر جب آپ اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے لگے تو حضرت مریم علیہا السلام نے مکتب دینیہ میں استاد کے سامنے پیش کیا۔ استاد نے کہا کہ پڑھو بسم اللہ حضرت مسیح نے پوری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پڑھ کر سنا دی پھر استاد نے کہا اے فرزند! کہو اَبْجَد! جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اَبْجَد کے کیا معنی ہیں؟ استاد نے کہا میں نہیں جانتا۔ مسیح نے فرمایا کہ الف سے مراد اللہ اکیلا اور اَحَد اور ب سے مراد بزرگی والا برکتوں والا وہی اکیلا ہے اور ج سے مراد جامع الناس یعنی وہ جلال والا قیامت کے روز تمام مخلوق کو جمع کر کے سب سے حساب و کتاب لے گا۔ اور دال سے مراد دوامی اور ازلی و ابدی وہی وحدہٗ لاشریک ہے جناب مسیح کی یہ علمیت اور یہ حالت دیکھ کر استاد نے کہا اے مریم! تم میرے شاگرد کو لائی ہو یا میرے استاد کو لائی ہو؟ جسے وہ سب کچھ معلوم ہے جو مجھے اب تک نہیں معلوم جس پر حضرت مریمؑ نے شکر الٰہی ادا کرتے ہوئے استاد سے کہا کہ اچھا کم از کم اس لوزعین کو اپنے مکتب میں بٹھائیں اور مجلس کے قاعدے اور قرینے سکھائیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اگر اپنے فضل و کرم سے اس فرزند کو علم عطا فرما دیا ہے تو آپ اس کو لکھنا سکھائیں پس استاد نے قلم دوات پیش کی۔ جناب مسیحؑ نے وہیں توریت کی آیتیں اتنی خوشنویسی کے ساتھ لکھیں کہ دنیا بھر میں کوئی بھی خوشنویس نہیں لکھ سکتا جس کو مولا فرماتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ (۵ ع آیۃ ۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح

کو وہاں کے پیٹ میں لکھنا بھی سکھا دیا تھا۔ اس پر بھی تم والدہ ماجدہ اپنے نورِ عین کو مکتب میں بٹھا کر اپنے حجرۂ عبادت میں چلی گئیں اب آپ دیگر ہم مکتب لڑکوں کی طرف مخاطب ہوتے کسی سے فرماتے ہیں کہ بھائی تم کھجوروں سے روٹی کھا کر آئے ہو اور اب جو تم چھٹی لے کر جاؤ گے تو تم کو تمہارے ماں باپ جو کی روٹی نمک سے کھلائیں گے کسی لڑکے سے فرماتے ہیں کہ بھائی تم نہار منہ بھوکے آئے ہو اب جو گھر جاؤ گے تو فلاں فلاں چیزیں تمہارے کھانے میں آئیں گی، استاد کی طرف مخاطب ہوتے اور کہا کہ آپ کے پیٹ میں ہلکا ہلکا درد ہو رہا ہے، آپ اللہ کا نام لے کر تھوڑی سی سونف کھا لیجئے۔ انشاء اللہ آرام ہو جائے گا۔

نظم

الغرض مکتب سبھی حیران ہے
طفل کیا ہے اک خدا کی شان ہے

سب بتائے دیتا ہے کھایا پیا
اور بتاتا ہے مرض، اس کی دوا

کس کے یہ شاگرد ہیں فرمایئے
ہیچ یہ ہے بس اسکے قربان جایئے

وہ خدا ہے قادر و قیوم ہے
جسکی بس چودہ طبق میں دھوم ہے

حکم میں جس کے ہیں بس سارے کمال
ایک ہی ہے وہ خدائے ذوالجلال

دوسری شاگردی

جب حضرت مریم علیہا السلام نے دیکھا کہ نورعین کو مکتب میں بٹھانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ وہ علام الغیوب کا سکھایا ہوا لکھنا پڑھنا سب کچھ جانتا ہے تو یہ خیال ہوا کہ نورعین کو کوئی ہنر دستکاری سکھا دینی چاہیئے کہ قوت بسری کے لئے اس کے کام آئے چنانچہ یہ سوچکر آپ نورعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر ایک رنگریز کے مکان پر گئیں اور اس سے کہا کہ میں اس فرزند کو تمہاری شاگردی میں دیتی ہوں، مہربانی فرما کر تم اپنا کام اسے سکھا دو! اللہ پاک تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے گا، یہ سن کر اس رنگریز نے بخوشی منظور کیا اور فرزند ارجمند کو اپنی شاگردی میں لے لیا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ رنگریز کہیں گیا ہوا تھا اور آپ اسکی دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کو خیال آیا کہ کپڑے رنگائی کے لئے بہت آئے ہوئے ہیں اتنا کام استاد سے ہو نہیں سکے گا، لاؤں کا ہاتھ بٹانا چاہیئے اور استاد کی غیر غیبت سب کپڑے رنگ کر تیار کر دینے چاہیئں، یہ سوچ کر آپ نے تمام کپڑے ایک نیل کے جوش میں ڈال دیئے حالانکہ یہ کپڑے مختلف رنگوں کے رنگنے کے لئے

آئے ہوئے تھے جن کو آپ نے خالص نیل میں ڈبو دیا۔ تھوڑی دیر میں رنگریز آیا تو سفید کپڑوں کا انبار نہ دیکھ کر گھبرایا اور صاحبزادے سے پوچھا کہ گاہکوں کے کپڑے کیا ہوئے؟ آپ نے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ وہ سب نیل کے "چونبچے" میں رنگے جاچکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ افسوس وہ تو مختلف رنگوں کے رنگنے کیلئے آئے تھے یہ تم نے کیا کیا کہ سب کو ایک نیل میں ڈبو دیا؟ چنانچہ رنگریز مضطرب ہے بے چین ہے روتا ہے اور کہتا ہے

نظم

ہائے میں لوگوں کو کیا دوں گا جواب — کام میرا ہو گیا سارا خراب
ہائے اے فرزند! یہ کیسی ہوئی؟ — مجھ پہ کیسی ناگہانی آپڑی

رنگ ہر رنگ کے تھے وہ کپڑے اے خدا
سب ڈبوئے نیل میں یہ کیا کیا

توضیح

حضرت عیسیٰ نے فرمایا وہیں — اے مرے محسن! ذرا گھبرا نہیں
جس قدر اقسام تیرے رنگ ہیں — وہ خدا کے سامنے سب زنگ ہیں
اس سے رنگوائی ہیں جب یہ رنگتیں — جس نے پیدا کی ہیں آنکھوں جیتیں

صِبْغَۃَ اللّٰہِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً (البقرہ ۲ ع ۱۶ آیۃ ۹)

یعنی رنگتیں اللہ نے بنائی ہیں اور اس کے رنگے ہوئے سے کون بہتر رنگ سکتا ہے؟ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں وہ گاہک آنے شروع ہوئے کہ جو طرح طرح کے کپڑے رنگ نے کے لئے دے گئے تھے۔ یہاں آکر دیکھا کہ رنگریز اپنا سر پکڑے بیٹھا ہے اور شاگرد رشید اپنے اللہ کی خوبیاں کر رہا ہے۔

لوگوں نے اپنے اپنے کپڑے طلب کئے، رنگریز نے حضرت مسیحؑ سے کہا کہ انھیں آپ آپ ہی دیجئے! مسیح پیارے ہنستے ہوئے اٹھے اور نیل کے حوض کے بیچ پر کھڑے ہو کر رنگ برنگ کے کپڑے نکالنے شروع کئے، رنگریز اور سارے گاہک حیرت میں ہیں کہ ایک نیل کے حوض میں سے رنگ برنگ کے کپڑے نکل رہے ہیں چنانچہ اسی وقت وہ رنگریز اور سارے گاہک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عیسیٰ رُوحُ اللّٰہِ کہہ کر مشرف باسلام ہو گئے۔

نظم

فی الحقیقت ہے وہی اک کبریا — کون ہے رنگنے میں مولا کے سوا
جس نے کپڑے کیسے دل بھی رنگ دیئے — سب کے سب اسلام میں رنگے گئے

آہ یہ ایمان کا وہ رنگ ہے — ایک عالم جسکے آگے دنگ ہے

جس پہ رنگ ایزدی یہ چڑھ گیا — مرحبا اللہ پر وہ مر مٹا

اے خدائے خالق کون و مکان — اے کریم و کردگار دو جہاں

اپنی رنگت میں ہمیں بھی رنگ تو — اور دلوں کا سب چھڑا دے زنگ تو

چڑھ گئیں ہیں جسم پہ ساری رنگتیں — رنگِ وحدت ہے جو کہ دل و در میں

کیسی غفلت کی پیے بیٹھے ہیں بھنگ — اپنی الفت کا دکھا دے ہم کو رنگ

عشق دے اپنا ہمیں اے کردگار — اپنی الفت کی دکھا ہمکو بہار

تبلیغ مسیح

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ

نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ

(پ۳ آل عمران ع۵ آیت ۱۱-۱۲)

مولا فرماتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ نے دیکھا کہ قوم موسیٰ یعنی یہود آپ پر ایمان نہیں لاتے تو ان سے ایک عام مجمع میں پکار کر کہا کوئی ہے جو میری شریعت اور میرے دین کی مدد کرے! یہ سنکر آپ کے حواری یعنی "یا العیدار" لوگ پکار اٹھے کہ ہم آپ کی شریعت

اور دین خداوندی پر ایمان لائے نیز اے مسیح! آپ بھی گواہ رہئے کہ ہم آپ کا دین قبول کر کے پورے مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر ان سچے ایمان والوں نے اللہ کی جناب میں دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! انجیل جو تو نے مسیح پر نازل کی ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول یعنی عیسیٰ کی حقیقی تابعداری اختیار کی خداوندا! تو ہم کو پیارے مسیح کے سچے گواہوں میں لکھ لے۔

تفسیر مواہب میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام حد بلوغ کو پہنچے تو بفرمان خداوندی تمام قوم بنی اسرائیل کو انجیل مقدس اور اپنی شریعت کی طرف بلانا شروع کیا۔ مگر ابھی چند ہی نفوس ایمان لائے ہیں باقی تمام قومیں دین موسوی پر قائم ہیں اور شریعت عیسوی قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایک نوعمر لڑکے کے کہنے پر ایک نئے دین موسوی کو کیسے چھوڑ دیں۔

نکتہ

یہاں ایک نکتۂ نفیس قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ دستور الٰہی تھا کہ جو پیغمبر صاحب شریعت دنیا میں مبعوث ہوتا تھا تو تمام پچھلی شریعتیں منسوخ ہو جاتی تھی اور یہی قاعدہ خداوندی حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا۔ پھر

سچے ایمان والے وہ ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی نئی شریعت اور اس کے پیغمبر صاحب شریعت پر ایمان لائے جس سے انکار کرنا خلاف عقل ہی نہیں بلکہ اخلاقی جرم ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی موجودہ حکومت تسلیم نہ کرے اور پچھلی جمہوری راج کے راگ گائے جائے جیسا کہ یہود نے دین موسوی کو باوجود شریعت بدل جانے کے نہیں چھوڑا اور جیسا کہ نصاریٰ نے دین عیسوی کو باوجود شریعت بدل جانے کے نہیں ترک کیا۔ حالانکہ یہود و نصاریٰ کو جناب محمد رسول اللہ کے مبعوث ہونے پر دین موسوی اور دین عیسوی ترک کر دینا لازم تھا جیسا کہ ہندوستان نے اب اپنی عملداری کو تسلیم کر لیا اور جمہوری اور برطانوی راگ الاپنا چھوڑ دیا۔ اسی طرح یہود اور نصاریٰ کو بھی لازم تھا کہ نبی آخر الزماں پر ایمان لاتے اور موسوی اور عیسوی الاپ چھوڑ دیتے جو عین عقل اور عین ایمان ہے۔

القصہ بنی اسرائیل یعنی یہود جناب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی شریعت سے انکاری ہیں۔ ہر چند آپ کو انجیل پڑھ کر سناتے ہیں مگر وہ نہیں سنتے اور آپ پر ایمان نہیں لاتے، سوائے چند حواریوں کے کہ وہ آپ کے تابعدار اور جان نثار ہو گئے ہیں اور اب آپ انکو لے کر تبلیغ کے لئے شہر سے چلنے ہیں۔

نظم

اب خدا حافظ تمہارا اے نبیؑ	اور کریں عزت یہودی آپ کی
دشمنی سے انکی بس مولا بچائے	اور نہ صدمہ وہ تمہیں کوئی دکھائے
مومنوں کے اور اے مریم کے چاند	دو جہاں میں آپکے دشمن ہوں ماند
کیا کمر باندھی ہے مولا کے لئے	کام کرنے ہیں تمہیں تبلیغ کے
الغرض اٹھے مسیح کبریاء	تاکہ پہنچائیں پیام اللہ کا
والدہ سے لیتے ہیں حضرت جناب	دس برس کی عمر ہے اور ہے شباب

ہاتھ پھیرا سر پہ مریم نے وہیں
اور دعائیں لخت دل کے حق میں کیں

حضرت مسیحؑ کا سفر

حضرت عیسٰی علیہ السلام تبلیغ اسلام کے لئے بیت المقدس سے روانہ ہوئے تو دریا پر پہونچے جہاں کچھ دھوبی کپڑے دھو رہے تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ لوگو! کپڑوں کا میل صاف کرنے میں اتنی جدوجہد اور دلوں کو صاف کرنے کے لئے ذرا کوشش نہیں، لوگو! دنیا میں آکر کپڑے اجلے کئے اور دل میلا رہا تو سخت افسوس ہے پھر اگر تم میرا کہنا مانو تو میں تمہارے دلوں کو اللہ کے نور سے منوّر

کر دوں۔ نیز ساتھ ہی اس کے آپ نے انہیں دو ایک معجزے دکھائے جس سے وہ لوگ بھی آپ پر ایمان لے آئے۔

اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اور آگے بڑھے تو ایک مقام پر اسی دریا کے کنارے دیکھا کہ کچھ لوگ مچھلیوں کا شکار کھیل رہے ہیں جن سے آپ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہم مچھلیوں کا شکار کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اگر تم میری بات مانو تو میں دلوں کا شکار کرنا بتا دوں کیونکہ اگر دل قبضے میں آ گیا تو انسان کا جنت پر قبضہ ہو گیا اور یہ قبضہ میں نہ آیا تو انسان انسان نہیں ہے بلکہ وہ ایک وحشی جانور ہے پھر ساتھ ہی اس کے آپ نے انہیں بھی دو ایک معجزے دکھائے جنہیں دیکھ کر وہ بھی ایمان لے آئے۔

نظم

واقعی جس نے کیا دل کا شکار
جس بشر کا دل پہ قبضہ ہو گیا
قید ہو گا نفسِ امارہ اگر
نیز پکڑے برف اور دل ڈالو
دل کرا جلا کا سنگ کر لے آدمی

اس نے دیکھی مرضی رب کی بہار
وہ بشر پھر دید کے قابل ہوا
عیش ہے پھر دو جہاں کا سر بسر
ہائے لے لگا کہ بگت نیز اسبھاؤ
آدمیت ہے تو بس ہے الصا یہی

دل اگر روشن ہے روشن ہے جہاں
دل اگر کندن ہے کندن ہے جہاں

سونے کی ڈھیریاں

حضرت عیسٰی علیہ السلام سفر میں تھے کہ ایک یہودی آپ کی معیت میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ مسیح علیہ السلام نے ناشتہ کرتے وقت اس سے فرمایا کہ آؤ ہم تم مل کر کھانا کھائیں۔ حضرت عیسٰی کے پاس ایک روٹی تھی اور اس شخص کے پاس دو روٹیاں۔ آپ نے دسترخوان بچھا کر وہ تینوں روٹیاں اس پر رکھیں اور خود دو رکعت نماز ادا کرنے میں مشغول ہو گئے یہودی یہ خیال کر کے کہ میرے پاس دو روٹیاں ہیں اور ان کے پاس ایک اس لئے شراکت میں سراسر میرا ہی نقصان ہے چپکے سے ایک روٹی کھا گیا۔

آپ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے دیکھا کہ دو روٹیاں ہیں دونوں نے مل کر وہ بقیہ دونوں روٹیاں کھالیں بعد میں مسیح علیہ السلام نے قسم دیکر پوچھا کہ اے شخص! سچ بتا کہ وہ تیسری روٹی کہاں گئی؟ اس نے کہا کہ بخدا میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی آپ خاموش

ہو گئے اور آگے چلے۔ چل کر ایک گاؤں میں پہنچے چونکہ آپ صاحب
معجزات تھے راستے میں ایک لنگڑے کو خدا کے حکم سے اچھا کیا
ایک نابینا کو اللہ کے حکم سے آنکھیں دیں! نیز ایک ہرن ذبح کر کے
اس یہودی کو کھلایا اور پھر اپنے معجزے سے اس ہرن کو زندہ کیا
جو سیدھا جنگل کو روانہ ہوا۔ حضرت مسیح نے پھر قسم دے کر
اس یہودی سے کہا کہ اے شخص میں تجھ کو خدائے واحد کی قسم دیکر
پوچھتا ہوں۔ سچ بتا وہ تیسری روٹی کیا ہوئی؟ یہودی نے کہا مجھے
قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی۔ میرے پاس ایک ہی روٹی تھی
آپ خاموش ہو گئے اور آگے چلے۔ ایک شہر میں جا کر آپ مقیم ہوئے
یہودی نے آپ کے ہاتھ کا عصا اٹھا لیا اور یہ سمجھا کہ بس جو کچھ معجزہ
ہے اسی میں ہے چنانچہ بہ دید حکیم کی آواز لگاتا ہوا گلی گلی پھرنے لگا
اتفاقاً اس شہر کا ایک رئیس بیمار تھا جس کے ملازم اس مصنوعی
حکیم کو رئیس کے پاس لے گئے جس نے وہاں پہنچکر بنظر شفائے یقینی
اور بخیال معجزہ اس کے سر پر عصا لگایا۔ رئیس چونکہ جاں بلب تھا
اس تھوڑے ہی صدمے سے فوراً انتقال کر گیا اور پھر یہودی نے
قُم باذنِ اللہ۔ قُم باذنِ اللہ۔ کہنا شروع کیا۔ لیکن وہاں
کیا رکھا تھا۔

نظم

تصنع اور بناوٹ پر خطر ہے
کہ اسمیں راز کھل جانیکا ڈر ہے
کبھی اس کے بھروسے پر نہ رہنا
لیاقت جتنی ہو اتنی ہی کہنا!
نہ پہنچے گی کبھی تکلیف تم کو
ذرا اپنا یہ شیوہ کرکے دیکھو
تعلی دون سے ہو سخت نفرت
رکھو آئینے جیسی اپنی حالت
جو کچھ آتا ہے تم کو صاف کہدو
اسی میں خیریت ہے یاد رکھو!

اگر بڑھ بڑھ کے تم ہانکو گے شیخی
یقینی ایک دن کھل کر رہے گی

کہیں حضرت مسیح علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ ہمارا رفیق آج قتل کے جرم میں سولی دیا گیا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اُس یہودی کی لاش پر پہنچے اور قُم بِاِذنِ اللہ کہہ کر اسے زندہ کیا اور پھر پوچھا کہ اے شخص بتا وہ تیسری روٹی کیا ہوئی؟ جس نے جواب میں کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی اور گھر سے لے کر ایک ہی چلا تھا۔

پھر حضرت عیسٰی اسے اپنے ساتھ لے کر چلے۔ ایک جنگل میں پہونچ کر آپ نے ریتے کی تین ڈھیریاں بنا کر فرمایا کہ اے شخص!

ان سونے کی ڈھیریوں کے میں نے تین حصے کئے ایک میرا ایک تیرا اور ایک اس کا جس نے وہ تیسری روٹی کھائی ہے؟

یہودی کہتا ہے کہ اے مسیح! قسم ہے خدا کی جب آپ نماز میں مشغول ہوئے تھے تو وہ تیسری روٹی میں نے ہی تو کھائی تھی۔

مطلوب اور محبوب کی صورت دیکھتے ہی قبول کر دیا۔ نبیؑ کے فرمان کا اس سے پہلے ذرا خیال نہ کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سخت ناراض ہو کر یہودی کو اپنے ساتھ سے علیحدہ کر دیا اور آپ آگے تشریف لے گئے اب یہودی ان تینوں ڈھیریوں کے پاس اس سوچ میں بیٹھا ہے کہ انھیں یہاں سے کس طرح اٹھا کر اپنے گھر لے جاؤں! تینوں ایک دم چل نہیں سکتیں۔ اگر ایک لے جاتا ہوں تو پیچھے کوئی انھیں اٹھا کر لے جائے گا۔ محنت اور اس قدر محنت تو ہم نے کی کہ کہاں کہاں مسیحؑ کے ساتھ ٹھوکریں کھاتے مارے مارے پھرے اور لے جائے کوئی اور۔

قضائے کار ایک شخص سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ یہودی نے اس کو پتھر مارنے شروع کئے کہ مبادا یہ قریب نہ آجائے۔ اس شخص کو اس کے مارنے پر خیال پیدا ہوا کہ یہ بات کیا ہے؟ میں سیدھا اپنے رستے پہ چلا جا رہا ہوں اس نے جو مجھے پتھر مارنے شروع کئے تو ضرور

اس میں کوئی بھید ہے جوں توں کر کے پٹتا پٹاتا وہ اس کے قریب آیا۔ دیکھا کہ سونے کے تین ڈھیر ہیں کہا کہ یہی سبب ہے کہ جو آپ نے مجھے پتھروں سے زخمی کیا ہے۔ اب کیا میں چھوڑوں گا۔

یہودی مجبور رہا اور کہا کہ ہمارا تمہارا آدھا ساجھا رہا مگر کسی اور کو خبر نہ ہونے پائے ان کے مساوی حصہ میں مصالحت ہوئی تھی کہ سامنے سے ایک اور شخص نمودار ہوا۔ جس کے دفع کرنے کیلئے ان دونوں نے بہت کوشش کی جو بلا وجہ ان کی بے حد مداخلت پر مشتبہ ہو کر ان کے پاس آن ہی موجود ہوا ایک سے دو ہوئے اور دو سے تین ہو گئے۔

آخرکار اس یہودی نے اس کو بھی شریک کیا اور کہا کہ یہ تین ڈھیریاں ہیں ہر ایک کی ایک ایک ڈھیری ہو گئی۔ مگر کسی اور کو خبر نہ ہونے پائے۔ اب اس جنگل بھر میں یہ تینوں شخص بیٹھے ہوئے ان تینوں ڈھیریوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔

نظم

نہ دانہ نہ پانی نہ سدِ رمق	بیابان صحرا ہے اک لق و دق
نہ پینے کو واں اور نہ کھانے کو واں	ہراساں ہوئے آب و دانے کو واں

خوشی میں یہ کیسا الم چھا گیا کہ تینوں کا آنکھوں میں دم آ گیا
جب بیٹھے رہے سونے پہ چھائے ہوئے ہوئے تین دن انکو کھائے ہوئے
کوئی آب و دانے کی صورت نہیں
وہ چیخ اٹھے آخر کو صحرا نشیں

جب بھوک کے سبب یہ نہایت ہی بے چین ہوئے تو آخر کار تینوں نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ یہاں کب تک بیٹھے رہیں گے سونا ایک ایک ڈھیری کا اتنا وزنی ہے کہ ایک ایک شخص لے جا نہیں سکتا۔ نیز تینوں کے تینوں چھوڑ کر کھانے کے لئے جا نہیں سکتے!

مناسب یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص قریب کی بستی میں جائے وہاں جا کر خود کھانا کھائے اور باقی دو کے لئے یہاں لے آئے۔ اس رائے پر تینوں نے اتفاق کیا۔ ان میں سے ایک شخص اٹھا اور کھانا لینے کے لئے روانہ ہوا بستی میں پہنچکر خود کھانا کھایا اور ان دونوں کے لئے جو کھانا تیار کرایا اس میں کافی مقدار میں زہر ملا دیا تاکہ وہ تمام سونا اپنے ہی حصہ میں آجائے۔

اس کے چلے جانے کے بعد ان دونوں نے یہ مشورہ کیا کہ جب وہ کھانا لے کر آئے تو اس پر اس قدر خنجر اڈ کیا جائے کہ جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ بہرحال کھانا وہ لاوے ہی گا اسے کھا لیں گے اور

توانائی حاصل کر کے تین ڈھیریوں کے دو حصے کریں گے اور اپنے اپنے گھر لے جائیں گے۔

جب دیکھا کہ وہ کھانا لئے ہوئے سامنے سے چلا آتا ہے تو اس پر پتھروں کی بھرمار شروع کر دی۔ یہاں تک کہ وہ بے انتہا زخمی ہوا۔ گر گیا اور پتھروں میں دب کر مر گیا۔

دونوں نے مل کر نہایت خوشی سے دستر خوان کھولا اور کھانے بیٹھے کھاتے گئے اور ہنستے گئے تھوڑی ہی دیر میں دونوں کے دونوں ہی مر گئے پھر پیا یک حضرت مسیح کا ادھر سے گذر ہوا۔ دیکھا کہ سونے کی وہی تین ڈھیریاں جو آپ کے معجزے سے بنی تھیں لگی ہوئی ہیں اور آگے پیچھے تین لاشیں پڑی ہوئی ہیں جن میں ایک آپ کا ہمسفر یہودی بھی ہے اور دو غیر ہیں اس وقت آپ پر ایک حیرت کا عالم طاری ہوا اور فرمایا۔

نظم

آہ دنیا تیری الفت زہر ہے	آدمی کے حق میں کیا تو قہر ہے
تیری الفت میں ہوا عالم تباہ	زال دنیا حیف تجھ پر آہ، آہ
کس قدر انسان کی دشمن ہے تو	جان کی لیوا ہے وہ رہزن ہے تو
دوست کا دشمن کوئی دیکھے اگر	ہے یہی وہ زالِ دنیا سر بسر

چاہنے والوں کی قاتل ہے یہی
اس کا شیوہ دوستوں سے دشمنی

آہ یہ دنیا ہے وہ صورت حرام
عاشقوں کے خون کرتی ہے مدام

ایک ہی خونی ہے اور جلاد ہے
عشق میں جس کے جہاں برباد ہے

پھر حضرت مسیحؑ نے ان ڈھیریوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا اے سونے کی ڈھیریو! اپنی اصلی حالت پر ہی مٹی کی ڈھیریاں ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ اسی وقت مٹی کی ڈھیریاں ہو گئیں۔ پھر ان تینوں لاشوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔

خسر الدنیا والاخرۃ (پ الحج ع۲ آیت ۱)

یعنی افسوس ہے کہ دونوں جہاں میں تمہیں خسارہ ہوا اور تمہاری بداخلاقی و خودغرضی نے تمہیں ان حالوں کو پہنچایا بداخلاقی و خودغرضی

نظم

حب دنیا دشمن انسان ہے
حب دنیا دشمن ایمان ہے

آج اس دشمن سے ہے وہ دوستی
جس کے آگے ہیچ ہر اک شے ہوئی

دین اور ایمان پیسہ ہو گیا
آہ کس دشمن نے دل میں گھر کیا

آہ اے عاقل یہ تو نے کیا کیا
اپنے قاتل کو لیا دل میں چھپا

دیکھ یہ دنیا نہیں ہو گی تیری

اس کو نہ اپنا رہ جان لے آدمی

حضرت مریم کی وفات

جناب عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس پہونچے اور والدہ علیہ حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا کہ اے والدۂ محترمہ دنیائے فانی سے نفرت اور عقبائے باقی سے الفت متقاضی ہے کہ اس آبادی کو ترک کرکے پہاڑ پر چل کر اللہ اللہ کریں اور اس حیات عارضی کو ختم کردیں! یہ سن کر حضرت مریمؑ رضامند ہوگئیں اور فرمایا کہ اچھا چلو! اس آبادی سے وہ ویرانہ اچھا کہ جہاں اللہ تعالیٰ سے خلوت ہو چنانچہ دونوں ذوالاصفات ایک پہاڑ پر پہونچ کر اللہ اللہ کرنے میں مشغول ہوگئے جن کو رات دن عبادت الٰہی کے سوا اور کوئی مشغل ہی نہیں تھا۔ صائم الدہر یعنی ہمیشہ کے روزے دونوں ذوالاصفات نے اپنے اوپر لازم کئے ہوئے تھے چنانچہ شام کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل سے کچھ پتے توڑ کر لاتے تھے اور دونوں نفوس قدسیہ اس سے روزہ افطار کرتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ شام کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جنگل سے پتے لینے کے لئے گئے ہوئے تھے اور جناب مریم علیہا السلام بحالتِ روزہ اللہ اللہ میں مصروف تھیں کہ یکایک ایک مردِ اجنبی سامنے آکھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے رات کی جاگنے والی! اور رات بھر اللہ کرنے والی! اور دن کو روزہ رکھنے والی! پاکیزہ بی بی! تم پہ اللہ کا سلام ہو اور برکتوں کا نزول ہو۔

یہ سنکر بی بی مریم مطہرہ نے فرمایا کہ وعلیکم السلام، آہ تو کون ہے کہ تیری آواز سے میرا کلیجہ کانپنے لگا۔

مردِ اجنبی نے جواب دیا۔

نظم

کون ہوں اے پارسا! میں کون ہوں — کانپتی ہے مجھ سے ایک دنیائے دوں

قابض الارواح میرا نام ہے — جان لینا صرف میرا کام ہے

موت کا میں حکم لایا ہوں جناب!

آپ بس تیار ہو جائیں شتاب

حضرت مریمؑ

اے ملک الموت! میں روزے سے ہوں اور میرا فرزند عیسیٰ میرے لئے افطاری لینے گیا ہے۔ تم مجھے اتنی مہلت دو کہ وہ آجائے

میں روزہ افطار کر لوں اور اپنے نورِ عین سے مل لوں، پھر میری جان نکال لینا۔

ملک الموت

اے عابدہ مریم! فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ○ (پ الاعراف ۴ع آیت ۳۰)

یعنی اے صالحہ! جب حضورِ خداوندی کی طرف سے کسی کی موت کا حکم ہو جاتا ہے تو پھر ایک سانس کی کمی و بیشی نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر ملک الموت نے روحِ مریم قبض فرمائی اور ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○ (پ۲۱ السجدۃ ۱ع آیت ۱۱)

پھر روحِ مطہرہ کو حضورِ رب العزت میں لے جا کر پیش کیا۔

نظم

ہو گئیں رخصت جنابِ عابدہ	زندگی بھر جو رہیں تھیں ساجدہ
عابدہ ہو ساجدہ ہو کوئی ہو	جان دینی ہو گی اس معبود کو
آہ مریم! آپ رخصت ہو گئیں	اور چھوڑا کس پہ اپنا نورِ عین
اب وہ آ کر آپ کو دیکھے گا کیا	اور روزہ کس کا وہ کھلوائے گا
لے ملے فرزند سے رخصت ہوئیں	سُن سکیں اسکی نہ اپنی کہہ سکیں

موت آخر آپ کو بھی آگئی آنے والی آہ یہہ آکر رہی
آہ کوئی بھی نہ اس سے بچ سکا
جز خدائے وحدہٗ ربّ العلا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (پ ۲۷ الرحمٰن ۲ ع آیتہ ۱-۲)

یعنی جو کوئی زمین پر ہے فنا ہونیوالا۔ باقی رہنے والی ذات تیرے رب کی ہے جو بزرگی اور انعام والا ہے۔

مسیح کا تشریف لانا

جب شام ہوئی اور روزہ کھولنے کا وقت قریب آیا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام جنگل سے کچھ ہرے پتے وغیرہ والدہ عابدہ کے روزہ کھولنے کے لئے لے کر آئے تو والدہ علیہا کو سوتا ہوا پایا جن کو آپ نے جگانا مناسب نہیں سمجھا بلکہ نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا السلام علیک یا امی قد ھجم اللیل وافطر الصائم۔ یعنے

نظم

السلام اے میری پیاری والدہ السلام اے عابدہ اے ساجدہ

رات کتنی آگئی لے خوش صفات	شام کیسی ہو چکی ہے پاک رات
روزے کھولے روزہ داروں نے تمام	آپ کیسی سو رہی ہیں تشنہ کام
اٹھئے! روزہ کھولئے اے والدہ	اور روزہ کھولے عیسیٰ آپ کا
اب تو بس بیدار ہو جاؤ ذرا	رات کا وقت عبادت آگیا
ایسی سوئیں آج مادر مہربان	جاگنے کا ہے نہیں نام ونشان
اٹھو اور روزہ تو اپنا کھول لو	اپنے عیسیٰ سے ذرا تو بول لو
اتنے میں آواز آئی غیب سے	اے مسیحا تم جگاتے ہو کسے
یہ تو اس دنیا سے رخصت ہو گئیں	یہ تو بس مولا سے اپنے جا ملیں
اب کہاں تم اور کہاں یہ اے فتا	مل گیا انکو تو بس قرب خدا

اب مسیحا دفن تم ان کو کرو
میری اس بندی کو مجھ پر چھوڑ دو

اللہ اللہ! اس صدائے غیبی پر حضرت مسیح علیہ السلام تھر تھر کانپنے لگے اور فراق مادری میں آپ کے آنسو جاری ہو گئے آہ اس وقت حضرت مسیح کے رونے پر آسمانوں کے فرشتے رو دیے اور کہا کہ خداوندا! اس وقت مسیحؑ کے رونے پر اور اس کی بیکسی اور تنہائی پر ہمارے الم کی انتہا نہیں رہی۔ الٰہی ہمیں حکم دیا جائے کہ ہم اس سنسان پہاڑ پر پہنچکر حضرت مریم علیہا السلام کی تجہیز

وتکفین میں پیارے مسیح کا ہاتھ بٹائیں جس پر ملائکہ کو حکم ہوا اچھا جاؤ!
اور ہمارے پیارے مسیح کا ہاتھ بٹاؤ۔ غرض کہ آسمانوں میں غم والم
کی یہ کیفیت ہے اور یہاں مسیح حضرت والدہ علیا کی خبر وفات
سنکر پہاڑ سے نیچے اُترے تاکہ کفن کے لئے کپڑا لائیں اور کچھ
آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر آئیں۔ چنانچہ لوگوں نے مسیح کے
ساتھ چلنے سے انکار کیا اور کہا کہ اس پہاڑ پر سانپوں کی بہت کثرت
ہے لہذا ہم اس پہاڑ پر ہرگز نہیں جائیں گے۔ حضرت مسیح کفن
لے کر یکہ وتنہا پہاڑ پر پہنچے یہاں آکر آپ ملاحظہ کرتے ہیں کہ حوران
بہشتی اور خدائے تعالیٰ کے مقرب فرشتے اتنے اور اس قدر
آئے ہیں کہ اللہ اکبر اور حال یہ ہے کہ حورانِ جنت حضرت مریم کو
غسل دیتے ہوئے اور جنت کے ریشمی کفن پہناتے ہوتے اور
جنت کی نفیس خوشبوئیں لیے ہوئے آپ کے چاروں طرف
ایستادہ ہیں اور مقرب ملائکہ سے تمام پہاڑ لبریز ہے۔ چنانچہ
یہ کیفیت دیکھ کر حضرت مسیح علیہ السلام خوش ہو گئے اور ملائکہ
اور حورانِ جنت حضرت مریم علیہا السلام کو قبر میں اتار کر وہاں سے
رخصت ہو گئے۔

پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ اے

خدائے بے نیاز میں اپنی والدہ علیا کی موت کے وقت ان کے پاس حاضر نہ تھا تاکہ میں ان سے کچھ آخری باتیں کر لیتا۔ الٰہی تو اپنے حکم سے زندہ فرمادے کہ میں ان سے کچھ باتیں کر لوں! جناب باری سے حکم ملا کہ اچھا ہم نے انھیں زندہ کیا جو کچھ پوچھنا ہے وہ پوچھو! حضرت مسیحؑ نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر اپنی والدہ کو آواز دی اور کہا۔

حضرت مسیحؑ

السلام والفراق اے والدہ	الفراق السلام اے عابدہ
موت کا کیا مزہ ہے یہ کہو	آئیگی لاریب جو ہر ایک کو
کیسی گذری اور کیا حالت ہوئی	کچھ تو کیفیت بتاؤ نزع کی

حضرت مریمؑ

آہ اے لخت جگر میں کیا کہوں	موت کی تلخی ادا کیونکر کروں
کیفیت میں کیا بتاؤں موت کی	حشر تک تلخی نہ دل سے جائیگی
کیا کہوں دہشت میں عزرائیل کی	وہ ہی واقف ہے کہ جس نے جان دی

حضرت مسیحؑ

ڈرتے ڈرتے آپنے پوچھا یہ پھر	کیا ہی عِندَ مَلِیکٍ مُّقْتَدِرٍ سِرؔ؟
بیٹھی مولا میں کیا گذری کہو	خوف ہے جسکا کہ ہر ذی روح کو

کیونکہ پیش آیا وہ لے ماں آپ سے	دو جہاں جس سے لرزتے ہیں پڑے

حضرت مریمؑ

نورِ عین! اسکے کرم کی کیا کہوں	کیونکہ پیش آیا وہ بے چون و چگوں
روح میری جب وہاں حاضر ہوئی	ہنس کے فرمایا کہ اے بندی مری
تجھ سے میں راضی اور خوشنود ہوں	کیوں نہ تجکو جنت الفردوس دوں

٭ ٭ ٭
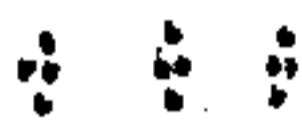
اب میں تجھ کو اے مرے لختِ جگر	چھوڑتی ہوں اس خدائے پاک پر
وہ نرالیں حافظ و ناصر رہے	دشمنوں سے وہ بچائے بس تجھے
میری جاں اللہ کو سونپا تجھے	تو جہاں ہو بس وہ تیرا ساتھ دے

حضرتِ مسیحؑ کا زہد

کتبِ تفاسیر و تواریخ میں مرقوم ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا زہد اس درجہ بڑھا تھا جس کی انتہا نہیں۔ چنانچہ ایک کمبل کی پٹی سر سے لپٹی ہوئی تھی۔ ایک کمبل کا کرتہ گلے میں تھا۔ آبادی میں جب کہیں آپ مقیم ہوتے تو جو کی ٹکیہ نوش فرماتے۔ مگر یہ اقامت کی حالت بہت کم ہوتی تھی بلکہ اکثر آپ سفر میں اور جنگلوں میں زیادہ رہتے تھے۔ جہاں آپ کی غذا بناسپتی ہوتی تھی اور ہمیشہ پیدل سفر

کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ حضور آپ کے لئے سواری حاضر ہو سکتی ہے تو فرماتے ایک جان اپنا بار دوسری جان پر ڈالے؟ یہ ٹھیک نہیں نیز عورتوں کے ساتھ اختلاط یا ان کا تصور تک آپ کے دل میں نہیں آتا تھا اور دنیا کی خوشبو سونگھنے کی طرف آپ کا دل کبھی مائل نہ ہوتا تھا۔ اکثر جو کی روٹی زمین پر رکھ کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ جملہ تکلفات لباس وخوراک ومکان سے بالکل کنارہ کش تھے چنانچہ آپ نے اپنے رہنے کے لئے کبھی اور کہیں ایک چھپر تک نہیں ڈالا کبھی کبھی آپ کے حواری عرض کرتے کہ اے مبارک مسیحؑ! آپ کا لباس اور آپ کی خوراک دیکھ دیکھ کر ہمارا دل آنسو بہاتا ہے کہ اس قدر کم اور اتنی مختصر کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس کے جواب میں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ هٰذَا لِمَوْتٍ كَثِيْرًا یعنی ایک مرنے والے کے لئے اتنا بھی بہت کچھ ہے جتنا کہ میں استعمال کر رہا ہوں آپ کے پاس صرف ایک کنگھی سر اور داڑھی میں کرنے کے لئے تھی اور پانی پینے کے لئے لکڑی کا ایک پیالہ تھا اور بس۔ کہیں اتفاق سے آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص دریا کے کنارے اپنے چلوؤں سے بھر بھر کر پانی پی رہا ہے۔ بس یہ ملاحظہ فرماتے ہی وہ لکڑی کا پیالہ خیرات کر دیا اور فرمایا کہ جب دو قدرتی پیالے کام چلانے کے لئے

کافی ہیں تو قیامت میں حساب دینے کے لئے لکڑی کے پیالے کی کیا ضرورت ہے پھر ایک مقام پر کسی شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اپنی انگلیوں سے ڈاڑھی کے بالوں کو درست کر رہا ہے یہ دیکھتے ہی جیب میں سے کنگھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا کہ حساب قیامت سے بچنے کے لئے اس کو بھی علیحدہ کرنا چاہیئے۔

نیز ایک روز آپ کسی پہاڑ پر سے گذر رہے تھے کہ اتنے میں آندھی مینہ اور اولے شدت سے پڑنے شروع ہوئے جس سے بچنے کے لئے آپ ایک غار میں داخل ہوئے دیکھا کہ وہاں دو تین شیر اولوں سے بچے ہوئے پناہ گزین ہیں پیارے مسیح باہر نکل آئے پھر ایک اور غار میں داخل ہوئے وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک کالا سانپ بیٹھا ہے آپ باہر نکل آئے اور ایک کھلی صاف چٹان پر کھڑے ہو گئے یہ حالت دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے رو دیئے اور جناب الٰہی میں عرض کیا۔

سلام کلمہ

اے خدا اے خالق کون و مکاں	اے کریم اے رحیم انس و جاں
کتنا بے پروا ہے تو اے کبریا	آہ انتہا ہے تیری لا انتہا
برف اور اولوں سے شیر وں کو پناہ	اژدہا موذی ہے کالا سیاہ

اور بندوں کی محفوظ ہونے کے لئے
اپنے پیارے اپنے بندے کو جگے
ساز کیا ہے انہیں لیے رب العلا
دل بھر آتا ہے بس ایک ایک کا

مولائے غنی

اے مالک اس کو مجھ پر چھوڑ دو
غم نہ تم اسکے لئے مل کر کرو
آشنا تاسوں میں اپنوں کو پوں یہ
ہے اسی میں قرب رب العالمین
اس کے بدلے خلد میں تم دیکھنا
رحمت و فضل و کرم لا انتہا
جبکہ حوریں انکو بہشت کی عطا
ان گنت حد سے سوا لا انتہا
دھوتیں ہو دیں گی ایک ایک حور پر
ہوگی مہماں ساری جنت سر بسر

اور آئے گی ولیمہ کی بہار
سال ہونگے جسکے بس دس ہزار

مسیح کا گھر اور سواری

ایک روز جناب عیسیٰ علیہ السلام گروہ مومنین کے ساتھ صحرا میں چلے جا رہے تھے اتفاق سے ایک لومڑی آپ کے سامنے سے ہو کر گذری آپ نے اس لومڑی کو آواز دی جو اسی وقت آپ کے پاس آ گئی جب سے آپ نے دریافت فرمایا کہ اے لومڑی تو اس وقت

کہاں سے آ رہی ہے؟ لومڑی نے صاف زبان سے عرض کیا کہ اے مسیح علیہ السلام! میں اپنے گھر سے آ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آہ لومڑی کا گھر ہے اور نہیں ہے تو ابن مریم کا گھر نہیں ہے چنانچہ یہ افسوسناک فقرے سن کر آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا کہ اے روح اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم آپ کے رہنے کیلئے ایک مکان بنا دیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں گھر بنا کر کیا کروں گا؟ اگر میری عمر دراز ہوئی تو وہ گھر چند دن میں بوسیدہ اور خراب ہو جائے گا اور اگر میری عمر تھوڑی ہوئی تو پھر میرے بعد میرے گھر میں نہ معلوم کیسے کیسے لوگ آکر رہیں گے۔ اس لئے گھر کی مجھے چنداں ضرورت نہیں مگر جاں نثاران نے پھر اصرار سے عرض کیا کہ نہیں حضور! ہم لوگ ضرور آپ کے لئے گھر بنائیں گے تب آپ انہیں دریا کے کنارے پر لے گئے اور دریا کی موجیں انہیں دکھائیں اور ان کا چڑھاؤ اور اتار انہیں دکھا کر ان سے فرمایا اگر ہو سکے تو اس دریا کی موجوں پر میرا گھر بنا دو! جنہوں نے عرض کیا یا حضرت! دریا کی موجوں پر بھلا کس طرح گھر بن سکتا ہے ان موجوں کو قیام تو ہے نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگو! دنیا کی مثال بالکل موج دریا کی سی ہے اور عقبیٰ کی مثال ہمیشہ کی بقا کی ہے۔ پھر گھر تو وہیں بنانا چاہیئے کہ جہاں گھر گرے نہ

...ں کی زمین ڈگمگائے

چنانچہ مسیح علیہ السلام کے ایک حواری نے عرض کیا کہ آپ کی
اذن ہو تو ایک مرکب یعنی ایک گھوڑا جناب کی سواری کے لئے
موجود کر دیا جائے تاکہ پیدل چلنے کی کلفت سے آپ بچ جائیں جس
کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں اس کی قیمت کہاں سے ادا کروں گا؟
...س پر عرض کیا کہ حضور یہ مرکب بلا قیمت پیش کیا جائیگا۔ چنانچہ
...ہ ایک گھوڑا آپ کے لئے خرید کر لایا جس پر آپ ایک روز سوار
...ہوئے پھر جب شام ہوئی تو طبع مبارک میں اس کے دانے چارے
...کا خلجان پیدا ہوئی اور اسی وقت گھوڑے والے کو گھوڑا واپس
...کر دیا اور فرمایا۔

نظم

...آہ میں مشغول یہ کس میں ہوا
کیا چھپے گا قلب سے ذکر خدا

...آہ میں بیزار ہوں اس چیز سے
جو خدا کی یاد سے روکے مجھے

...دل ہے یہ یاد خدا کے واسطے
یا یہ دانے اور چارے کے لئے

...دور ہیں نے تیرے گھوڑے کو کیا
اب نہیں مجھ کو کچھ اس سے واسطہ

...واسطہ مولا سے رکھنا ہے مجھے
یہ ہی واحد زندگی کا راز ہے

ایک دم بے ذکر مولا قہر ہے
آدمی کے حق میں بس یہ زہر ہے

حشر میں پیا رہے گا انسان اے فنا
آہ میں اک سانس کیوں غافل رہا

معجزات مسیح

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ ج

مولائے کریم اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہمارے بندے مسیح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! میں تمہارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے نشانیاں معجزے لے کر آیا ہوں اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ معجزہ عطا فرمایا ہے کہ میں اپنے نبی ہونے پر تمہارے اطمینانِ خاطر کے لئے مٹی سے پرندے کی شکل کا ایک جانور بناؤں اور پھر اس میں پھونک ماروں اور وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگے

مٹی کے پرندوں میں جان الٹا

کتب تفاسیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ نے مٹی کی چمگادڑ بنائی اور پھر اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر اس پر پھونک ماری

جو اللہ کے حکم سے اسی وقت زندہ ہو کر اڑتی ہوئی پھرنے لگی۔ اور پھر لوگوں کی نظروں سے غائب ہوئی اور مٹی ہو کر زمین پر گر پڑی بعض روایتوں میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ایک مرتبہ مٹی کی چمگادڑ بنا کر اڑائی بعضے لکھتے ہیں کہ بہت دفعہ آپ نے ایسا کیا۔ یعنی مٹی کی چمگادڑیں بنائیں اور آسمان پر اڑائیں جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہو کر مٹی ہو جاتی تھیں اور زمین پر گر پڑتی تھیں۔

نظم

جبکہ دیکھا قوم نے یہ معجزہ — جیف ہے سحرِ مبین لا جادو کہا
معجزے کو جو بشر جادو کہے — جیف اسکی عقل پر صد جیف ہے
اور اطمینان قومی کے لئے — آپ نے دکھلائے ہے دیگر معجزے

مادر زاد اندھوں کو آنکھیں دینا

وَاُبۡرِئُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہمارے بندے مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ لوگو! میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھوں کو آنکھوں والا اور کوڑھیوں کو بھلا چنگا کرتا ہوں۔ چنانچہ لاانتہا مریضوں کو اللہ کے حکم سے آپ نے

اچھا کیا غرضکہ یہ شہرہ چہار دانگ عالم میں ہوا جب اس کی خبر حکیم جالینوس کو ہوئی اور وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے یہ کمالات دیکھنے کے لئے بہت سی منزلیں طے کرتا ہوا یہاں پہونچا۔ آکر دیکھا کہ واقعی جیسا سنا تھا حضرت مسیح علیہ السلام کو ویسا ہی پایا نیز جالینوس نے یہ بھی دیکھا کہ وہ کوڑھی مبروص جس کے سفید داغ سے مطلق خون نہ نکلے اور جو نا قابلِ علاج ہو وہ بھی آپ کے دم کرنے سے اچھا ہوتا ہے۔ نیز اس نے یہ بھی دیکھا کہ پیدائشی نابینا کے ماتھے پر اپنا ہاتھ پھیرتے تھے جس سے معاً اس کی آنکھیں مثل تاروں کے روشن ہو جاتی تھیں جب یہ حکیم جالینوس آپ کو مان گیا اور کہا واقعی اللہ کے سچے پیغمبر ہیں ان پر ایمان لانا چاہئے کہ از روئے معجزہ لوگوں کو اچھا کرتے ہیں لیکن خود وہ آپ پر ایمان نہ لایا۔

نظم

آہ جالینوس اے عاقل ذکی	نورِ ایمانی سے اتنے اجنبی
جب پیمبر پہ نہ ایماں لا سکے	حیف کیسی عقل پر پتھر پڑے

مُردوں کو جلانا

وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

ہمارے بندے مسیح نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ لوگو! میں اللہ کے حکم سے مردوں کو جلاتا ہوں۔ چنانچہ اکثر مردے آپ نے جلائے جن میں قابلِ ذکر حضرت سام ابن نوح کا واقعہ ہے لکھا ہے کہ قوم نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا کہ تازہ مردے جلاتے ہو کسی پرانے مردے کو جلاؤ۔ تب ہم آپ پر ایمان لائیں گے، آپ نے فرمایا کہ کسی پرانے مردے کی قبر پر لے چلو۔ غرضکہ وہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی قبر پر لے گئے جن کو مرے ہوئے تقریباً چار ہزار برس ہو چکے تھے پیارے مسیح علیہ السلام اس قبر پر جا کر کھڑے ہوئے اور قُم بِاذنِ اللہ کہا۔ معاً قبر شق ہوئی اور سر کی خاک جھاڑتے ہوئے حضرت سام اُس قبر سے باہر آئے جن کے سر کے بال اور داڑھی سفید گالا سی تھی جنہیں دیکھ کر حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سام! تمہارے زمانے میں سفید بال انسان کے کب ہوتے تھے۔ یہ سفید بال تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے وقت سے دنیا میں شروع ہوتے نیز اے سام! تمہارے والد حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس کے ہو کر گذرے ہیں تو وہ بھی سیاہ بال لئے ہوئے قبر میں داخل ہوئے ہیں؟ یہ تمہارے سفید بال کیسے ہو گئے جن کے

جواب میں حضرت سام نے کہا کہ اے مسیح علیہ السلام

نظم

قُم بِاِذنِ اللہ جب تم نے کہا	میں نے سمجھا حشر برپا ہو گیا
جس کے صدمے سے ہوا یہ میرا حال	دھوپ کا پیڑا ہو گیا ایک ایک بال
کیا قیامت کا ہے وہ دن حشر کا	الحذر الحذر الحذر الحذر اے فنا
نفسی نفسی کی صدا ہوگی جہاں	یا الٰہی الحفیظ والاماں

یَومَ یَکُونُ النَّاسُ کَالفَرَاشِ المَبثُوثِ ۝ پ۳۰ القارعۃ ۱ع آیۃ ۴

لوگ اس دم یوں پڑے ہوں گے تمام	جیسے پروانے گرے ہوں لاکلام
کپکپاتے سام اٹھے قبر سے	اور سمجھے حشر کا یہ روز ہے
دوستو اس دن سے ہو کیسے نڈر	یہ بتاتا ہے تمہارا کر دو فر
کچھ تو اس دن کا رکھو دل میں خیال	ہوگی داں پیشی ربِ ذوالجلال

کھایا پیا بتا دینا

وَاُنَبِّئُکُم بِمَا تَاکُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِی بُیُوتِکُم ۝ (پ۳ آل عمران ۵ آیۃ ۴۹)

مولا فرماتا ہے کہ ہمارے بندے مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ لوگو! جو کچھ تم لوگ کھا کر آتے ہو اور جو کچھ تم نے اپنے گھروں میں سینت رکھا ہے وہ سب میں تم کو بتا دوں گا چنانچہ

آپ لوگوں کو کھایا پیا بتاتے اور جو کچھ ان لوگوں کے گھروں میں ہوتا تھا وہ بھی بتا دیتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے۔

وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ آیتہ ۹

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں نقل فرمایا ہے کہ ہمارے بندے مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ لوگو میں تمہارے پروردگار کی طرف سے معجزے لے کر آیا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو! کہ وہ وحدہٗ لاشریک میرا اور تمہارا اور سارے جہاں کا ایک ہی پروردگار ہے اسی کی عبادت کرو ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ کیونکہ آدمی کی نجات کا بس ایک یہ ہی سیدھا راستہ ہے۔

نظم

ہے یہی رستہ بس اک بہبود کا	آدمی اُس کو ہی پوجے اے فتا
ہے وہی اک خالق و مالک کریم	جسکا ہمسر ہے نہ ہے کوئی سہیم
اسکی سب مخلوق ہے لونڈی غلام	اُسکے بس محتاج ہیں سب خاص و عام

ایک پیارا معجزہ

حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک روز کم سنی کے ایام میں اپنی والدہ عُلیا کے ساتھ کہیں سفر میں تھے چنانچہ آپ کا گزر ایک ایسے شہر

میں ہوا جہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کے دروازے پر جمع تھے جن کا مجمع دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ یہاں کیوں جمع ہو۔

لوگوں نے کہا، صاحب زادے! ہماری بادشاہ بیگم کے یہاں بال بچہ پیدا ہونے والا ہے اور انھیں بہت تکلیف ہے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ ہم لوگ اپنے بتوں کے سامنے عاجزی و انکساری کر رہے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ کہیں جلدی سے بچہ پیدا ہو اور ہماری بادشاہ بیگم سے یہ تکلیف دور ہو۔ اور ہم پھر انعام و اکرام کے مستحق ہوں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا۔ لوگو! مجھے اس عورت کو دکھاؤ انشاء اللہ وہ اچھی ہو جائے گی۔ لوگ ایک ننھے سے فرزند کی یہ بات سن کر متعجب ہوئے اور دوڑے ہوئے اپنے بادشاہ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ ایک ننھا سا فرزند آیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں زچہ کو دیکھوں تو اسی وقت اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے، بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے جناب مسیح علیہ السلام کو اندر بلایا آپ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے بادشاہ! اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی تو تم اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لے آؤ گے؟

بادشاہ کو جناب مسیح علیہ السلام کی بھولی بھولی باتیں بہت پسند

آئیں اور اسی وقت اُس نے کہا کہ ہاں اے فرزند! اگر میری بیگم کے ہاں تندرست لڑکا پیدا ہو گیا تو میں ضرور تیرے خدا پر ایمان لے آؤں گا پھر حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بادشاہ اس عورت کے شکم میں لڑکا ہے جس کے داہنے رخسار پر ایک تل ہے اور کمر پر ایک سفید نشان ہے یہ سنکر بادشاہ کو اور بھی حیرت ہوئی اور اس نے دوبارہ اقرار کیا کہ میں ضرور تمہارے خدا پر ایمان لاؤں گا چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام نے عورت کے حمل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے بچے!

نظم

میں خدا کی تجھ کو دیتا ہوں قسم
پیٹ میں اک سانس بھی اب نہ تھم

تجھ کو سوگند اس خدائے پاک کی
جسکے ہاتھوں یہ تری صورت بنی

تجھ کو بس اُس ذاتِ واحد کی قسم
جان ڈالی جس نے تجھمیں ایک دم

ایک ہے معبود میرا اور بترا
حکم سے اس کے نکل آ اے فتا

میں خدا کی تجھ کو دیتا ہوں قسم
پیٹ میں اک سانس بھی اب تو نہ تھم

ہو گیا پیدا وہیں وہ نونہال
اور ہوا ظاہر یہ قدرت کا کمال

ہوتے ہی کلمہ پڑھا اس نے وہیں
اور چھپی انکساری سے زمیں

اور زبانِ صاف سے کلمہ پڑھا
اُس خدائے واحد و معبود کا

جناب عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھ کر بادشاہ نہایت متاثر ہوا اور اس نے چاہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے مگر اُسے قوم کے لوگوں نے روکا اور ایمان لانے سے منع کیا اور کہا یہ لڑکا اور اس کی ماں دونوں جادوگر ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے جادو کے زور سے یہ سب باتیں دکھائی ہیں، نیز اے بادشاہ یہ ماں بیٹے اسی سبب سے بیت المقدس سے نکالے گئے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ

نظم

ہٹ دھرم لوگوں سے ڈرنا چاہیے	اور حذر بس ان سے کرنا چاہیے
جو نہ رکھیں اس خدا سے کچھ لگاؤ	بھول کر بھی تم نہ دل ان سے ملاؤ
قُم بِاِذْنِ اللّٰہ عیسیٰ کی صدا	صاف کہتی ہے کہ واحد ہے خدا

احسان فراموشی

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام ایک روز کسی جنگل میں چلے جارہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ ایک قبر کے سرہانے بیٹھا ہوا زار زار روتا اور آہ وزاری کرتا ہے آپ نے دریافت فرمایا کیا یہ قبر تیرے کسی محبوب کی ہے اس نے عرض کیا کہ اے مسیح علیہ السلام! یہ قبر میری محبوبہ اور دلسوز بیوی کی ہے یہ اصل میں میری چچا زاد بہن تھی۔

جس سے میرا نکاح ہو گیا تھا آہ! جس دن سے یہ عورت میرے نکاح میں آئی ایک آن اور ایک لحظہ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں کیا افسوس کہ یہ مجھے تڑپتا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

نظم

کیا کہوں کیسی بے قراری ہے	رات دن ہے کہ اشکباری ہے
کاہے کا کھانا کاہے کا پینا	آہ دشوار ہو گیا جینا
فرقت و ہجر کی نہیں طاقت	دل میں آنکھوں میں وہ بسی صورت
آہ! محبوب کو کہاں پاؤں	کس طرح میں اسے منا لاؤں

سُن کے مجنوں صفت کی آہ و بُکا
بولے یہ اس سے حضرت عیسیٰؑ

کیا تو یہ چاہتا ہے کہ یہ عورت زندہ ہو کر تجھ سے آ ملے؟ یہ سُن کر یہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدموں میں لوٹنے لگا۔ اور عرض کیا کہ اے مسیح علیہ السلام! اس عورت کو خدا کے حکم سے زندہ کر دیجئے۔ چنانچہ حضرت علیہ السلام اس قبر کے سرہانے کھڑے ہوئے اور فرمایا قم باذن اللہ۔ یعنی اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔ فوراً وہ قبر شق ہو گئی جس میں سے ایک کالا بھجنگ حبشی غلام نکل کھڑا ہوا

اس کے بدن سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اس نے قبر سے نکلتے ہی کہا
لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اُس حبشی
سے دریافت فرمایا کہ اے حبشی تو کون ہے اور کس دین پر مرا ہے
اس نے کہا کہ میں ایک غلام تھا اور مذہبًا یہودی تھا اور افسوس اُسی
دین پر میرا خاتمہ ہوا اور بہت برا خاتمہ ہوا جس دن سے میں مرا
ہوں بسبب مشرک ہونے کے دوزخ کا عذاب مجھ پر الٹ دیا گیا ہے
بڑے ہی سخت عذاب میں مبتلا ہوں، لیکن اب میں اپنی نجات کا
اچھا موقع دیکھتا ہوں اس لئے آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہوں۔
آپ کو اللہ تعالیٰ کا برحق اور سچا نبی مانتا ہوں نیز آپ کو اپنے اسلام
کا گواہ کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حبشی!
اب تو اطمینان رکھ تو مسلمان ہو گیا۔ پہلے تیرے لئے دوزخ تھی اور
اب مسلمان ہونے کے سبب تیرے لئے جنت ہے تو بخشا گیا۔ جا اور
اپنی قبر میں آرام سے سو۔ حبشی اسی وقت اپنی قبر میں چلا گیا۔ قبر برابر
ہوئی جسم خاک میں خاک ہو گیا اور روح جنت میں چلی گئی۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس رونے دھونے والے شخص
سے کہا۔ کہ اے شخص کیا یہی قبر تیری بیوی کی ہے؟ اس نے کہا۔ نہیں
نہیں اے مسیح علیہ السلام! میں بھول گیا ہوں۔ اس کے برابر والی

قبر ہے جو میری بیوی کی ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر قُم باذنِ اللہ کہا۔ قبر شق ہو گئی وہ عورت اپنی آنکھیں ملتی ہوئی قبر سے نکل کھڑی ہوئی۔ فرطِ خوشی میں اس شخص کا بال بال مسرور ہو گیا۔ جلدی سے اس نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور انتہا درجے خوش ہوا۔ اور چونکہ عرصہ دراز سے یہ شخص سویا نہ تھا رات دن قبر پر بیٹھا برابر آہ وزاری کر رہا تھا اب جو گوہر مقصود ہاتھ آیا تو یکایک اس تھکے ہوئے کو نیند آ گئی اور اپنی بیوی کے زانو پر سر رکھ کر سو گیا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام آگے کو روانہ ہو گئے۔ یہ شخص میٹھی نیند سو رہا تھا کہ ادھر سے ایک شاہزادہ گھوڑے پر سوار چلا آتا تھا جس کی نگاہ اس عورت پر پڑی چونکہ یہ عورت نہایت حسین و خوبصورت تھی وہ فوراً ہی اس پر عاشق ہو گیا۔ اس عورت کی نگاہ بھی اس شہزادے پر پڑی اور یہ بھی اس پر عاشق ہو گئی اور اپنے چاہیتے خاوند کے سر کو نہایت آہستگی سے اپنے زانو سے ہٹایا اور نیچے رکھا اور اس شہزادے کے گھوڑے کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ شہزادے نے جلدی سے اسے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور گھوڑا سرپٹ دوڑا دیا۔

نظم

اڑ گئی وہ پر لگا کر نازنیں	جا لگی اب کسی پہاڑی شہر میں
جان تک جس کی بدولت پھر ملی	چھوڑ کر اس کو روانہ ہو گئی
کچھ نہ آیا ایسے شوہر کا خیال	تیرے جس نے کیا یہ اپنا حال
خون روتا تھا جو فرقت میں تری	ہائے تو نے اسکی کچھ پروا نہ کی

بھاگ نکلی اس کا سر زانو سے پٹک
اب تم آگے کو کیا بنتا ہے دیکھ

اب جو اس مصیبت زدہ شوہر کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ عورت نزارد ہے ہوش جاتے رہے زار زار رونے لگا اور بیقرار ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا کچھ تنی طرح کے نقش قدم پائے گئے ان ہی نشانوں پر بیچینی کے ساتھ دوڑا ہوا چلا گیا۔ چنانچہ وہ نہایت سراسیمگی کی حالت میں بھاگتا ہوا چلا جا رہا ہے تو ایک جگہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت ہی پُر فضا سبزہ زار ہے سایہ دار درخت ہیں اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اس چشمے پر وہ عورت بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے پاس ایک جوان حسین بیٹھا ہے جو کوئی شہزادہ معلوم ہوتا ہے جاتے ہی اس نے ایک دردناک آواز سے پکارا کہ اے میری محبوبہ! میری جان تیری بیوی!! تو مجھے ایسا تنہا چھوڑ کر کہاں چلی آئی یا اس پر وہ عہد شکن احسان فراموش عورت بولی کہ اے

شخص تو کسی پر تہمت لگاتا ہے! میں تو فقط اس شہزادے کی لونڈی ہوں۔ تجھ سے میرا کبھی کوئی تعلق نہیں ہوا۔

یہ رد و کد، یہ عبرتناک گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ سامنے سے حضرت عیسٰی علیہ السلام تشریف لے آئے۔ غم رسیدہ مرد نے کہا۔ کہ اے روح اللہ! یہ میری وہی عورت ہے جسے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کیا تھا۔ عورت نے کہا۔ یہ شخص جھوٹا ہے۔ میں ہمیشہ سے اس شہزادے کی لونڈی ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تو وہ عورت نہیں ہے جسے ہم نے حکم الٰہی سے زندہ کیا ہے؟ عورت نے کہا نہیں ہرگز نہیں! میں وہ عورت ہرگز نہیں ہوں، ہوگی وہ کوئی اور عورت! آپ نے فرمایا۔ اچھا ہماری دی ہوئی چیز واپس کر دے۔ بس حضرت مسیح علیہ السلام کا اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت مردہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اس شخص کو دیکھنا چاہے جس نے عہد قدیم اور اقرار توحید یعنی قالوا بلٰی شہدنا کو فراموش کیا اور جہنم کا عذاب اپنے سر لیا۔ اور جہنم کا عذاب چکھ لینے کے بعد کسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسے دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ اور وہ شخص میثاق ازلی کا قائل ہوا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا

تَکُونُ لَنَا عِیْدًا ... مِّنَ السَّمَآءِ ... المائدة ۵ (ع - آیۃ ۱۲)

ایک روز حضرت عیسٰی علیہ السلام کے جانثاروں اور حواریوں نے آپ سے درخواست کی کہ اے عیسٰی ابن مریم کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ کا پروردگار ہمارے لئے آسمان سے کھانے کا ایک خوان نازل فرمائے جس کے جواب میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا۔

قَالَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (آیۃ ۱۲)

اے لوگو! اگر تم اللہ کی قدرت اور میری نبوت پر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو اور ایسے بیہودہ سوال سے باز آؤ! کیونکہ اس گستاخانہ سوال میں اللہ جل شانہ سے ایک طرح کا امتحان لینا صاف نظر آتا ہے جو عین گستاخی ہے چنانچہ مسیح علیہ السلام کا یہ جواب سنکر قوم کے لوگوں نے کہا کہ۔

قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْکُلَ مِنْہَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَکُوْنَ عَلَیْہَا مِنَ الشّٰہِدِیْنَ ۝ پ ۷ (آیۃ ۱۳)

اے مسیح! نہیں نہیں، ہم کو اللہ تعالٰی کا امتحان لینا منظور نہیں ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ تبرک سمجھ کر اس خوانِ آسمانی میں سے کچھ کھائیں اور اس غیبی کھانے سے ہمارے دل آپ کی رسالت

اور خدا کی وحدانیت پر پورے پورے مطمئن ہو جائیں اور ہم اس تجربہ سے معلوم کرلیں کہ آپ نے اللہ کی مخلوق کے سامنے اپنی نبوت اور رسالت کا سچا دعویٰ کیا ہے اور پھر ہم آپ کے اس معجزے یعنی خوانِ آسمانی کے گواہ رہیں۔ اس پر مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ أَنزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ ۖ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ پ۷ (آیت ۶)

حضرت مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کی اس درخواست پر اللہ سے دعا کی کہ اے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان نازل فرما کہ اس خوان کا نازل ہونا ہمارے لیے اور ہمارے اگلے پچھلوں سب کے لیے ایک نشانی ہو کیونکہ تو روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ چنانچہ مسیح علیہ السلام کی یہ دعا کرتے ہی آسمانوں سے جواب آیا۔

قَالَ اللّٰهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَن يَكْفُرْ بَعْدُ مِنكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝ (آیت ۷)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا! ہم تم پر خوانِ آسمانی اُتاریں گے

دیکھو یہ سمجھ لینا کہ اس خوان کے نازل ہو لینے کے بعد جو شخص تم میں کی وعدا نعمت سے انکار کریگا تو ہم اس کو ایسے عذاب میں مبتلا کریں گے کہ دنیا جہان میں کسی کو ایسی سزا نہ دی ہوگی۔

نظم

خوانِ نعمت ہم اتاریں گے ضرور　　پر کرو دائم یہ سمجھے ذی شعور

بعد اس کے کوئی گر ہم سے پھرا　　انتہائی اسکو ہم دینگے سزا

کیونکہ ہم رحمان بھی ہیں قہار بھی　　ذی کرم ہیں ہم تو ہیں جبار بھی

فضل کی حد ہے نہ ہے فیضی کی تھا　　قدرت و قوت ہے وہ لا انتہا

ہے عطا میری جہاں بھر سے سوا　　اور نہ ہے غیظ و غضب کی کوئی تھا

خیر اچھا اے مسیح ذی عقول　　خوانِ نعمت تم پہ ہوتا ہے نزول

قوم سے کہدو کہ لو اس کی عطا
شائق و مالک ہے جو رب العلا

نزولِ خوانِ نعمت

اللہ اللہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی قوم آسمان پر کیا دیکھتی ہے کہ یکایک دو نورانی ابر کے ٹکڑے نظر آئے گویا نہ دو نور کے گھونگھٹ ہیں اور ان میں ایک غیبی خوانِ نعمت رکھا ہوا ہے اور وہ

خرامان خراماں آہستہ آہستہ زمین پر اتر رہا ہے جو آتے آتے قوم اور مسیح علیہ السلام کے سامنے رکھا گیا جسے دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مارے خوشی کے زار و قطار رونے لگے اور کہا۔

وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ یعنے

اے میرے پروردگار! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ تیری لاانتہا نعمتوں کا شکریہ ادا کروں (پ۱۹ النمل س ع آیۃ ۵)

القصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زار و قطار روتے اسی وقت جناب الٰہی میں سجدہ کناں ہوئے اور عرض کیا کہ الٰہا العالمین اس خوان کو میرے لئے باعث عقوبت اور سبب انتقام نہ بنا! پھر آپ نے نماز پڑھی اور دیر تک روتے رہے اس کے بعد آپ اس خوان کی طرف متوجہ ہوئے اور بسم اللہ خیر الرازقین کہکر اس خوان نعمت پر سے وہ خوان پوش جو ڈھکا ہوا تھا ہٹایا اور ملاحظہ فرمایا کہ ایک عجیب خوان ہے جس میں ایک عجیب بھنی ہوئی مچھلی بغیر پوست اور بغیر کانٹے کی رکھی ہوئی ہے جس میں سے روغن ٹپک رہا ہے نیز اس مچھلی کے سر کے پاس عجیب نمک پیسا ہوا رکھا ہے۔ اور اس کے بالمقابل یعنی مچھلی کی دوسری طرف ایک عجیب برتن میں سرکہ خالص رکھا ہوا ہے نیز اس مچھلی کے چاروں طرف رنگ برنگ کی

ترکاریاں رکھی ہوئی ہیں اور میدے کی پکی ہوئی سرخ وسفید رنگ کی پانچ روٹیاں موجود ہیں جن میں ایک روٹی پر نہایت سفید و شفاف رنگ کا پنیر رکھا ہے اور دوسری روٹی پر نہایت نفیس بھنا ہوا گوشت رکھا ہے اور تیسری روٹی پر قلمی شہد خالص رکھا ہے اور چوتھی روٹی پر روغن زیتون موجود ہے اور پانچویں روٹی پر پانچ انار رکھے ہوئے ہیں۔

نظم

اللہ اللہ قدرت پروردگار	تیری رحمت کا نہیں حد و شمار
نعمتوں سے خوان اک لبریز ہے	جس میں پر لذت ہے کیا ہر ایک شے
عین مرضی کے مطابق نعمتیں	عین مرضی کے مطابق رحمتیں
کھاتے ہیں ابن مریم دیکھ کر	وجد جن کو آ رہا ہے بیشتر
فرط لذت سے ہیں بس آنسو رواں	رکتے رکتے بندھ رہی ہیں ہچکیاں
دیکھتے ہیں غور سے ایک ایک سے	کیونکہ ہر اک شے دلی مرغوب ہے
اللہ اللہ کیا سجاوٹ اسمیں ہے	نعمتوں کی کیا بناوٹ اسمیں ہے

سوال وجواب

حسیبا حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی قوم نے یہ غیبی خوان

نعمت الواع و اقسام کی نعمتوں سے لبریز دیکھا تو بعضے ان میں سے پختہ اور پورے کامل الایمان ہو گئے اور بعضے شک و شبہ میں پڑ کر حضرت مسیح علیہ السلام سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے مسیح علیہ السلام! یہ خوانِ آسمانی ہم نے دیکھا حقیقت میں بہت اچھا ہے اور اس میں سب ہی کی نہایت مرغوب طبع اشیاء موجود ہیں مگر آپ سے ہم آپ یہ سوال کرتے ہیں کہ آیا یہ نعمتیں اور کھانے دنیا کے کھانوں میں سے ہیں یا جنت کے کھانوں میں سے ہیں؟

نظم

اے مسیح نیک خو اور نیک نام
پوچھتے ہیں تم سے ہم یہ لا کلام

نعمتیں اس نے جو یہ دی ہیں یہاں
ہیں یہ دنیا کی دیا جنت کی ہیں

بعد میں کھائینگے ہم اے نیک ذات
پہلے ہم کو آپ بتلا دیں یہ بات

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کھانے جو خوانِ نعمت میں رکھے ہوئے تمہیں ملے ہیں یہ نہ تو دنیا کے کھانوں میں سے ہیں اور نہ جنت کے کھانوں میں سے ہیں بلکہ یہ سب نرالے کھانے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خاص تمہارے لئے تیار کئے ہیں اور تمہاری طلب پر اس نے بھیجے ہیں تاکہ تم اس کا شکر بجا لاؤ۔

نظم

ہیں یہ جنت کے نہ دنیا کے طعام	قدرتِ ربی کے ہیں یہ لاکلام
خوانِ نعمت تم نے جو مانگا ملا	یہ تمہارے رب کی ہے تم پہ عطا
شکر یہ اس کا بجا لاؤ سبھی	خاص تم پر یہ کرم بخششی ہوئی

پھر قوم کے لوگوں نے آپ سے دوسرا سوال کیا کہ اے مسیح علیہ السلام! جب آپ کی دعا اور آپ کے معجزے سے یہ خوانِ نعمت ہمیں ملا ہے تو آپ ہمیں ایک معجزہ اور دکھائیں وہ یہ کہ یہ مچھلی زندہ ہو کر حرکت کرنے لگے اور ساتھ ہی اس کے ہمیں یہ اپنی آواز بھی سنا دے۔

نظم

جی اٹھے مچھلی یہ زندہ ہو ابھی	ہم کو اطمینان ہوگا جب نبی
دین پر مضبوط ہو جائیں گے ہم	شک و شبہ پھر نہ کچھ لائیں گے ہم
صدقِ دل سے آپ کے ہو جائیں گے	جبکہ اس مچھلی کو زندہ پائیں گے

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور ایسے گستاخانہ سوالات اس کی حضوری میں پیش نہ کرو! اور دیکھو کہ اللہ کو سب آسان ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ مگر تم ایسے سوالات کرنے سے سخت مشکل میں پڑ جاؤ گے خیر اچھا میں

اللہ کی حضوری میں دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے حضور رب العزت سے دعا کی۔

نظم
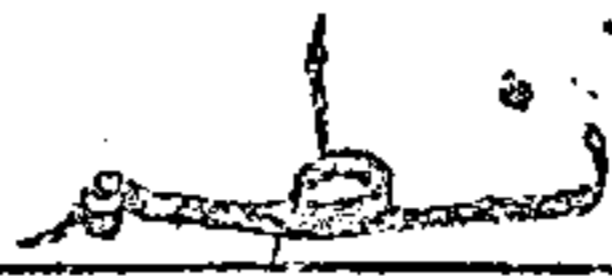
اے خدا اے قادر مطلق تو ہی — قوم کی یہ بھی تو فرما دے خوشی
جی اٹھی بس وہ مچھلی وہیں — اور مانا حکم رب العالمین
جو زبان صاف سے گویا ہوئی — ابن مریم آپ ہیں سچے نبی
پھر دعا کی آپ نے اے کبریا — جیسی یہ مچھلی تھی ویسی ہی بنا
ہو گئی سنتے ہی وہ مچھلی کباب — کھانے کے قابل ہوئی بس وہ شتاب

طعام غیبی کے برکات

حضرت مسیح علیہ السلام کی قوم کے دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ قوم اس خوان آسمانی کو دیکھ کر اپنے ایمان میں نہایت پختہ اور مضبوط ہو گیا اور ایک حصہ قوم کا نہایت شک و شبہ میں پڑ گیا اور اس معجزے کو جادو سے تعبیر کرنے لگا۔ غرضیکہ مسیح علیہ السلام نے اس طعام غیبی کی طرف سب کو مدعو کیا۔ ماننے والوں نے کھانا شروع کیا اور نہ ماننے والے پرے ہو گئے۔ سر شروع ہو گئے۔

کتب تفاسیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ اس خوانِ آسمانی سے پانچہزار آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور اس میں سے ذرہ برابر کم نہ ہوا۔ نیز اُن متعدد چیزوں میں سے ایک چیز بھی کم نہ ہوئی جس فقیر نے کھایا وہ تونگر ہو گیا جس بیمار نے کھایا وہ تندرست ہو گیا جس غمزدہ نے کھایا وہ مسرور اور شاد ہو گیا۔ اب آگے اختلافِ روایت ہے وہ یہ کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ خوانِ آسمانی ایک مرتبہ نازل ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ سات دن تک آیا بعض کہتے ہیں کہ چالیس روز تک وہ آسمانی خوان برابر نازل ہوتا رہا بعض کہتے ہیں کہ ایک دن بیچ کر کے وہ خوان نازل ہوتا تھا۔ نیز یہ لکھا ہے کہ شام کے وقت وہ خوان آسمان کی طرف اٹھ جاتا تھا اور دوسرے روز یا تیسرے روز وہ پھر نازل ہوتا تھا۔

نیز یہ طعام غیبی اپنے برکات میں اتنا اثر رکھتا تھا کہ فرمانبردار قوم میں کوئی بیمار نظر نہ آتا تھا کوئی مغموم نظر نہ آتا تھا۔ سب کے سب خوشحال اور فارغ البال نظر آتے تھے۔

نظم

اللہ اللہ کیا تھا وہ غیبی طعام	کھانیوالے جس سے تھے سب شادکام

غرض وہ کوئی نظر آتا نہ تھا ۔ اور نہ اس میں ایک بھی بیمار تھا
جس کو دیکھو شاد ہے مسرور ہے ۔ جس کو دیکھو فضل سے معمور ہے
جتنے تابعدار ہیں مسرور ہیں ۔ اور جو نافرمان ہیں مقہور ہیں
یعنی اُن پر قہر اب نازل ہوا ۔ آپ اپنی قہر کی بجلی نے لیا

نافرمانوں کا مسخ ہونا

جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روز اللہ تعالےٰ کی وحی آئی کہ اے مسیح ان لوگوں سے کہو کہ جو اس خوان آسمانی سے شک وشبہ میں پڑ گئے ہیں کہ جلد توبہ کریں ورنہ ہمارا عذاب ان پر نازل ہوگا۔ یہ معلوم کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اور یہ خوفناک پیغام ان نافرمان لوگوں کو سنایا جنہوں نے آپکو پھر جادوگر کہا اور مسیح علیہ السلام اور ان کے خوان آسمانی پر ذرا ایمان نہ لائے اب تو مسیح علیہ السلام ناراض ہوئے اور ان کے حق میں بددعا کی اور کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں پر وہ عذاب نازل کر جو آج تک کسی پر نہ کیا ہو چنانچہ آپ کی یہ دعا مقبول ہوئی اور ان نافرمانوں کی جن کی تعداد پانچ ہزار تھی یہ حالت ہوئی ۔

نظم

ہو گئے خنزیر ہائے اے خدا | چیخ اٹھی جس سے سب خلقِ خدا
اور نجاست کھاتے وہ پھرنے لگے | کھڈیوں کو صاف وہ کرنے لگے
کانپ اٹھے سب زمین و آسماں | اور بکا سے بھر گیا سارا جہاں
ہر طرف کہرام تھا اور کھلبلی | ہائے اے معبود یہ کیا ہو گیا
حشر برپا تھا، قیامت تھی بپا | اور ٹکراتا تھا ہر چھوٹا بڑا
چیخ اٹھے حضرت عیسیٰ نبی | ہل رہی تھی جبکہ غصے میں زمیں
کیا بتائے تھے بڑے دیوار و در | ڈر رہے تھے کیا شجر اور کیا حجر
ساکنانِ آسماں بھی ہل اٹھے | اور وہ سب مولیٰ کے سجدے میں گرے
کس کو ہے قہری تجلّی کی سہار | جھیل لے جو غصہ پروردگار
حال ان خنزیر لوگوں کا یہ تھا | خون کے آنسو رواں تھے برملا
لوٹتے تھے وہ نجاست میں پڑے | اور کھاتے تھے اسے رٹتے ہوئے
کچھ نہ کہتے تھے وہ خُرخُر کے سوا | ہر کوئی جنگلی سور تھا برملا
ہے یہ نافرمانیٔ حق کی سزا | آ گیا مولا کو غصہ آ گیا
تین دن تک یہ رہا ان سب کا حال | تھے زمین و آسماں جس سے نڈھال
تین دن کے بعد بس پھر یہ ہوا | مر گئے سارے کے سارے وہ اے خدا

صاحب عجائب القصص تفسیر المواہب اور معالم التنزیل کے حوالے سے

سے لکھتے ہیں کہ وہ پانچ ہزار نافرمان مسخ ہو کر خنزیر بن گئے اور جگہ جگہ نجاستیں کھاتے پھرنے لگے جن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ زبان قال سے کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ آخر تین دن کے بعد وہ نہایت ذلت و خواری کے ساتھ مر گئے اور خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کا ذائقہ اچھی طرح چکھ لیا۔ یہاں یہ گذری اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کر دیئے گئے۔

غزل توبہ

اپنے غصہ سے بچا ہم کو، الٰہی توبہ
قہر اپنا نہ دکھا ہم کو، الٰہی توبہ

تیرے عاجز تیرے محتاج تیرے بندے ہیں
تو گناہوں سے بچا ہم کو الٰہی توبہ

زیر فرماں رہیں تیرے نبیؐ کے ہم سب
اپنے رستے پہ چلا ہم کو الٰہی توبہ

شر سے کفر سے بدعت سے بچا اے مولا
معصیت میں نہ ڈبا ہم کو الٰہی توبہ

دو جہاں کی ہمیں نعمت سے میسر کر دے
خائف اپنا بنا ہم کو الٰہی توبہ

ہو سکے گی نہ تیرے قہر کی غضب کی سہار
دور رکھ آگ سے بچا ہم کو الٰہی توبہ

واسطہ تجھ کو رسول عربی پیارے کا
اپنا تو بندہ بنا ہم کو الٰہی توبہ

زیر فرماں ہے تیرے نبی کی امت
اور برا دن نہ دکھا ہم کو الٰہی توبہ

خوف مسیح سے مامون نہیں کر یا رب	ورنہ کیا ہوگا بتا ہم کو الٰہی توبہ
معصیت تری بجنے لگے اب نقارے	دیکھئے ہوتا ہے کیا ہم کو الٰہی توبہ

تیرا یہ بندۂ اسحاق دعا کرتا ہے
اپنے غضب سے بچا ہم کو، الٰہی توبہ

مسیح و یحییٰ کا مناظرہ

ایک روز حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے پیارے مسیح علیہ السلام! آپ ہر وقت ایسے خندہ پیشانی اور ہنس مکھ رہتے ہیں کہ گویا عذاب الٰہی سے بالکل مامون ہو گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اے یحییٰ علیہ السلام آپ ہر وقت مغموم اور اپنی آنکھوں سے آنسو رواں رکھتے ہیں کہ گویا رحمتِ الٰہی سے بالکل ناامید ہو گئے ہیں اپنے اپنے دعوے کی دونوں حضرات کے پاس کافی دلیلیں اور آیتیں موجود تھیں مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس اس قسم کی دلیلیں تھیں کہ اللہ تعالیٰ خائف بندوں اور رونے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو بھی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا (پ ۱۰ ، التوبہ ۱۱ - آیت ۲)

لوگو! اللہ کے خوف سے زیادہ رویا کرو! اور ہنسو بہت کم۔

نیز ارشاد ہوتا ہے کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ ۲۷ الرحمٰن ع ۳ آیت ۱)

اللہ فرماتا ہے کہ جو ہم سے ڈرے گا ہم اس کو دوہری دوہری جنتیں عطا فرمائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی دلیلیں حضرت یحییٰ کے پاس موجود تھیں اس مضمون کی کہ رونا خدا کو زیادہ پسند ہے جواب حضرت یحییٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس خوش و خرم رہنے کی بھی کافی دلیلیں موجود تھیں مثلاً جیسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو ہدایت فرمائی گئی وَلَا تَايْـئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (پ ۱۳ یوسف ۱۰ ع آیت ۸)

لوگو! اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہونا دوسری جگہ ارشاد ہے کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (پ ۲۴ الزمر ۶ ع آیت ۱)

لوگو اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔

چنانچہ جب ان دونوں حضرات کا مناظرہ اپنے اپنے کافی دلائل کے ساتھ ترقی پذیر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے دو فرشتوں کو حکم بنا کر بھیجا کہ جاؤ! ان کے درمیان فیصلہ کر دو۔ چنانچہ دو فرشتے آسمان سے نازل

ناہوئے اور دونوں پیغمبروں کی دلیلیں نہایت مضبوط تھیں واپس چلے گئے اور باری تعالیٰ میں جا کر عرض کیا کہ الہ العالمین! دونوں پیغمبر اپنے اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ جن کا فیصلہ ہمارے امکان سے باہر ہے اس پر حضور خداوندی سے ارشاد ہوا کہ اچھا ہم خود اپنے ان پیارے بندوں کے حَکَم بنتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں وہیں دونوں حضرات کے نام عرش معلی سے خطاب آیا۔

اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ عَلٰی غَضَبِیْ۔ (حدیث قدسی)

نظم

میرے بندو! حکم میرا سُن رکھو	میرے اس فرمان کو دل پر لکھو
میری رحمت ہے بڑی اے مومنیں	میرے غصے سے وہ بڑھ کر ہے کہیں
گو غضب کی بھی نہیں ہے انتہا	ہاں مگر رحمت ہے اُس سے بھی سوا

پھر الگ الگ دونوں کو خطاب ہوا کہ اے مسیح! تنہائی میں تم ہم سے ایسے ہی خائف رہو جیسے یحییٰ خائف و لرزاں رہتے ہیں اور ہمارے بندوں کے سامنے ہشاش بشاش رہا کرو! اور تنہائی میں جتنا بھی ہم سے ڈرو تھوڑا ہے اسی مضمون کو ہمارے آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ادا فرمایا ہے اور اپنی امت کو نصیحت کی ہے۔

اَلاِیمَانُ بَیْنَ الخَوْفِ وَالرَّجَاءِ (حدیث)

نظم

کامل الایمان ہے وہ ہی بشر
آہ جس کے دل میں ہو مولا کا ڈر
اور رحمت کا بھی ہو امیدوار
اس مسلماں سے ہے بس مولا کا پیار
ڈر بھی ہو رحمت کی بھی امید ہو
دل پہ اے لوگو! یہ فقرے لکھ رکھو

دو ظالم باپ بیٹے

جس زمین معذب پر پانچ ہزار نافرمان لوگ خنزیر بنائے گئے تھے وہاں سے حضرت عیسٰی علیہ السلام ہجرت فرما کر دوسری جگہ تشریف لے گئے اور ایک شہر میں پہنچ کر کریم نامی ایک شخص کے گھر میں مقیم ہوئے جس نے بہت خاطر مدارات سے آپ کو ٹھہرایا۔ ایک روز کریم نامی وہ صاحب خانہ نہایت غمگین اپنے گھر میں آیا جب سے حضرت مسیح علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اے میزبان! آج تم اتنے غمگین کیوں نظر آتے ہو؟

اس نے کہا کہ اے مسیح علیہ السلام! کیا کہوں بات بڑی لمبی چوڑی ہے جس کو میں اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں ملے

مسیح علیہ السلام! وہ بات یہ ہے کہ یہاں کا حکمران بڑا ظالم ہے، اور وہ اپنی رعیت کو بہت ستاتا ہے نیز اس حکمران کا بیٹا جو اس کا ولیعہد تھا مر گیا ہے جو اس سے زیادہ ظالم و جابر تھا غرض کہ موجودہ حکمران کا طرز عمل یہ ہے کہ ہر روز رات کے وقت مع اپنی لونڈی غلاموں کے رعیت کے کسی نہ کسی گھر پر آن موجود ہوتا ہے اور بے انتہا کھانے دانے اور شراب و کباب طلب کرتا ہے جس سے رعیت کے غربا پسے جاتے ہیں۔ چنانچہ میرے نام اس کا حکم آیا ہے کہ آج رات ہم کریم کے گھر میں مقیم ہوں گے اب میں حیران ہوں کہ کیا انتظام کروں۔ اس کو اور اس کے بہت سے لونڈی غلاموں کو کھلانے پلانے کے لئے کہاں سے لاؤں؟ یہ سن کر حضرت مسیح علیہ السلام مسکرائے اور ہنس کر فرمایا غم نہ کرو اللہ مدد فرمائے گا۔ اسی وقت آپ نے حضور رب العزت میں دعا کی، آپ کا دعا کرنا تھا کہ رنگ برنگ کے کھانوں کی دیگیں اور پینے کے لیے شربت اور پانی اور شراب کے مٹکے کہ اس زمانہ میں جائز تھی کریم کے صحن مکان میں بے انتہا موجود ہیں جسے دیکھ کر صاحب مکان بہت خوش ہوا اور آپ کا کلمہ پڑھ کر اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں شام کا وقت آیا اور وہ ظالم حاکم مع خدم

و حشم کے موجود ہوا۔ یہاں سب سامان غیبی پہلے ہی سے مستعد تھا۔ کھانا پینا شروع ہو گیا۔ اب جو بادشاہ دیکھتا ہے تو یہ کھانا اتنا نفیس ہے کہ آج تک ایسا کھانا نہیں کھایا تھا اور پینا اتنا لذیذ ہے کہ کہیں پیا نہیں تھا۔ حیران ہو کر صاحب خانہ سے دریافت کرتا ہے کہ کھانے اور پینے کی یہ چیزیں تو کہاں سے لایا؟ کہ ہم نے آج تک ایسی لذت کے کھانے پینے کہیں نہیں دیکھے۔ سچ بتا! یہ کھانے کہاں سے آئے؟

کریم نامی صاحب مکان نے سچ سچ کہہ دیا کہ میرے گھر میں آج کل ایک نوجوان شخص ٹھہرے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ سب سامان غیبی فراہم ہوئے ہیں۔ میں غریب کہاں سے آپ کی خاطر مدارات کر سکتا تھا۔ یہ سن کر اس حاکم یا اس بادشاہ نے کہا کہ اچھا اس اپنے مہمان کو ہمارے سامنے لاؤ کہ ہم اس کی زیارت کریں، چنانچہ مسیح علیہ السلام تشریف لائے بادشاہ نے آپ سے درخواست کی کہ میرا فرزند جو میرا ولیعہد تھا وہ گذر گیا ہے۔ جس کا مجھے بے حد صدمہ ہے۔ آپ کی دعا سے زندہ ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔

بادشاہ کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اچھا

وہ زندہ ہو جائے گا۔ مگر اس کے زندہ ہونے سے تیرے ملک میں سخت خرابی واقع ہو گی اور تو بہت پشیمان ہو گا۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ میں کسی خرابی سے نہیں ڈرتا ہوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ زندہ ہو جائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ چنانچہ آپ نے دعا کی کہ خداوندا! اس کے فرزند کو زندہ فرما دے! خدا کی شان کہ ولی عہد اسی وقت زندہ ہو کر بادشاہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔

لکھا ہے کہ جب بادشاہ کا بیٹا زندہ ہو گیا۔ تو رعیت نے کہا کہ ہم اس ستمگار ظالم سے عاجز آگئے تھے۔ خدا خدا کر کے یہ مرا تھا تو ہم خوش ہو گئے تھے اور ہمیں اس کے مظالم سے نجات مل گئی تھی۔ اب جبکہ یہ دوبارہ زندہ ہو گیا تو اب یقیناً ہمارے لئے موت کا سامنا ہے لہٰذا اس سے یہ بہتر ہے کہ ملک میں عام بغاوت کردو اور سب سے پہلے ان دونوں باپ بیٹوں کا کام تمام کر ڈالو! تاکہ تمام لوگ ان باپ بیٹوں کے مظالم سے خلاصی پائیں چنانچہ بادشاہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور آسمانی آفات سے نہ ڈرا جو اسکے سامنے آئیں اور ملک میں خونریزی شروع ہو گئی سب سے پہلے یہ ظالم باپ بیٹے قتل کئے گئے۔

نظم

آہ نافرمانی پیغمبران ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ہے کہاں
اور اس پر یا دتی ظلم و ستم توڑتی ہے آدمی پر یہ الم
ڈوبتی ہیں پاپ کی نادیں سدا ان سے بس ناراض ہوتا ہے خدا
ظلم کرنے کاش ہم بھی چھوڑ دیں عیش کرتے ہوں تو مولا سے ڈریں
ظلم سے توبہ کرو اے دوستو اور کسی کو بھی نہ تم تکلیف دو

ایک خالص صادق بندی

ایک مرتبہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ذات باری تعالیٰ کی حضور میں عرض کیا کہ اے اللہ! میرا دل چاہتا ہے کہ تیرے کسی خالص و صادق بندے کو دیکھوں اور اس کی ملاقات سے دل شاد کروں۔ حکم ہوا۔ فلاں جنگل میں جاؤ جہاں اس سے تیری ملاقات ہوگی۔ چنانچہ حضرت عیسٰی علیہ السلام حسب ارشاد باری تعالیٰ اس مقام پر پہنچے تو وہاں دیکھا کہ ایک بڑھیا پڑی ہے جو ہاتھ پیروں سے معذور ہے آنکھوں سے اندھی ہے سارا جسم زخموں سے چور ہے زخموں میں کیڑے پڑے ہوئے

ہیں مکھیاں اور چیونٹیاں لپٹ رہی ہیں، مگر دیکھا کہ یہ عورت
مٹی پر پڑی ہوئی یاد الٰہی میں مشغول ہے اور شکر الٰہی اسکی زبان
پر ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا کہ اے
بڑھیا! تو اس حالت میں پڑی ہے ہزاروں مصیبتوں میں مبتلا
ہے وہ کونسی نعمت اللہ تعالیٰ کی تیرے پاس ہے کہ جس کے لئے
اس قدر شکریہ ادا کر رہی ہے اس بڑھیا نے جواب میں کہا۔
کہ اے عیسٰی روح اللہ! اللہ رب العزت نے مجھے وہ دل عطا
فرمایا ہے جو نور ایمانی سے معمور ہے اور وہ زبان مرحمت
فرمائی ہے جو شکر خدا کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ کیا اللہ کی یہ نعمت
بے حد وحساب نہیں ہے؟ کہ جس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اگر ہزار
برس بھی پڑی سڑتی رہوں، مگر ایمان کی توفیق رہے اور شکر
ادا کرنے کی طاقت رہے تو یہی وہ نعمت ہے کہ ساری عمر شکریہ
کرنے کے بعد یہی کہنا درست ہوگا کہ ؎

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ایسے عاشقان خدا کے عشق کی حقیقت بیان کرتے وقت
مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎
(لبنان اولیاء پڑھیئے)

عشق زندہ در روان در لبصر	مست ہر لحظہ ز غنچہ تازہ تر
عمر و مرگ این ہر دو با حق خوش بود	بے خدا آب حیات آتش بود
ہر کجا دلبر بود خود ہمنشیں	فوق گردوں ست نے زیر زمیں

جب وہ بڑھیا شکرِ خدا ادا کرنے کی وجہ بیان کر چکی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تیری خبر گیری کرنے والا بھی کوئی ہے؟ تو کہا ہاں! وہی خبر گیری کرتا ہے جس نے تم کو یہاں بھیجا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری کوئی خواہش بھی ہے؟ تو کہا۔ ہاں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے اور میرے معبود کے درمیان کوئی حائل نہ ہو۔ ایک میری بیٹی ہے جو کبھی کبھی مجھے دیکھنے آجاتی ہے تو پھر اس کا خیال بھی میرے دل میں آجاتا ہے چاہتی یہ ہوں کہ اس کا خیال کبھی بھی میرے دل میں نہ آئے تاکہ وہ لمحے بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کرنے میں ہی صرف ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ باتیں کر کے وہاں سے روانہ ہوئے راستے میں دیکھا کہ اس کی بیٹی کو شیر کھا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس با خدا بڑھیا کی دعا اللہ رب العزت نے قبول فرمائی۔

ایک عجیب نصیحت

حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک روز کسی جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے ایک درخت کے سایہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شیطان لعین بیٹھا ہوا بالوں اور رسیوں کے پھندے بنا رہا ہے، آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ اے لعین! یہ کیا شغل کر رہا ہے کیا چڑیاں اور کبوتر اور چیل کوے پکڑے گا؟ شیطان لعین یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ نہیں چیل کوے اور چڑیاں اور کبوتر نہیں پکڑوں گا بلکہ اے مسیح علیہ السلام! ان پھندوں سے بنی نوع انسان کا شکار کروں گا اور انھیں جال میں پھانسوں گا۔ آپ نے فرمایا اے لعین! ان پھندوں سے لوگوں کو کس طرح اور کیونکر پھانسے گا؟ شیطان لعین نے کہا اے مسیح علیہ السلام! اب آپ کو سارا قصہ سنانا ہی پڑے گا۔

لیجئے سنئے! اے مسیح علیہ السلام! چار قسم کے پھندے تیار کر رہا ہوں اور ان چار قسم کے پھندوں کے نام الگ الگ ہیں پہلا پھندا ظلم و ستم کا ہے جو عموماً مالداروں اور حاکموں کے گلے میں ڈالتا ہوں اور وہ بہت شوق سے میرے اس ظلم

کے پھندے کو خریدتے ہیں اور بڑی خوشی سے وہ اسے لے کر اپنے گلے میں ڈالتے ہیں اِلّا مَاشَآءَ اللّٰہُ (یعنے) مگر جس کو اللہ بچائے۔

نظم

مالدارو! یہ حکایت تم سنو
حاکمو! عبرت ذرا تم اس سے لو

ظلم کے پھندوں میں تم آنا نہیں
دیکھو کیا کہتا ہے شیطانِ لعین

شوق سے لیتے ہیں اسکو مالدار
حاکموں کے بس گلے کا ہے یہ ہار

ہاں مگر جسکو بچائے کبریا
پاس تک بھی وہ نہ ہرگز آئے گا

پھر شیطان لعین کہتا ہے کہ اے مسیح علیہ السلام! دوسرا پھندا میرے پاس تکبر کا ہے جس کو عموماً زمیندار رئیس اور عالم مجھ سے خریدتے ہیں اور بہت شوق سے وہ تکبر اور غرور کے پھندوں کو لے کر اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ مگر وہ جس کو اللہ بچائے۔

نظم

اے زمیندارو! سنو اسکو ذرا
عالمو! دیکھو یہ سودا ہے بُرا

بھول کر بھی یہ نہ لینا زینہار
اے زمیندار اور عالم دیندار

ہاں مگر جس کو بچائے کبریا
پاس تک بھی وہ نہ ہرگز آئیگا

پھر شیطان لعین کہتا ہے کہ اے مسیح علیہ السلام! تیسرا پھندا میرے پاس جھوٹ بولنے اور دھوکے دینے کا ہے جس کو عموماً دوکاندار اور عاشقین دنیا مجھ سے خریدتے ہیں اور بڑی عزت سے وہ اُسے لے کر اپنے گلے میں ڈالتے ہیں اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ یعنی مگر جس کو اللہ بچائے

نظم

اے دکانیں کھولنے والو سنو!	کان رکھو اس پہ تم اے تاجرو
جھوٹ سے اور دھوکہ دینے سے بچو	صاف کہدو! اور مولا سے ڈرو
جھوٹ اور دھوکہ ہے سودا وہ برا	ہاں مرتب جسکو شیطاں نے کیا
وہ بچے جن کو بچائے وہ کریم	اُنپہ ہو مولا کا بس لطفِ عمیم

پھر شیطان لعین نے کہا کہ اے مسیح علیہ السلام! چوتھا پھندا یہ سب سے بانکا ہے اور اس کا نام کید اور مکر ہے اور اس کو عموماً عورتیں خریدتی ہیں اور مکر کے پھندے کو لے کر بہت شوق سے اپنے گلے میں ڈالتی ہیں اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ط یعنی مگر جس کو اللہ بچائے۔

نظم

لو سنو! اے ماؤں اور بہنو ذرا	یہ لعین کہتا ہے کیا بیٹھا ہوا

آخری سودا ہے یہ شیطان کا | حیف ہے کس شوق سے تم نے لیا
ہاں مگر جسکو بچائے ذوالجلال | وہ بچے گی اس سے بیشک بال بال

ایک کھیت کے سینکڑوں مالک

حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے چند ہمراہیوں کو لئے ہوئے کسی جنگل میں چلے جا رہے تھے چلتے چلتے ہمراہیوں نے کہا کہ اے مسیح علیہ السلام! ہم لوگوں کو بھوک کا اتنا غلبہ ہے کہ ہم سے راستہ نہیں چلا جاتا اور کھانے پینے کا سامان ہمارے پاس مطلق نہیں ہا ہے آپ ٹھہر گئے اور ٹھہر کر فرمایا۔ دیکھو وہ کھیت سامنے نظر آتا ہے اس میں چلے جاؤ! میں نے اس بارے میں اللہ وحدہٗ لاشریک سے اجازت لے لی ہے بلے تکلف اس میں سے غلہ توڑو اپنی بھوک کے موافق اس میں سے کھالو! چنانچہ پیارے مسیح علیہ السلام کے ہمراہی اس کھیت میں پہونچے اور اپنی بھوک کے موافق اس میں سے توڑ کر کھانے بیٹھے اتنے میں اس کھیت کا مالک آ گیا۔ اس نے دور سے للکارا اور کہا کہ او دن دھاڑے ڈاکہ ڈالنے والو کیا تم نے اس کھیت کو اپنے باپ دادا کی میراث سمجھا ہے؟ جب سے توڑ کر بلے تکلف کھا رہے ہو اور تمہیں اس کھیت میں سے

غلہ توڑ کر کھانے کی اجازت کس نے دی ہے؟

جناب مسیح علیہ السلام نے جو پرے کھڑے ہوئے تھے اس کھیت والے کا للکارنا سنا اور غیظ و غضب میں آ کر ایک چیخ ماری جس سے جگہ جگہ سے زمین شق ہوئی اور اس میں سے اس کھیت کے مالک اس وقت سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک جتنے اور جب تک بھی ہوئے تھے سب سروں سے خاک جھاڑتے ہوئے قبروں سے نکل آئے اور کھیت پر ہزارہا لوگوں کا اژدھام ہو گیا اور یہ سب کے سب اس کھیت کے مالک ہوتے چلے آئے تھے اب ان میں ردو کد شروع ہوئی جن میں سے ہر ایک یہی کہتا ہے کہ اس کھیت کا مالک میں ہوں اور در حقیقت وہ سب ہی سچے تھے اور اپنے اپنے وقت میں واقعی سب اس کھیت کے مالک تھے یہ معجزہ دیکھ کر اصل مالک حیران ہے اور کہتا ہے کہ مسافر جو سیاہ کمبل کا کرتہ پہنے ہوئے جو کھیت کے باہر کھڑے ہیں یہ کون ہیں؟ جناب کے ہمراہیوں نے کہا کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں۔ یہ سن کر وہ کھیت والا آپ کے قریب آیا اور دست بستہ آپ سے معافی مانگی اور کہا میں بھی آپ کا اور یہ کھیت بھی آپ کا۔

نظم

قربان اس جماعت پیغمبران کے — آنکھوں کے تارے ہوتے ہیں دو جہان کے
کیا کچھ خدا نے انکو نوازا ہے فضل سے — کیا لاڈلے یہ ہوتے ہیں رب کریم کے
جو کچھ یہ مانگتے ہیں وہ ملتا ہے بالیقین — اللہ کے رسول ہیں وہ اس میں شک نہیں
معصوم و بیگناہ ہیں یہ انبیاء سبھی — پھر کیوں نہ ان پہ رحمت رحمٰن ہو دائمی
اللہ سے پھرا جو پھرا مرسلیں سے — دنیا سے وہ گیا، گیا اور وہ دین سے

سب سے بہتر عمل

ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا! میں انجیل میں ایک امت کی بہت تعریف دیکھتا ہوں وہ کس کی امت ہوگی اور وہ کن کن اعمال کی وجہ سے قابل تعریف ہوگی؟ اس کا جواب اللہ رب العالمین کی طرف سے آیا کہ اے مسیح وہ امت میرے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی اے مسیح! ان کی خواہش اور مرضی کے مطابق کوئی چیز ان کو پہنچے گی تو وہ اس پر میرا شکر کریں گے اور اگر کوئی چیز ناپسندیدہ انھیں پہونچے گی تو ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اس پر صبر کریں گے جبر پر میں ان کو تحمل اور برداشت کی نعمت عطا کردوں گا اور علم کی توفیق دوں گا جس سے وہ آسمانوں میں حکماء اور علماء کہہ کر پکارے جائینگے

پھر اے مسیح! میں حکماء اور علماء کو بخشوں گا اور جو ان کے مددگار ہوں گے انھیں بھی رحمت و بخشش کا تاج پہناؤں گا وہ لوگ میری تھوڑی بخشش سے شکر گذار ہوں گے اور میں ان کی تھوڑی نیکی پر بے حد خوشنود ہوں گا۔ نیز اے مسیح! وہ لوگ حکمت و علم کی وجہ سے انبیاء و مرسلین کے قائم مقام ہوں گے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ۔

(یعنی) میں اپنے اُس حبیب کی امت کے عالموں کو وارثِ انبیاء کہہ کر پکاروں گا۔

ایک حکایت

محمد ابن جریر کہتے ہیں کہ ہم چند آدمی مل کر علم کی طلب میں نکلے اور ایک شہر میں جا کر علم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے وہاں اتفاق سے ہمارے پاس خرچ ختم ہو گیا جس کے سبب ہم نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کر لیا پھر یکایک ہم نے دیکھا کہ ایک یہودی ہمارے پاس آیا اور ہم سب ضرورت مندوں کو وہ تین تین درہم دے گیا اور لیا اس نے ایک دو دن ہی نہیں کیا بلکہ چالیس روز تک برابر آ کر وہ ہمیں تین تین درہم دیتا رہا جس سے ہم دلی

اطمینان کے ساتھ تحصیل علم میں مصروف ہوگئے۔ ایک روز ہم نے اس یہودی سے دریافت کیا کہ بھلا تم غیر مذہب ہو کر ہمارے مذہب کو امداد پہنچاتے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ یہودی نے کہا کہ اے علم کے طالب علمو! میں نے توریت میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ سب سے افضل اور بہتر وہ صدقہ اور خیرات ہے جو علم اور اہل علم پر کی جاتی ہے تاکہ وہ معاش کی طرف سے مطمئن ہو کر خدمت علم میں مصروف ہوں۔ میں نے اپنی قوم یہود میں کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا کہ اپنے کام کو چھوڑ کر محض دینی خدمت میں مصروف ہوا ہو۔ جیسا کہ تم لوگ اپنے تمام کاروبار چھوڑ کر محض علم کی خدمت میں مصروف ہوئے ہو۔ لہذا تم مذہب کی خدمت کرو اور میں تمہاری خدمت کروں تاکہ کچھ نہ کچھ اس کا اجر مجھے بھی مل جائے۔

نظم

دوستو! تم علم کی خدمت کرو	اپنی خدمت کے لیے جھک کر رکھو
دونوں خادم علم کے ہو جائینگے	دونوں مولا سے مرادیں پائینگے
خدمت دینی بھی اک کام ہے	مرضیٔ مولا اسی کا نام ہے
اے مسلمان! کیا خدا کی شان ہے	اک یہودی علم پر قربان ہے

سچ بتا تونے کبھی ایسا کیا؟	علم کی امداد میں پیسہ دیا؟

القصہ حضرت محمد ابن جریر فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ بعد ہمارا ارادہ حج بیت اللہ کا ہوا اور ہم مکہ معظمہ پہونچے جہاں ہم نے دیکھا کہ وہی یہودی کعبہ کا طواف کر رہا ہے اور لبیک لبیک پکار رہا ہے ہم نے متعجب ہو کر اس سے دریافت کیا کہ اے یہودی تجھے اس طواف و لبیک سے کیا علاقہ؟ یہودی نے جواب دیا:-

نظم

لو سنو میری حقیقت دوستو!	وہ عمل پہونچا مرا انجام کو
خدمت دینی جو کرتا تھا وہاں	جسکا بدلہ میں نے بس پایا یہاں
اور جو فضل و کرم مجھ پہ ہوا	انتہا کی بھی ہوئی ہے انتہا
میں نے دیکھا خواب میں یہ ماجرا	آسمانوں پہ ہوں میں پہنچا ہوا
ایک عالم نور کا ہے سربسر	ہیں وہاں پیارے محمد جلوہ گر
پیش اس سرکار میں جب میں ہوا	ہنس کے اور خوش ہو کے مجکو لے لیا
اور فرمایا کہ اے پیارے مرے	کیوں نہ مجکو پاس اپنے دوں جگے
تو نے میرے دین کو امداد دی	میرے پیاروں کی خبر گیری کری
کیوں نہ میں تجھکو یہاں امداد دوں	کیوں نہ تیری میں بڑی عزت کروں

عالموں کو تو نے جو کچھ بھی دیا — مل لیں آپ اللہ سے اس کا صلا
لا سخاوت کا دکھا وہ اپنا ہاتھ — اور لے تو احمدِ مرسل کا ہاتھ
اور پڑھ کلمہ نبیؐ کے ہاتھ پر — تا ابد مسرور رہ اور شاد تر
میں ہوا ہوں تیرے کلمے کا گواہ — دوسرا شاہد مرا ربِّ اِلٰہ
جا! مزے کر! دو جہاں میں عیش کر! — ہو گیا تو میرا منظورِ نظر
تو نے علمِ دین کو امداد دی — دستگیری عالموں کی تو نے کی
دستگیری کیوں نہیں تیری کروں — کیوں نہ اب تجکو میں اپنے ساتھ لوں

کھل گئی پھر آنکھ میری کھل گئی — اور کیا لذت تھی رگ رگ میں بھری
شاد ہو لو اس دن سے اے دوستو — لطف لینے دو! بہت اب کچھ رہو

عالموں کا مرتبہ

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے معبود! میرے جانشینوں اور میرے خلفاء پر رحم فرما! ایک روز صحابہ کرام نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! آپ کے جانشین اور خلفاء کون ہیں؟ جن کے لئے آپ اکثر دعا فرماتے رہتے ہیں! آپ نے فرمایا کہ وہ میرے اصحاب ہیں! میرے بعد میری طرح کتاب اللہ

لوگوں کے سامنے بیان کریں گے۔

جنت کی خوشخبری

ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے اخی جبریل اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری امت کے عالموں کا مرتبہ آخر کتنا اور کیسا کچھ ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ یا نبی اللہ! آپ کی امت کے عالم اللہ تعالیٰ کے نزدیک امت کے حکم کا تحفہ چراغ ہیں یا نبی اللہ! آپ ان لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجئے جو نیک عالموں کی تحقیر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو دوزخ کی بشارت دیجئے جو کتاب اللہ بیان کرنے والے عالموں کی توہین کرتے ہیں

قدم قدم پر ثواب

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ عالم دین کے پاس علم کی باتیں معلوم کرنے کی غرض سے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں ایک قدم کے بدلے ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے اور جس زمین پر وہ قدم رکھتا ہوا

جاتا ہے وہ زمین اس کے لئے بخشش اور مغفرت کی دعا کرتی ہے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے عالم دین کے پاس جانے والے کے ہر ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے ایک ایک عالیشان محل تیار کرتا ہے۔

عالم دین کی فضیلت

جناب رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم دین دوسرے لوگوں پر ایسی فضیلت رکھتا ہے جیسے جبریل سارے ملائکہ پر اور جیسے صدیق اکبرؓ ساری امت پر نیز عالموں کے لئے مچھلیاں پانی میں اور تمام زمین کے ذرے زمین پر دعا کرتے ہیں کہ الٰہی ان کی عمر دراز کر۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں عالم دین کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتی ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتی ہیں۔

حضور کے چاولوں سے پانی بہیں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمام امت

کے لوگوں کو حوض کوثر کا پانی کوزوں اور آبخوروں سے پلاؤں گا مگر اپنی امت کے کلمۃ اللہ بیان کرنے والے نیک نہاد عالموں کو اپنے ہاتھوں اور اپنے چلوؤں سے پانی پلاؤں گا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ایک سمجھدار اور باعمل عالم دین اللہ کے نزدیک ایک ہزار عبادت گذار عابدوں سے افضل اور بہتر ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے آسمان کو تاروں سے زینت دی ہے اور میری امت کو نیک نہاد عالموں سے زینت بخشی ہے نیز خود اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ط یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ (پ۲۳ الزمر ع۱ - آیۃ ۹)

نظم

علم کی دیکھی فضیلت اے فتا	اب بتا تو علم سے کیوں ہے خفا
قدر و عزت تو نے کچھ عالم کی کی	یا چڑھائی اس سے اپنی تیوری
کس قدر تو اسکی خدمت میں گیا	یا ہمیشہ لاغرض اس سے رہا
مسئلے دریافت اس سے کئے گئے	یا کہ پوچھی بات سرحیت ہے

کی خبر گیری کبھی اس کی اے فنا	یا ہمیشہ اس سے اکھڑا ہی رہا
رحم کر للہ اپنی جان پر	انبیا کے وارثوں کی لے خبر
ان کے دل ٹوٹے اگر اے ہوشیار	غیظ میں آجائے گا پروردگار
دے سہارا علم کی کشتی کو تو	جو بھنور میں آ رہی ہے چارسو
اے مسلماں اس بیہودی کو نہ بھول	جسکے عاشق ہو گئے تیرے رسول
کاش اے اسحاق عبرت ہو تجھے	عالموں سے کاش الفت ہو تجھے

عالموں کا تو اگر حامی ہوا
تجھ سے خوش ہوں گے جنابِ مصطفیٰ

مسیح کی دیگر بزرگیاں

پانی پر چلنا حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا کہ اے روح اللہ! آپ پانی پر اس طرح چلتے ہیں جیسے ہم لوگ زمین پر۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ لوگو! میں اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام باتوں پر یقین کامل رکھتا ہوں اور اہلِ یقین کو اللہ پاک ایسا ہی کچھ دیا کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اے

مسیح علیہ السلام! کیا ہم اہل یقین نہیں ہیں؟ فرمایا کہ تم لوگ اہل یقین نہیں؟ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کسی راستہ میں ایک پتھر اور ایک گوہر آبدار پڑا ہوا دیکھو تو تم کس کی طرف ہاتھ بڑھاؤ گے اور کسے اٹھاؤ گے جواب دیا کہ یا حضرت! ہم گوہر آبدار کو اٹھائیں گے مسیح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ تم میں اور اہل یقین میں اتنا ہی فرق ہے کہ ان کو پتھر اور گوہر آبدار دونوں برابر ہیں اور وہ دونوں میں سے کسی طرف بھی ہاتھ نہیں بڑھائیں گے بلکہ ہمہ وقت اللہ ہی کی طلب میں مصروف رہیں گے۔

نظم

انکو پتھر سے نہ گوہر سے ہے کام
انکو بس مطلوب ہے رب السلام

کیسا پتھر اور گوہر چیز کیا
جنکو بس مطلوب ہو رب العلا

آزمائش ہیں یہ دونوں راہ کی
اے مسافر! تجھکو کیا انکی پڑی

راہ رستے میں جو کچھ آئے نظر
بند کر آنکھیں نہ یوں جوں دیکھ کر

جلوۂ رب میں پہنچنا ہے تجھے
تجھکو کیا بندے کسی سے کام ہے

شیطان کی مداخلت

ایک روز جناب عیسیٰ علیہ السلام کہیں جنگل میں راستہ چلے جا رہے

تھے۔ چلتے چلتے بہ تقاضائے بشریت نیند نے آپ پر غلبہ کیا تو آپ ایک پتھر سر کے نیچے رکھ کر سو گئے شیطان آپ کے سرہانے آ کر کھڑا ہوا اور آپ کو جگایا اور کہا کہ اے مسیح علیہ السلام! لوگوں کو دنیا کی چیزوں سے نفرت دلاتے ہو اور خود دنیا کی چیزیں برتتے ہو؟ کیا یہ پتھر دنیا کی ایک شے نہیں ہے؟ جس کو تم نے اپنے سرہانے رکھ کر فائدہ حاصل کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت مسیح علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ پتھر شیطان کی طرف پھینک دیا اور فرمایا هذا لك مع الدنیا یعنی

بوجھ دنیا کا ہے لے یہ تو ہی رکھ	بار برداری کی تلخی تو ہی چکھ
لاد دے ان پر جو ہوں تیرے غلام	کام ان بندوں کا تو کر دے تمام

مر لیا لو کھیل مسافر مر لیا
اس کو گھر لینا بہت مشکل ہوا

جاہ و منزلت

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو قرآن کریم میں وجیھًا فی الدنیا والاخرۃ فرمایا ہے۔

یعنی وہ فرماتا ہے کہ مسیح علیہ السلام دنیا میں اور آخرت میں

بڑی جاہ و منزلت والے ہمارے بندے ہیں یہی بزرگی معلوم کرکے جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ امّت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کا اول زمانہ اور آخر زمانہ دونوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مزیّن ہوں۔ یہ میری امّت کی خوش نصیبی ہے کہ ان سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور قریب قیامت یعنی دجال کے وقت میں وہ پھر میری امّت پر نزول فرمائیں گے اور میری امّت کی خوش قسمتی کو چار چاند لگ جائیں گے۔

نظم

ابن مریم کی وجاہت دیکھئے
اور بزرگی ان کی عزت دیکھئے

جن کی نسبت ہے یہ ارشادِ رسولؐ
میری امت پر کرینگے وہ نزول

اول و آخر وہ امّت کے ہوئے
یہ بزرگی اُن کی ہے یہ مرتبے

ابلیس کا ایک بڑا پھندا

ایک روز ابلیس لعین بیت المقدس کے قریب عقبۂ عقیق کے

راستے میں حضرت علیہ السلام کے سامنے آیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کی روح اور اسکی کنیز کا فرزند ہوں۔ جن کے جواب میں شیطان لعین کہتا ہے کہ نہیں نہیں بلکہ تم زمین کے خدا ہو کیونکہ تم مُردوں کو جِلاتے ہو بیماروں کو تندرست کرتے ہو کوڑھیوں کو ٹھیک کرتے ہو جنمی اندھوں کو آنکھیں دیتے ہو۔ جناب مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم اور اس کی مشیئت سے ہوتا ہے میں نہیں کرتا ہوں بلکہ وہی سب کچھ کرتا ہے۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۖ یعنے، سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے (پ النساء ۱۱ ع آیت ۲)

نیز یہ تمام کام اُسی کو سزاوار ہیں جس نے مجھے اور تجھے اور سارے جہان کو پیدا کیا ہے نیز اے لعین! مجھ میں یہ وصف ہرگز نہیں ہے بلکہ میں یہ کام اُسی کے حکم سے کرتا ہوں، بیماروں کو اسی کے حکم سے شفا ہوتی ہے الحمد للہ اگر چاہے تو مجھے بیمار ڈال دے پھر اسے منظور نہ ہو تو میں اپنے آپ کو بھی شفا نہیں دے سکتا

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ (پ ۱۹ الشعراء ۵ ع آیت ۱۲) یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھکو شفا دیتا ہے۔

جب یہ داؤ ابلیس لعین کا جناب مسیح علیہ السلام پر نہ چلا اور آپ نے اسے کرا جواب دیا تو پھر دوسرا پھندا ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے مسیح علیہ السلام! آپ میرے ساتھ چلیں کہ میں اپنی ذرّیات کو آپ کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دوں۔ جب وہ سب کے سب آپ کو سجدہ کریں گے تو خواہی نخواہی تمام اولادِ آدمؑ آپ کو سجدہ کرنے لگی گی اور آپ زمین پر پورے پورے خدا بن جائیں گے۔

جس کے جواب میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اللہ کی وحدانیت اور اپنی عبدیت کا نعرہ اس زور سے مارا کہ شیطان کی چولیں ہل گئیں اور پھر حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔ یحییٰ؛

پاکی بیان کرتا ہوں اللہ کی اور تعریف کرتا ہوں میں اس کی اتنی کہ جتنی اس کی مخلوق کی گنتی ہے اور اس کی مرضی ہے اور جتنا اسکے عرش معلی کا وزن ہے اور جتنی اس کے کلمات کی گنتی ہے۔

بس آپ کا یہ تسبیح کرنا تھا کہ اسی وقت آسمان سے جبریل اور میکائیل اور اسرافیل نازل ہوئے اور آتے ہی حضرت میکائیل نے

ابلیس پر ایک پھونک ماری جس سے وہ دلدلوں میں جا گرا۔ اور جب اس نے وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک پر کے اشارے سے اسی کیچڑ میں اُسے دھنسا دیا جو سات روز کے بعد اُس دلدل سے بمشکل نکلا اور پھر تا عمر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرف اس لعین نے رُخ نہیں کیا اور ہمیشہ اُن کے نام سے ڈرتا رہا۔

آج وہ لوگ جو اپنے آپ کو سجدہ کراتے ہیں یا اپنے پاؤں چھواتے ہیں اور سجدہ کرنے والوں اور پاؤں چومنے والوں کو منع نہیں کرتے وہ غور کریں کہ وہ کس کی مرضی کا کام کرتے ہیں۔ ابلیس لعین کی یا مولائے کریم کی؟

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝

(پ ۲۴ حٰم السجدہ ۵ ع آیۃ ۵)

یعنی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ لوگو! اگر اللہ کا بندہ بننا چاہتے ہو تو بس ایک اللہ ہی کو سجدہ کرنا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے

نظم

آج سجدے سے جو خوش ہوتے ہیں لوگ　　　دیکھنا کل عاقبت میں اُن کا سوگ

عاقبت کیسی یہیں ملجائے گا	سجدہ کرو انکے کا بس انکو مزا
ہم کو بس مولا سے ڈرنا چاہیے	سجدہ غیروں کو نہ کرنا چاہیے

آتش دوزخ ہے بس اس کے لئے
جس نے غیروں کو یہاں سجدے کئے

مسیح کے دشمنوں کا مشورہ

جب حضرت عیسٰی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے پیغامات ہر چہار دانگ عالم میں پہونچا چکے تو ساتھ ہی ساتھ ابلیس لعین نے بھی آپ کی دشمنی و عداوت کا بیج بو دیا اور قوم یہود کو آپ کے شہید کرنے پر پوری طرح آمادہ کر دیا اور قوم یہود میں سے ایک بادشاہ اس بات پر پوری طرح آمادہ ہو گیا۔ کہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ضرور شہید کر کے رہوں گا جس کو شیطان لعین نے اس ظالمانہ ارادے پر بالکل پختہ کر دیا۔

نیز اس بادشاہ کے دیگر مظالم اور جور و ستم کی بھی حد نہ تھی جو وہ خلق اللہ پر رات دن توڑتا تھا چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جب اس ظالم کے جور و ستم معلوم کئے تو آپ نے اس کو اللہ کا

پیغام پہونچایا اور بیت المقدس میں تشریف فرما ہو کر پھر ایک مجمع عام میں بیان فرمایا کہ لوگو! تم جانتے ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں جو بنی اسرائیل کے لقب سے پکاری جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خاص طور پر ہفتہ کا روز مبارک مانا جاتا ہے! اور ان کی کتاب آسمانی یعنی توریت میں اسی دن کی تعریف لکھی ہوئی ہے۔ مگر اللہ پاک نے مجھے انجیل عطا فرمائی ہے۔ اور توریت کو اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے لہٰذا اب تم انجیل پر ایمان لاؤ اور اس کے تمام احکامات پر کاربند ہو۔ یہ انجیل اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور اس میں یہ بھی مرقوم ہے کہ اے مسیح! ہم نے تم کو اور تمہاری قوم کو عبادت کے لئے اتوار کا دن مرحمت فرمایا ہے۔ لہٰذا تم بجائے ہفتہ کے اتوار کو عبادت کیا کرو۔

اللہ اللہ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ کلام سن کر اکثر بنی اسرائیل غیظ و غضب میں بھر گئے اور کہا کہ آج تک جو پیغمبر بنی اسرائیل پر مبعوث ہوا کسی نے بھی موسیٰ علیہ السلام کی شریعت اور ان کی کتاب توریت کو منسوخ نہیں کیا، یہ ایسا نبی بنکر آیا ہے کہ اس نے ہمارے پرانے مذہب پر خاک ڈالنی چاہی ہے۔ لہٰذا

ہم اس کو ہلاک کریں گے اور اسے ضرور قتل کریں گے۔ اس مجمع عام میں وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پکا ایمان لا چکے تھے انھوں نے جواب دیا کہ اے منکرو! دیکھو! اس زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے اور اب اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صاحب شریعت کیا ہے ان پر توریت نازل ہوئی تھی اور ان پر انجیل نازل ہوئی ہے لہٰذا ان کی اطاعت کرو! کہ ان کی اطاعت میں خدا کی اطاعت ہے۔ . . . . . .

. . . . اور دیکھو ان کی توہین نہ کرو اور ان کے قتل کے ارادے سے باز آؤ! اور دیکھو حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے شہید کرنے پر کیسی کیسی آسمانی بلائیں تم پر نازل ہوئیں۔ اب اگر مسیح علیہ السلام معصوم کو تم نے شہید کیا تو قضاء و قدر کی طرف سے تم یقیناً ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ لہٰذا ایسا نہ کرو اس ارادے سے باز آجاؤ! مگر جتنا ان مومنین صادقین نے یہود دیوں کو سمجھایا اتنے ہی وہ اس ناپاک ارادے میں مضبوط ہو گئے پھر جب وہاں یہ منصوبے پختہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے نام یہ حکم نازل فرمایا۔

یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ

كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے عیسیٰ! دنیا میں تمہارے رہنے کی مدت پوری کرکے میں تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اور اے عیسیٰ منکروں کے ناپاک حملوں سے تم کو پاک صاف کرنے والا ہوں اور اے عیسیٰ جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے ان کو قیامت تک منکروں یعنی یہودیوں پر غالب رکھوں گا۔

چنانچہ نصاریٰ ہمیشہ یہودیوں پر غالب رہے ہیں اور ہمیشہ ان پر غالب رہیں گے

نظم

دشمنوں کے مشورے گر ہیں وہاں ... ہے تسلی خداوندی یہاں

وال اذیت کے لئے تیار ہیں ... یاں حفاظت کیلئے تیار ہیں

ظالموں کے مشورے وال ظلم کے

اور یہاں دیدار جلا کے ہوئے

حضرت مسیح کی وصیت

جب یہ آیت مقدسہ آپ پر نازل ہوئی تو اپنے تابعداروں

کو آپ نے یہ خبر سنائی اور فرمایا کہ لوگو! اب تم سے میری مفارقت ہونے والی ہے آہ یہ سن کر تمام جان نثاروں نے زار و قطار رونا شروع کیا جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگ غم نہ کرو! اور اس آیت مقدس کی طرف غور کرو جو مجھ کو تمام منکرو اور ظالموں سے محفوظ رکھنے کی خوشخبری دے رہی ہے رَافِعُكَ اِلَیَّ اور خدا تعالیٰ کی حضوری میں مجھے بلند و بالا کرنے کی بشارت سنا رہی ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو منکروں اور ظالموں کے ظلم سے تم مجھکو نہ بچا سکو گے اس وقت آپ کے سامنے بہت سے جان نثار موجود تھے جن میں بارہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

(۱) یحییٰ (۲) شمعون (۳) توما (۴) یوحنا (۵) متی (۶) پطرس (۷) تخس (۸) یعقوب (۹) اندراس (۱۰) فلیس (۱۱) یعفرس (۱۲) مرقس۔ یہ بارہ حواری آپ کے وہ منتخب ہیں جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جانشین اور قائم مقام مانا گیا ہے جن میں حضرت مسیحؑ نے خاص طور پر یحییٰ اور شمعون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو! اللہ کے دین کو مضبوط پکڑو اور دین الٰہی کی طرف لوگوں کو بلاؤ! اللہ تمہارا مددگار ہوگا اور تمہارا کوئی بال

دیکھا ہو گا سمجھتا ہو گا۔ پھر بعض آپ کے حواریوں نے دریافت کیا کہ اے مسیح علیہ السلام! یہ فرمائیے کہ آپ کے بعد ہماری نسلوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغمبر آئے گا یا نہیں؟ جس کے جواب میں حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا: پ ۲۸ الصف ع ۱ آیۃ ۶

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

یعنی لوگو! میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں کہ میرے بعد ایک پیغمبر آئیں گے جن کا نام احمد ہو گا اور وہ سب سے میری قوم اور وہ پیغمبر سب سے اور فضیلت میں سب پیغمبروں سے فوقیت والے ہوں گے پھر پوچھا گیا۔ وہ پیغمبر کہاں مبعوث ہوں گے؟ آپ نے فرمایا۔ وہ پیغمبر آخر الزماں ارض تہامہ یعنی مکہ میں مبعوث ہوں گے۔ پھر دریافت فرمایا گیا کہ اے مسیح علیہ السلام اُن نبی آخر الزماں کو ہم یا ہماری نسلیں کیسے پہچانیں گی کہ کس قبیلے میں تلاش کریں؟ فرمایا وہ قریش میں ہوں گے وہ نبی پیدا ہوں گے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی آخر الزماں کی اور بہت سی فضیلتیں بیان کیں جن میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اے میرے جان نثار دوستو! وہ نبی آخر الزماں اتنی بڑی فضیلت والے ہوں گے کہ ان کی امت کے عالم جو ان کے کلمۃ اللہ کریں گے اور اللہ کی توحید سکھائیں گے وہ ان وقتوں کے

انبیاء کا سا مرتبہ رکھتے ہوں گے۔ بس اے لوگو! میں وصیت کرتا ہوں اور تم بھی اپنی اولاد کو نسلاً بعد نسلاً وصیت کرتے رہنا کہ جب وہ پیغمبر آخر الزماں مبعوث ہوں تو میرا سلام اُن کو پہونچا دیں پھر حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت شمعونؑ کو اپنا خلیفہ بنایا جن کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سب کو وصیت کی۔ چنانچہ سب نے منظور کیا اور پھر حضرت شمعون کے ہاتھ پہ آپ کے سامنے سب نے بیعت کی۔

نظم

الغرض ہونے لگا آشوب سماں	جیسے کوئی چھوڑتا ہے یہ جہاں
اسمیں موئی ہوں کہ عیسیٰ کوئی ہو	سب ہیں جانے کیلئے اے دوستو
رو رہے ہیں سارے حواری اے فنا	فرقتِ عیسیٰ میں ہے آہ و بکا
کہتے ہیں یا رو آہ مولا کیا کریں	کس طرح عیسیٰ کو اپنے روک لیں
منہ کو آتا ہے کلیجہ آہ آہ	فرقتِ معصوم کرتی ہے تباہ
آ گئی اتنے میں فوجِ اشقیا	اور مسیح پاک کو بس لے لیا

بندہ اک جھرسے میں اللہ کو جب کیا
آسمانوں پر ہوئی آہ و بکا

صلیب کی تیاری

۱ وہ بادشاہ جو یہودیوں کا آخری بادشاہ تھا جس کے انتہائی مظالم نے حضرت مسیح علیہ السلام جیسے معصوم پیغمبر کو دار پر لٹکانے کی تدبیر سوچی۔ پس جیسا اُس نے انتہائی مظالم کئے ویسا ہی مولائے رب العزت کی طرف سے یہودیوں کے بادشاہ ہونے کی بھی انتہا ہو گئی۔

چنانچہ تمام کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس کے بعد قیامت تک یہودیوں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا دیکھو! مولائے کریم ارشاد فرماتا ہے:۔ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ (پ البقرہ ۷ع آیۃ ۲)

یعنی:۔ ارشاد مولا ہوا کہ ہم نے ان پر ذلت اور محتاجی کی مار ڈالی اور وہ خدا کے غضب میں آ گئے اور اس لئے غضب میں آئے کہ وہ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے تھے اور بے خطا معصوم پیغمبروں کو شہید کرتے تھے چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ان ہی کے ظلم

سے شہید ہوئے۔

غرض کہ بادشاہ اور اس کے ظالم نمک خوار یہ تدبیر کر چکے ہیں کہ رات بھر ابن مریم کو ایک تنگ و تاریک حجرے میں بند رکھیں اور مسیح کو دار پر لٹکا دیں۔ غرضکہ ایک تاریک مکان میں آپکو بند کیا اور آپ کی نگرانی کے لئے یہودا نامی ایک فوجی افسر کو اندرون مکان داخل کیا کہ مبادا رات کو موقع پا کر ابن مریم کہیں نکل نہ جائیں۔ مزید براں اُس مکان زندان کے چاروں طرف فوج کا سنگین پہرہ استادہ کیا کہ رات بھر سخت نگرانی اور پوری حفاظت رکھیں۔ جب پچھلی رات آئی تو عین وقت پر اللہ تعالیٰ کی امداد آ موجود ہوئی اور وہ یہ کہ آسمانوں سے ملائکہ پیارے مسیح علیہ السلام کو لینے کے لئے آ گئے۔

نظم

لے گئے زندہ سلامت آپ کو	وہ ملائک باکرامت آپ کو
علٰعلٰ تھا آسمانوں بھی وہاں	یہ کہ آئے ہیں مسیح وہ جہاں
یہ زمیں تیاریاں تھیں دار کی	آسماں پہ عید تو ہو چکی تھی
دار پہ کس کر چڑھا دینگے شقی	بر فلک پہونچی سواری آپ کی
آ گئی شاید کہ یہودا کی اجل	مخبری کی تھی اسی نے بے دغل

القصہ جماعت اشقیا میں جب صبح نمودار ہوئی تو جلادوں کی ایک جماعت مکان زندان پر پہونچی اور وہ بادشاہ ظالم اپنی دانست میں مسیح علیہ السلام کو شہید کرکے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لیے آموجود ہوا ادھر ہزارہا لوگ پیارے مسیح علیہ السلام کی صلیب کا تماشہ دیکھنے کے لئے رات ہی سے جمع تھے علی الصباح جلادوں کو حکم ملا کہ زندان میں داخل ہوجاؤ! اور ابن مریم کو زنجیروں میں جکڑبند کرکے باہر لاؤ اور صلیب پر لٹکا دو! اور اس کام میں جلدی کرو! کہیں وہ اپنے جادو سے ہمیں کوئی اور کرشمہ نہ دکھائے یعنی کہیں غائب نہ ہوجائے۔ جلاد یہ حکم پاتے ہی اندرون زندان پہنچے جہاں باوجود سوراخ نکل آنے کے اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی اندھیرا مسلط کردیا تھا۔ جلاد چاروں طرف دیکھتے اور ٹٹولتے ہیں مگر سوائے یوداپاسبان کے اور کوئی دوسرا نہیں ملتا جس کو جلادوں نے زنجیروں میں جکڑ لیا وہ غل مچاتا ہے کہ میں مسیح نہیں ہوں بلکہ میں یوداپاسبان ہوں مگر اس کی ایک نہیں سنی جاتی۔ جلادوں کا جواب ملتا ہے تو یہ ملتا ہے کہ اگر تو یوداپاسبان ہے تو یہ بتا کہ مسیح کہاں ہے آخر وہ اس چیختے چلاتے یودا کو پابہ زنجیر کرکے باہر لاتے جس کی چیخ دپکار سنے

زمین و آسمان اٹھالیا۔ بادشاہ کہتا ہے کہ اگر تو یہودا ہے تو بتا کہ مسیح
کہاں ہیں جس کے جواب میں وہ کہتا ہے کہ پچھلی رات کچھ نورانی صورتیں
اندرونِ زنداں مجھے نظر آئیں اور مسیح علیہ السلام کو ایک نورانی
تخت پر بٹھا کر آسمان پر لے گئیں۔ یہ سن کر بادشاہ ہنسا اور ہنس کر
کہنے لگا کہ اپنی جان بچانے کا خاصہ مکر گانٹھا ہے کہ میں یہودا ہوں اور
مسیح آسمان پر گئے ہیں۔ بادشاہ کو یقین نہیں آتا اور آتا بھی ہے
تو ہزارہا مخلوق کے سامنے خجالت کے ڈر سے یہی کہتا ہے کہ نہیں
نہیں تم ابنِ مریم ہو۔ میں تمہیں ضرور صلیب پر لٹکاؤں گا۔ چنانچہ
یہودا کو صلیب پر لٹکانے کا حکم دیا اور چیختے چلاتے یہودا کو صلیب پر
لٹکا کر اُس کا کام تمام کر دیا گیا۔

مگر شبہ ان کو ضرور باقی رہا کہ یہ مسیح ہیں تو یہودا کیا ہوا اور اگر
یہ یہودا ہے تو مسیح علیہ السلام کہاں گئے جسے اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم
میں یوں نقل فرماتا ہے:۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا
قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (پ النساء ع ۲۲ آیۃ ۵)

یہودیوں نے کہا کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو جو اللہ کے
رسول ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اب ہم نے انہیں شہید کر دیا ہے

اور واقعہ یہ ہے کہ نہ تو انھوں نے مسیح علیہ السلام کو شہید کیا نہ صلیب پر لٹکایا بلکہ انھیں تو شبہ رہا کہ ہم مسیح علیہ السلام کو صلیب پہ کھینچ رہے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ

یعنی جو لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام سولی دیے گئے تو اس بارے میں وہ لوگ ناحق شک وشبہ میں پڑے ہیں اور اٹکل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں کہ انھوں نے مسیح علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ حالانکہ انھوں نے مسیح علیہ السلام کو ہرگز شہید نہیں کیا۔ بلکہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پہ اٹھالیا۔

نظم

پڑ گئے شک میں یہودی تا ابد
اور رہی خلجان کی باقی نہ حد

یہ ہی کہتے رہ گئے وہ اشقیا
تھے یہ عیسیٰ تو وہ لوہا کیا ہوا؟

اور یہ لوہا تھا تو عیسیٰ کیا ہوئے
تا قیامت اب یہ شک ہی میں رہے

ہو گئے اوپر سے ذلت کے شکار
اور ذلت ہو گئی ان پر سوار

دشمن پیغمبراں کیسے ہوئے
کیسے اپنی بادشاہت سے گئے

انبیاء سے بیر کی سزا یہ ملی
بادشاہت تا قیامت چھن گئی

نظم

اے خدا اے دو جہاں کے بادشاہ — عقل سے بالا ہے تیرا عز و جاہ
کس قدر عالی تری سرکار ہے — دو جہاں کیا ہیں ترا دربار ہے

ہو نہیں سکتی تری حمد و ثنا
فی الحقیقت ایک ہے تو اے خدا

دنیا کی ایک سوئی

حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے اور بموجب حکم آلہٰی چوتھے آسمان پر آپ کو ٹھہرایا گیا جہاں سے ملائکہ آپ کی زیارت کے لئے مثل پروانوں کے آپ پر گرے اور مسیح علیہ السلام معصوم کی زیارت سے بے حد مسرور ہوئے اس وقت آپ کرتہ ایک کمبل کا پہنے ہوئے تھے جس میں ٹاٹ کے بہت سے پیوند لگے ہوئے تھے۔ جن کو فرشتوں نے بغور دیکھا اور

خدائے ملائک العلام کی حضوری میں عرض کیا کہ الہ العالمین! کیا
اس معصوم نبی کے لئے دنیا کے حصوں میں سے اتنا بھی حصہ نہ تھا
کہ یہ معصوم نبیؑ ایک ثابت کرتہ تو پہن لیتا؟ اس پر حضور رب العزت
کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ! میں اپنے پیاروں کو
دنیائے جیفہ اور دنیائے فانی کی کوئی چیز دینا پسند نہیں کرتا
ہوں بلکہ ان کو اپنے یہاں بلا کر دولت لازوال دیدیا کرتا ہوں۔
اچھا اے ملائکہ! تم میرے بیٹے مسیح کے کرتے کی تلاشی لو!
ملائکہ نے جب حضرت مسیح علیہ السلام کے کرتے کی تلاشی لی تو
اس میں ٹاٹ کے ایک پیوند کے اندر سے ایک سوئی برآمد
ہوئی۔ دریافت ہوا کہ اے ملائکہ! کیا ملا اور کیا برآمد ہوا؟
فرشتوں نے کہا کہ خداوندا! پیارے مسیح علیہ السلام کے کرتے
میں سے ایک سوئی برآمد ہوئی ہے۔ اس پر ارشاد
خداوندی ہوا کہ دنیا اور دنیا کی ایک ایک شے مجھے اتنی ناپسند
ہے کہ مسیحؑ سوئی اپنے پاس رکھنے اور سوئی پر بھروسہ کرنے
کے سبب سے ہی چوتھے آسمان پر رہ گیا۔ آج اگر ان کے پاس
سوئی نہ نکلتی تو مجھے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی اور مجھے اپنی
بلندی شان کی مسیح کو عرش کے قریب جگہ دیتا۔

نظم

آہ! دنیا کس قدر رائج ہوئی
جو بہت سی کچھ نہ تھی، تھی اک سوئی

وہ بھی پیوندوں کی خاطر پاس تھی
آہ مولا کو لگی وہ بھی بری

کیوں سوئی کو پاس کھا لے تھا
اور بھروسہ اس سوئی پر کیوں کیا

کیا نہیں کرتے کوئی دنیا تیرے
اے مسیح نیک خو بندے مرے

اے مسلماں! اے پیارے ہوشمند
دیکھ دنیا اسکو ہے بس ناپسند

کچھ نہ تھا دنیا کا وہ مال و منال
ایک سوئی تھی جس پہ ہے یہ قیل و قال

اے وہ بندے جو گھرا ہے اسمیں تو
سُن فرشتوں اور خدا کی گفتگو

اے مسلماں اے فدائے مال و زر
اے عقیل والے فدائے کرو فر

یہ سماں بھی یاد رکھ اے ہوشیار
ہوگی اک دن پیشی پروردگار

جبکہ تو اپنا رلیے کر جائے گا
مرتبہ کیونکر وہاں تو پائے گا

آہ تیرا کروفر اے ہوشمند
پڑ گئی تیرے گلے میں کمند

الغرض حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان میں تشریف لے گئے اور باختلاف روایت بعضے لکھتے ہیں کہ چوتھے آسمان پر آپ مقیم ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ ساتویں آسمان پر جہاں فرشتوں کا کعبہ ہے جس کا نام بیت المعمور ہے وہاں آپ کو ٹھہرایا گیا اور آپ

کے تمام صفاتِ ملائکہ جیسے کر دیئے گئے یعنی کھانا پینا اور حاجت بشری وغیرہ وغیرہ سب سے آپ پاک صاف ہو گئے اور آپ بعد ایک مدّت موعودہ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں پھر نزول فرمائیں گے وہ زمانہ حضرت امام مہدی کا زمانہ ہوگا۔ چنانچہ یہ دلچسپ قصہ آپ کچھ آگے چل کر اسی کتاب میں دیکھیں گے مگر قبل اس کے مسیح علیہ السلام کے شاگردوں اور قائم مقاموں کے دلکش حالات پڑھ لیں کہ انھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے بعد دنیا میں کیسے کیسے اولوالعزم کارنامے ظاہر کیے اور رہبا سے مسیح علیہ السلام کی سچی نیابت کس کس خوبصورتی کے ساتھ ادا کی۔

نظم

دیکھو آپ عیسیٰؑ کے شاگردوں کو تم — عقل جنکے حال سے ہوتی ہے گم
واہ شاگردانِ عیسیٰؑ! آفریں — ہو گئے محبوبِ ربُّ العالمیں
کس قدر تبلیغ کی توحید کی — کس قدر حاصل کی مولا کی خوشی

کیسی کیسی حکمتوں سے عقل سے
کار ہائے مرضیِ مولا کئے

شاگردانِ مسیحؑ

کتب تفاسیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر تشریف لے گئے تو یہودیوں نے آپ کے شاگردوں اور آپ کے حواریوں پر ظلم و زیادتی شروع کی اور وہ بادشاہ جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکانے کی انتہائی کوشش کی تھی اب وہ شاگردانِ مسیح علیہ السلام پر بھی جور و جفا کے پہاڑ توڑنے لگا کہ اتنے میں بادشاہ روم کو خبر پہونچی ہے کہ جو دین عیسوی رکھتا تھا اس نے ایک لشکرِ جرار بیت المقدس کو روانہ کیا جس نے آکر اس ظالم بادشاہ اور ہزاروں یہودیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ اور مسیح علیہ السلام و شاگردانِ مسیحؑ کا کافی بدلہ لے لیا پھر جب مسیح علیہ السلام کے شاگردوں کو تبلیغ و توحید کے لئے پوری آزادی مل گئی تو انھوں نے بموجب وصیت حضرت مسیح علیہ السلام توحید کے پھیلانے کی تدابیر اختیار کیں۔ ایک کو ارض روم روانہ کیا۔ دوسرے کو بلاد مغرب بھیجا تیسرے کو زمین حجاز کی طرف روانہ کیا۔ چوتھے کو ارض تبریز بھیجا۔ الغرض بارہ کے

بارہ حواری توحید الٰہی کے لئے اطراف عالم میں پھیل گئے جن میں حضرت صادقؑ اور حضرت صدوقؑ یا دوسری روایت کے مطابق یحییٰؑ اور یونسؑ دو حواری بموجب ارشادِ حضرت شمعونؑ انطاکیہ روانہ ہوئے جہاں کا حاکم انطیخس بڑا ظالم اور سخت دشمنِ توحید تھا چلتے ہوئے ان سے حضرت شمعونؑ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اے صادقؑ و صدوقؑ! جب تم وہاں پہونچکر توحید الٰہی لوگوں کو پہونچاؤ اور لوگ تمہاری نہ مانیں اور تمہیں تکلیف میں مبتلا کریں تو تم گھبرانا نہیں۔ تمہاری تائید کے لئے میں وہیں پہونچوں گا یہ حضرت شمعونؑ کون ہیں؟ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانشین اور آپ کے خلیفہ ہیں اور انہیں کے حکم سے تمام شاگردانِ مسیح علیہ السلام اطراف عالم میں روانہ ہوئے ہیں اور یہی ذات حمیدہ صفات جناب مسیح علیہ السلام کی خلافت کا حق کما حقہٗ ادا کر رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت صادقؑ اور حضرت صدوقؑ یا دوسری روایت کے مطابق حضرت یحییٰ اور حضرت یونسؑ شہر انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے جب شہر کی چہار دیواری کے قریب پہنچے تو وہاں انہیں ایک بوڑھا ملا جو آنکھوں سے اندھا تھا ان دونوں نبیوں نے اسکو سلام اور اس سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں

رہنے والا ہوں میرا نام حبیب ہے اور قوم نجار سے ہوں، اور چالیس برس سے نابینا ہوں اور شہر کے باہر ہی رہتا ہوں اس بوڑھے نے پھر ان دونوں سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں؟ اس پر حضرت صادقؑ اور صدوقؑ نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسول اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد ہیں، بوڑھے نابینا حبیب نے کہا کہ اچھا تو تمہارے پاس سچے نبی ہونے کی کوئی دلیل بھی ہے؟ دونوں نبیوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کے حکم سے اندھوں کو آنکھ والا بناتے ہیں اور بیماروں کو تندرست کرتے ہیں اور حکم خدا سے ہم اس سے بھی زیادہ کرتے ہیں یعنی مردوں کو زندہ بھی کر لیتے ہیں حبیب نجار نے کہا کہ کیا یہ قدرت تمہارے اندر ہے؟ فرمایا نہیں ہم کسی قابل نہیں ہیں بلکہ جس خدائے بے نیاز نے ہم کو اس شہر کی طرف ہدایت پہونچانے کے لئے بھیجا ہے وہی ہم کو یہ سب کچھ کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

حبیب نجار نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو پھر میں چالیس برس سے اندھا ہوں مجھے آنکھیں عطا کریں تاکہ پھر میں آپ کی شکلیں بھی دیکھ سکوں اور آپ کی صداقت بھی مان لوں۔ چنانچہ صادق اور صدوقؑ نے فرمایا کہ اچھا آپ تو اللہ کے حکم سے آنکھوں والا ہے اپنی آنکھیں

کھول اور اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ کا تماشہ دیکھ۔ یہ فرمانا تھا کہ اس بوڑھے کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور وہ چونک پڑا اور حیران رہ گیا۔ اُس نے ان دونوں نبیوں کو غور سے دیکھنا شروع کیا اور کہا کہ بے شک تم دونوں اللہ کے سچے نبی ہو اور اسی وقت کلمۂ توحید پڑھ کر مشرف باسلام ہو گیا۔ اس کے بعد اس بوڑھے حبیب نجار نے عرض کیا کہ خدا کے فضل سے میری آنکھیں بھی روشن ہو گئیں اور میں مسلمان بھی ہو گیا۔ اب آپ سے میری ایک درخواست ہے اور وہ یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا ہے اور وہ عرصے بیمار رہتا ہے اور کوڑھ اور جذام میں مبتلا ہے ہر چند علاج کرتا ہوں مگر وہ تندرست نہیں ہوتا ہے۔ آپ فضل خدا سے مردوں کو بھی زندہ کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں تو کیا آپ میرے بیمار کوڑھی اور جذامی لڑکے کو تندرست نہیں کر سکتے؟ اگر آپ میرے گھر چلیں اور اس کو بحکم خدا تندرست کر دیں تو پھر میں دعوت اسلام اور کلمۂ توحید کی اشاعت میں آپ کا شریک کار ہو جاؤں گا۔

حضرت صادقؑ اور صدوقؑ نے فرمایا کہ اچھا چلو ہمیں اپنے مکان پر لے چلو اور اس مریض لڑکے کو ہمیں دکھاؤ۔ چنانچہ حبیب

نجار ان دونوں نبیوں کو اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گیا۔ ایک نبی نے بسم اللہ کہہ کر اس مریض لڑکے پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ وہ اسی وقت تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔

اس واقعہ کے ہوتے ہی تمام گلی کوچوں اور بازاروں میں ایک ہجوم مچ گئی اور صدہا مریض ٹوٹ پڑے۔ کوئی اندھا کوئی جذامی۔ کوئی اپاہج۔ غرض ہر ہر مرض کے مریض ان دونوں نبیوں کے پاس آتے تھے اور تندرست ہو کر چلے جاتے تھے۔

اس سے قبل ان دونوں نبیوں نے انطاکیہ کے بادشاہ انطیخس کے دربار میں پہونچکر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پیغام پہونچانے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر انہیں دربار میں باریابی نہ ہو سکی تھی چنانچہ یہ دونوں رسول موقع کے منتظر تھے آخر ایک روز شکارگاہ میں بادشاہ کو جا پکڑا اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عیسیٰ روحُ اللہ کا کلمۂ توحید اس کے سامنے پیش کیا۔ یہ کلمہ سنکر بادشاہ آگ بگولہ ہو گیا اور حکم دیا کہ ان کو سو سو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ کوڑے لگا کر انہیں چھوڑ دیا گیا۔

مگر اب جبکہ بازار بازار اور گلی گلی اس بات کی شہرت ہوئی کہ ہر قسم کا بیمار صحتیاب ہو رہا ہے اور سینکڑوں کی تعداد میں مایوس

المطلع مریض تندرست ہو جاتے ہیں انسان کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں اور داخل اسلام ہو جاتے ہیں تو بادشاہ انطاکیس کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ ان دونوں اشخاص کو ہمارے دربار میں پیش کیا جائے چنانچہ دونوں ہی حضرت صادقؑ اور حضرت صدوقؑ دربار شاہی میں پہنچے۔ بادشاہ نے ان سے دریافت کیا کہ مسافرو! تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم وحدہٗ لا شریک خالق و رب السمٰوات والارض کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ بادشاہ نے پھر دریافت کیا کہ یہاں کیوں اور کس غرض سے آئے ہو؟ فرمایا کہ ہم تجھ کو اور تیری رعایا کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانے اور بتوں کی پوجا سے منع کرنے آئے ہیں۔ اے بادشاہ! اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ بغیر لا الٰہ الا اللہ کہے نجات ناممکن ہے اگر تو دونوں جہاں کی سلطنت چاہتا ہے تو خدائے واحد کی عبادت کر اور بتوں کی پوجا سے باز آجا۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی ادنیٰ اور بے جان مخلوق ہے۔

بادشاہ نے جب یہ سنا تو تعجب سے کہا کہ کیا ہمارے خداؤں کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے؟ فرمایا کہ ہاں! وہ معبود وہ ہے جو تیرا اور ہمارا ہی نہیں بلکہ ان بتوں کا بھی خالق و مالک ہے [illegible]

وہی ایک عبادت کے قابل ہے یہ سُن کر بادشاہ برہم ہو گیا اور کہا کہ تم (نعوذ باللہ) جھوٹے ہو تمہیں تمہارے جھوٹ کی سزا دیجائیگی یہ کہہ کر اُس نے حکم دیا کہ اِن دونوں کو ہمیشہ کے لئے قیدخانہ میں ڈال دو۔

چنانچہ دونوں نبی اللہ کی توحید سُنانے کے جُرم میں قیدخانہ میں داخل کر دیئے گئے۔ جب یہ خبر حضرت شمعونؑ کو پہونچی تو انھوں نے حضرت سلومؑ کو ان دونوں نبیوں کی امداد کے لئے روانہ کیا بعض کہتے ہیں کہ حضرت شمعونؑ خود روانہ ہوئے۔ بعض دیگر راویوں کا خیال ہے کہ یہ سارا واقعہ اسی زمانے کا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ اِسی دنیا میں تھے اور اسی لئے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے حضرت شمعونؑ کو ان دونوں نبیوں کی امداد کے لئے روانہ کیا اور کہا۔

نظم

جاؤ الطاکیہ اے شمعونؑ تم
اور پھیر آؤ جا کے دو محزون تم

صادقؑ و صدوقؑ ہیں اس گھر گئے
منکروں کی قید میں وہ جا پھنسے

زود تر پہونچو مدد انکی کرو
ظلم ان دونوں پہ بس ہونے نہ دو

کام لو دانائی اور حکمت کے ساتھ
اور کرو انکو رہا عزت کے ساتھ

اس واقعہ کو اللہ رب العزت قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے کہ:-

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا - (پ۲۲ یٰسین ع۲ آیۃ ۱-۲)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اور اے نبی کی امت! ہم تم کو شہر (انطاکیہ) والوں کا حال سناتے ہیں جن کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے دو پیغمبر آئے اور انطاکیہ والوں نے ان کی نافرمانی کی اور ان کو جھٹلایا۔

فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُوْنَ ۝ (آیۃ ۲)

پھر تیسرے پیغمبر یعنی شمعون سے ہم نے ان کو امداد پہنچائی چنانچہ صادقؑ و صدوقؑ جب قید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی امداد کے لئے حضرت شمعون کو وہاں بھیجا اور کہا انھوں نے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

نظم

حضرت شمعون پہونچے جب وہاں	تاکہ دیں امداد انکو بے گماں
آکے دیکھا اور سنا یہ غمبر حال	ظالموں نے ظلم توڑا ہے کمال
ایلچی اللہ کے کوڑے گئے	اور کوڑے اُنکے جسموں پر لگے

اور یہ حضرت توحید ہی کیلئے	کوڑے کھائے اور زنداں میں گئے
اپنا کچھ مطلب نہ تھا انکا ذرا	تھا تو بس اللہ کا اک کام تھا
کام ہے دنیا میں جو بس ایک ہی	یہ کہ بس تبلیغ ہو توحید کی

انبیاء و مرسلین کا ہے یہ کام
اس سے خوش ہوتا ہے وہ رب السلام

حضرت شمعون کی کارگذاری

حضرت شمعون جب انطاکیہ پہونچے تو پہلے آپ نے بادشاہ کے مصاحبوں اور وہاں کے خاص خاص لوگوں سے ملاقات کی اور تعلقات قائم کئے اور ان سب سے مل جل کر وہاں کے حالات معلوم کئے نیز یہ بھی معلوم کیا کہ اللہ کی توحید کا پیغام پہونچانے والے ان دونوں مسافروں کے ساتھ انطاکیہ میں کیا کیا پیش آیا اور بادشاہ نے ان کو کیونکر قید میں ڈلوایا جب آپ بادشاہ کے دربار میں پہونچے۔ جب تک دربار ہوتا رہا آپ ایک جگہ کھڑے ہوئے بادشاہ کو برابر دیکھتے رہے جب دربار برخاست ہونے لگا تو بادشاہ آپ کو اپنے قریب بلا لیا اور دریافت کیا

کہ اے شخص تو کون ہے کہ دن بھر بڑے غور سے دیکھتا رہا ہے۔ اگر تیری کوئی حاجت اور ضرورت ہو تو بیان کر۔ آپ نے فرمایا کہ اے بادشاہ! میری ضرورت اور حاجت کچھ نہیں ہے میں تو صرف بادشاہ کی صورت کا عاشق ہوں۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو ہم تم کو اپنا مصاحب بنا لیتے ہیں۔ تم ہر وقت ہماری صورت دیکھا کرو اور اپنا دل خوش کیا کرو۔ حضرت شمعون نے بادشاہ سے جو کچھ بھی کہا وہ بادشاہ کے نفع دارین کے لئے کہا نہ کہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے بہرحال آپ بادشاہ کے مصاحبین میں شامل ہو گئے اور اب ہر وقت کا بیٹھنا اٹھنا ایک ساتھ ہو گیا اور آپ بادشاہ کے صلاح و مشورہ میں شریک رہنے لگے۔

ایک روز بادشاہ انطیخس اپنے بتوں کی پرستش کے لئے اپنے بڑے بت خانہ میں گیا۔ جہاں آپ بھی اس کے ساتھ گئے کیونکہ اب آپ بادشاہ کے مصاحب خاص تھے جب بادشاہ کے ساتھ آپ نے بت خانہ میں قدم رکھا تو سارے بت شمعون پیغمبر کے سامنے سرنگوں ہو گئے یہ عجیب و غریب واقعہ دیکھ بادشاہ حیرت میں رہ گیا اور آپ سے کہا کہ اے میرے مصاحب خاص! آج میں یہ کیا نئی بات دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بت بادشاہ

حقیقی کو سجدہ کرتے ہیں۔ بادشاہ اس فقرے کے اصل معنی نہ سمجھ سکا اور بات رفت گزشت ہو گئی۔

پھر آپ ایک روز موقعہ پاکر قید خانہ کی طرف گئے اور دونوں نبیوں سے ملاقات کی اور سب بات سے آگاہ کیا اور کہا کہ بہت جلد انشاء اللہ آپ دونوں قید خانہ سے باہر آجائیں گے۔ اور انشاء اللہ میرے اور آپ کے یہاں آنے کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ پورا فرمائے گا۔

پھر حضرت شمعونؑ نے اُن سے کہا کہ دیکھو! میرا راز کسی سے ظاہر نہ کرنا کیونکہ میں اپنی حکمت عملی سے بادشاہ کا وزیر ہو گیا ہوں۔ اور انشاء اللہ اب تمہیں رہائی دلاتا ہوں۔ نیز یہ بھی آپ نے ان کو ہدایت کی کہ دیکھو جہاں کہیں میرا تمہارا آمنا سامنا ہو محض اجنبی اور ناواقفیت کے ساتھ مجھ سے کلام کرنا اور کسی کو یہ نہ ثابت ہونے دینا کہ یہ تینوں کسی ایک کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ غرض کہ یہ نصیحتیں کر کے حضرت شمعون در جیل سے واپس آگئے۔

ایک روز حضرت شمعون نے موقع مناسب دیکھ کر شاہ انطاکیہ سے کہا کہ اے بادشاہ میں نے سنا ہے کہ قید خانہ میں دو قیدی بلا قصور اور بلا وجہ قید میں پڑے ہوئے ہیں نیز میں نے

یہ بھی سنا ہے کہ ان دونوں کا دعویٰ تھا کہ ہم اللہ کے قاصد ہیں اور ہم بادشاہ کو توحید کا راستہ بتانے آئے ہیں۔ لہٰذا اب شاہ عالیجاہ سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس خبر کی اصلیت کیا ہے؟

بادشاہ نے کہا کہ اے مدبر شمعون! اے میرے وزیر باتدبیر فی الواقع دو شخص میرے دربار میں آئے اور انھوں نے آکر مجھکو اللہ کی توحید کی طرف بلایا۔ مگر مجھ کو اس وقت ان کے کلام پر کچھ ایسا غصہ آیا کہ میں نے ان کو سو سو کوڑوں کی سزا دی اور قیدخانہ میں ڈلوا دیا اور میں نے ان کا مدعا سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی غصے میں میں نے درحقیقت ایسا کیا ہے اے وزیر باتدبیر! اگر تم کہو تو میں ان کو دربار میں طلب کروں اور تمہارے سامنے ان کا مدعا اور مطلب واضح طور پر معلوم کروں۔

شمعونؑ نے کہا کہ اے بادشاہ! مجھے چنداں انکی باتوں کی ضرورت نہیں لیکن اگر بادشاہ کا حکم یہی صادر ہونے والا ہے کہ بادشاہ انھیں دربار میں طلب فرمائیں تو البتہ میں ان سے مناظرہ کروں گا اور اس سے ان کا سچ یا جھوٹ کہنا دربار میں آشکارا ہو جائے گا کہ وہ دونوں قیدی اللہ کے بھیجے ہوئے سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔

شمعونؑ کا یہ کلام سن کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور شاد شاد ہو گیا۔ اور کہا کہ اے اہلِ دربار! دیکھو! آج تک مجھے ایسا وزیر باتدبیر نہیں ملا تھا جیسا کہ میری اور میرے ملک کی خوش نصیبی سے یہ شمعونؑ ذی فہم وزیر ہاتھ آیا ہے۔ نیز بادشاہ نے پھر حکم دیا ہے کہ جلدی وہ دونوں قیدی دربار میں حاضر کیے جائیں تاکہ ہمارا وزیر باتدبیر اُن سے دو دو باتیں کرے اور ان کا جھوٹ سچ تمام دربار پر آشکارا کر دے۔

بادشاہ کا یہ حکم ہوتے ہی ملازمان شاہی قید خانے پہنچے جہاں سے صادقؑ اور صدوقؑ کو نکال کر طوق و زنجیر میں جکڑ کر شاہی دربار میں لائے۔

نظم

آج وہ دیکھا رہے ہیں دوستو! | جس کی کیفیت ذرا دل سے سنو!
ایلچی مولا کے پہنچے ہیں جہاں | قدرت رب جہاں ہوگی عیاں
دیکھئے کیا ہوگا! اس دربار میں | اور کیا کیا آئے گا گفتار میں
ہیں یہ شاگردانِ عیسیٰؑ اے فتا | وحدہ بس دربارِ حق سے آئے گا

جو دکھائیں گے کرشمے غیب کے
ہیں یہ سب اللہ کے بھیجے ہوئے

درباری سوال وجواب

حبیب اللہ کے ایلچی صادقؑ و صدوقؑ جب سے دربار میں پہنچ ہوئے تو دربار کی صورت یہ ہے کہ بادشاہ اپنے زرنگار تخت پر متمکن ہے اور اس کی داہنی طرف ایک زرنگار کرسی پر شمعون وزیر اعظم رونق افروز ہیں اور ادھر ادھر تمام دیگر وزراء اور امراء موجود ہیں جن کے سامنے ہزارہا مخلوق تماشائی ان ایلچیوں کی سیر دیکھنے کے لیے پہنچی ہوئی ہے چنانچہ ان دونوں کے حاضر دربار ہوتے ہی شمعونؑ ان سے سوال کرتے ہیں۔

اے صادقؑ اور صدوقؑ! آخر تمہارا منشا کیا ہے؟ اور تم کس کے بھیجے ہوئے اور کیوں آئے ہو؟

صادقؑ اور صدوقؑ:۔ ہم اس اللہ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں جو زمین و آسمان اور چودہ طبق کا مالک و خالق ہے اور جو قدرت والا اور طاقت والا اپنی قدرت اور اپنی طاقت میں لاثانی اور بے مثل ہے۔

شمعون وزیر:۔ اچھا اے صادقؑ وصدوقؑ! تم اس کی قدرت اور طاقت کا کوئی مشاہدہ مجھے کرا سکتے ہو۔ کہ وہ کیسا قدرت والا ہے

صادقؑ وصدوقؑ:۔ ہمیں جس مولائے وحدہٗ لاشریک نے بھیجا ہے وہ دنیا کی تعریف و توصیف سے بھی بالاتر ہے مگر اتنا ہم ضرور کہہ سکتے ہیں۔ کہ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔

یعنی۔ ہمارا معبود قدرت والا ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس کام کا ارادہ کرتا ہے کر گذرتا ہے۔

شمعون وزیر:۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو کوئی دلیل اپنی سچائی کی پیش کرو تا کہ میں اسے دیکھوں اور بادشاہ سے پھر تمہاری رہائی کے لئے سفارش کروں کہ وہ تم کو بری کر دے اور اگر تم اس وقت دربار شاہی میں اپنی سچائی کی دلیل پیش نہ کر سکے تو تم پر عتاب شاہی ہوگا اور سخت سے سخت سزائیں دی جائیں گی۔

صادقؑ وصدوقؑ:۔ ہم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں دکھائیں گے بلکہ آپ فرمائش کریں کہ کیا دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ ہم اپنے خدا سے اس کی بابت التجا کریں اور پھر وہ اپنی قدرت کا تماشہ دکھائے۔

شمعون وزیر:۔ اچھا میں ایک ایسا لڑکا تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں جو آنکھوں کے ڈھیلے اور گڑھے تک بھی نہیں رکھتا جس کی آنکھوں کی جگہ مثل ماتھے کے بالکل ہموار ہے اگر تم اللہ سے دعا کرکے اس لڑکے کی آنکھیں روشن کرادو تو میں ضرور بادشاہ سے سفارش کرکے تمہیں رہائی دلا دوں گا اور بیشک تمہیں بری کرادوں گا۔

صادقؑ وصدوقؑ

جب اس بھرے دربار میں ان دونوں کے سامنے ایک مادر زاد اندھا پیش کیا گیا تو صادقؑ وصدوقؑ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اندر ہی اندر شمعونؑ نے بھی خدا کی جناب میں دعا کی کہ خداوندا! تیرے ان ایلچیوں کی عزت آج تیرے ہی ہاتھ ہے۔

نظم

اے خدا اے خالق ارض وسماں | تو ہی ہے بیشک خدائے دو جہاں
تو نے ایک مٹی کے پتلے کو بنا | حکم سے اپنے اسے آدمؑ کیا
واقعی جو خاک کی بھی خاک ہے | حکم سے تیرے وہی افلاک ہے

آج اپنی قدرتِ کامل دکھا
دو یہ ڈھیلے ہیں انھیں آنکھیں بنا

چنانچہ بعد دربار کرنے کے صادقؑ وصدوقؑ نے مٹی کی دو گولیاں بنائیں اور پھر اس نابینا لڑکے کو پاس بلا کر اس کی آنکھوں کی جگہ کلمے کی انگلیوں سے گول خطے کھینچے جس سے اسی وقت آنکھوں کے دو گڑھے ہو گئے جن میں انھوں نے وہ مٹی کی گولیاں رکھ کر اور بسم اللہ کہہ کر جو ہاتھ ہٹائے ہیں تو اس نابینا لڑکے کی آنکھیں مثل تارے کے روشن تھیں۔

نظم

غل ہوا دربار میں اک غل ہوا	واہ واہ کی ہر طرف سے ہے صدا
جبکہ آنکھیں اک یتیم کی کھل گئیں	مثل دو تاروں کے وہ روشن ہوئیں
کوئی کہتا ہے کہ یہ جادو ہوا	کوئی کہتا ہے ہوا یہ معجزہ
کوئی کہتا ہے کہ بس حد ہو گئی	کوئی کہتا ہے نظر بندی ہوئی

الغرض اک شور ہے دربار میں
محو حیرت سب ہیں اس سرکار میں

یہ واقعہ دیکھ کر تمام دربار میں حیرت کا ایک تلاطم پیدا ہو گیا ہر طرف سے تحسین و آفرین کا ایک شور برپا ہو گیا۔ حضرت شمعونؑ نے جو بادشاہ انطیخس کے داہنے ہاتھ ایک سونے کی کرسی پر بیٹھے تھے بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے بادشاہ!

حقیقت میں یہ دونوں شخص تو کوئی حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ بھلا اے بادشاہ! تیرے بت جن کی تو رات دن پرستش کرتا ہے کیا وہ کبھی ایسا کر سکتے ہیں؟ کیا اچھا ہو اگر تو بھی ان بتوں سے اس سے زیادہ کام لے کر دکھائے ورنہ ان بتوں کی بہت ہی ذلت ہوگی اور ان کی عزت و آبرو بالکل جاتی رہے گی۔

بادشاہ نے چپکے سے کہا کہ اے میرے مصاحب خاص تو جانتا ہے تجھ سے تو کوئی پردہ نہیں ہے کہ یہ بت جو تیرے معبود ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ بول سکتے ہیں۔ یہ تو اپنے چہرے پر سے مکھی تک بھی نہیں اُڑا سکتے ہیں اور کوئی کام تو کیا دکھا سکیں گے۔

یہ سن کر شمعون نے کہا کہ اچھا تو اے بادشاہ! ذرا ٹھہر و میں ان دونوں شخصوں کی آزمائش اور کر لوں۔ چنانچہ

ایک معجزے کی طلب

جب اس معجزے کے نمایاں ہونے پر ایک شور و غل ہوا تو حضرت شمعون کرسی وزارت پر سے اٹھے اور بادشاہ و نیز تمام حاضرین دربار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان دونوں شخصوں نے جو

بات دکھائی کہ ایک مادرزاد اندھے کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ یہ ان کا خواہ معجزہ ہو یا جادو۔ بہرحال ہم ان کو ان کے اس کمال پر کوئی رائے قائم نہیں کرنی چاہئیے بلکہ ان سے کوئی ایسا سوال کرنا چاہئیے کہ یہ عاجز ہو جائیں۔ یا اگر واقعی یہ اللہ کے ایلچی ہیں جیسا کہ یہ اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ایلچی ہیں تو بیشک ہم انکو مان لیں گے اور اگر آپ کے یہ ہمارا سوال پورا نہ کرسکے تو ہم سمجھیں گے کہ یہ دروغ گو ہیں اور پھر انھیں کافی سے زیادہ سزا دیں گے۔

چنانچہ شمعون وزیر کی تقریر سن کر بادشاہ اور تمام درباریوں نے خوش ہو کر کہا کہ اے وزیر آپ نے ان دونوں شخصوں کے بارے میں نہایت معقول فیصلہ فرمایا جس سے ان کا سچ اور جھوٹ اور بھی آشکارا ہو جائے گا۔

اب شمعونؑ وزیر نے صادقؑ و صدوقؑ کو اپنی طرف مخاطب کیا اور کہا کہ تمہاری سچائی ابھی تک ان لوگوں پر آشکارا نہیں ہوئی ممکن ہے کہ تم نے نظر بندی سے اس لڑکے کی آنکھیں روشن کردی ہوں، ایک وہ میت جسے مرے ہوئے پورے سات دن گذر چکے ہیں اسے تم اپنی دعا سے زندہ کر دو تو ہم سمجھیں گے کہ واقعی تم اللہ کے ایلچی ہو اور سچے ہو اور اگر تمہاری دعائے سے وہ زندہ

نہ ہوئی تو ہم پوری پوری سزا دیں گے، جن کے جواب میں صادقؑ و صدوقؑ نے کہا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے بلکہ ہمارے اللہ میں سب قدرت ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے غرضکہ وزیر شمعون نے بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میرے خیال میں آپ کی صاحبزادی کو مرے ہوئے آج سات روز گذر چکے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا تابوت اس دربار میں طلب کر کے ان کے سامنے پیش کروں۔ پھر اگر یہ اللہ کے ایلچی ہیں تو آپ کی صاحبزادی کو زندہ کر دیں گے جو آپ کی پوری مسرت کا باعث ہوگا اور آپ شاد شاد ہوں گے اور پھر ہم سب کو ان پر ایمان لانے پر کوئی تامل نہ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا کہ اے وزیر باتدبیر ہاں ہاں! بیشک ضرور ایسا ہی کرو! میری لڑکی اگر زندہ ہوگئی تو مجھے ان پر ایمان لانے میں کوئی تامل نہ ہوگا ضرور میں ایمان لے آؤں گا۔

چنانچہ یہ اقرار بادشاہ سے لے کر حضرت شمعون نے شاہزادی کا تابوت جس کو آج پورے سات روز ہو چکے تھے اور جو مدفون ہو کر سپرد خاک ہو چکا تھا نکلوا کر دربار میں طلب کرایا اور صادقؑ و صدوقؑ کے روبرو پیش کیا اور کہا کہ یہ وہ مردہ ہے جس

آج سات روز ہوئے اگر یہ زندہ ہو گئی تو سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

نظم

آگیا تابوت جب دربار میں	کردیا پھر پیش اس سرکار میں
جسکے قبضے میں ہے سب موت و حیات	حکم میں جسکے ہے ساری کائنات
مالک کونین شاہ دو جہاں	خالق مخلوق رب انس و جاں
جس کی قدرت کی نہیں ہے انتہا	جسکی قوت کی نہیں ہے کوئی تھا

اس کو کیا مشکل ہے جلانا مارنا
خالق کل ہے وہ اک رب العلا

اظہار قدرت

جب شمعون نے اس شاہزادی کا تابوت بظاہر صادق و صدوق اور بباطن اللہ تعالیٰ کے روبرو زندہ کرنے کیلئے پیش کیا تو صادق و صدوق نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے اس کی حضوری میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور حضرت شمعون نے دل ہی دل میں اللہ پاک کی حمد و ثنا کر کے دعا شروع کی کہا تنے میں وہ لکڑی کا تابوت خود بخود شق ہوتا ہے اور پھر شاہزادی کا کفن

چاک ہوتا ہے اور شاہزادی زندہ ہو کر کھڑی ہو جاتی ہے اور حیرت کے عالم میں وہ نہایت خوفزدہ چاروں طرف اپنی نظریں دوڑا رہی ہے جس سے کہ سب دربار کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادی سخت عذاب سے چھٹی ہے اور حیرت زدہ ہے اور کسی کو تلاش کر رہی ہے جس کی یہ حالت دیکھ کر بادشاہ سے نہ رہا گیا اور وہ پکار کر پوچھتا ہے۔

نظم

نور دیدہ ڈھونڈتی ہے کسکو تو — تیری آنکھوں کو ہے کس کی جستجو
غمزدہ خائف ہے تو کیوں اس قدر — کیوں کیوں ہے اے لخت جگر
تجھکو کیا ڈر ہے کہ شہزادی ہے تو — اور ہے تیرا باپ تیرے روبرو

شہزادی

کیا کہوں اے باپ تجھ سے کیا کہوں — اپنی حالت تجھ سے کیا ظاہر کروں
تجھ سے کیا ظاہر کروں میں اے پدر — کس کی قربان ہیں یہ آنکھیں سر بسر

آہ میں کیا دکھی ہوں کیا کہوں
یہ رہا ہے کیا میری آنکھوں سے خون

غمزدہ شاہزادی کی یہ غمزدہ صورت و حالت دیکھ کر بادشاہ اپنے تخت سے کھڑا ہو گیا اور کہا۔ اے میری نور نظر! بتا تجھ کو

یہ کس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ جلدی بتا! کہ میں اس کی کوئی تدبیر کروں شاہزادی نے رو رو کر کہنا شروع کیا کہ

نظم

کیا کہوں اے باپ اغم کی داستاں ۔ کیا کروں اپنی بری حالت بیاں
اے پدر! اے مہرباں پوچھا نہیں ۔ کن عذابوں میں ہے یہ جانِ حزیں
روح کا پرواز ہونا تھا کہ بس ۔ ایک سیاہ خونخوار آئی پیش و پس
لے گئے مجھکو وہ ایک دربار میں ۔ پیش مجھکو جا کیا سرکار میں
جب فرشتوں نے تلاشی لی میری ۔ ہائے بس توحید ذرّہ بھر نہ تھی

کیا کہوں کس زور سے کھینچی گئی
اور عذاب نار میں ڈالی گئی

اے باپ! مجھکو مرے ہوئے سات دن ہوئے سب سے پہلے جو فرشتے میری جان نکال کر ایک بڑے شہنشاہ کی حضوری میں لیگئے تو وہاں مجھ پر عتاب ہوا اور مجھ کو مشرک پاکر آگ کے میدانوں میں داخل کر دینے کا حکم ملا۔ پھر اے باپ! دوسرے فرشتے آئے اور مجھے زنجیروں میں جکڑ کر آگ کے میدانوں میں لے گئے آہ! وہاں کی آگ دنیا کی آگ سے ستر حصے زیادہ تیز ہے پہلے روز مجھ کو ایک ایسے آگ کے جنگل میں ڈالا گیا جس کی تیزی اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا پھر

دوسرے روز مجھ کو اس سے بھی زیادہ شدید آگ میں چھوڑا
گیا۔ پھر تیسرے روز اس سے بھی زیادہ شدید آگ کے جنگل
میں لے جا کر قید کیا گیا آہ! اے باپ! آج سات روز ہوتے
کہ سات میدان عذاب کے طے کر چکی ہوں۔ جہاں پہلے روز
سے دوسرے روز کا عذاب ستر حصے زیادہ ہوتا اور بڑھتا تھا
نیز عذاب کے ساتویں میدان میں لے جائی جا رہی تھی کہ
یکایک میرے کانوں میں آواز آئی کہ اوپر کی طرف دیکھ! میں نے
اوپر کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک نوجوان عرش کا پایہ پکڑے
ہوئے اللہ سے میری زندگی کی دعا کر رہا ہے۔ جس کو میں نے
اچھی طرح دیکھا۔ پھر میرے کانوں میں آواز آئی کہ زمین کی طرف
دیکھ! میں نے زمین کی طرف دیکھا تو تیرا دربار مجھ کو نظر آیا۔ جس میں
میں نے دیکھا کہ تین اشخاص یہاں بھی اسی طرح کھڑے ہوئے اللہ
تعالیٰ سے میری زندگی کی دعا کر رہے ہیں۔ جن میں ایک بوڑھا ہے
دوسرا ادھیڑ تیسرا نوجوان ہے پس اے باپ! پھر مجھ سے یہ کہا
گیا کہ دیکھ! آسمانوں پر تیری زندگی کی دعا کرنے والا میرا بندہ
مسیح ہے اور زمین پر تیری زندگی کی دعا کرنے والا اس مسیح
کے تین شاگرد ہیں۔ جو تیرے باپ کے دربار میں بیٹھے ہوئے

تیری زندگی کی ہم سے دعا کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہم ان کی دعا قبول کرتے ہیں اور تجھے زندہ کر کے تیرے باپ کے دربار میں بھیجتے ہیں پس اے باپ! میں ان عذابوں سے رہائی پا کر آئی ہوں اور تیرے دربار کے ان تینوں شخصوں کو بتاتی ہوں جنھوں نے تیرے دربار میں آکر میری زندگی کے لئے دعا کی ہے، اے بادشاہ دو شخص تو یہ سامنے کھڑے ہیں اور تیسرے تیری وزارت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ نیز اے باپ! یہی خطاب مجھ سے آگ کے میدانوں میں ہوا کہ ایک میرا بندہ مسیح جو عرش کا پایا پکڑے ہوئے ہے اور تین میرے بندے جو تیرے باپ کے دربار میں کھڑے ہیں یہ چاروں میرے بندے تیری زندگی اور تیری بخشش کی مجھ سے دعا کر رہے ہیں۔ لہٰذا میں ان کی دعا قبول کرتا ہوں اور تجھے زندگی بخشتا ہوں اور تجھ پر رحم فرماتا ہوں

نظم

ہے یہ قدرت کا کرشمہ اے پدر	یعنی جو پایا جو دیکھا سر بسر
ہوش گم ہیں دو جہاں کے اس جگہ	اور فرشتوں انس و جاں کے جس جگہ
اہل دنیا کاش مولا سے ڈریں	اور پرستش اس اکیلے کی کریں
جسکی بخشش کی نہ رحمت کی ہے تھا	مالک چودہ طبق ہے وہ خدا

سات دن تک میں نے جو دیکھا عذاب	ہوں زمین و آسمان کیسے کیا کیاب
جسکو یہ دہرا نہیں سکتی زبان	یا الٰہی الحفیظ و الاماں

اے پدر للّٰہ ڈر اس ذات سے
جس کا نافرمان ہونا قہر ہے

عذاب الٰہی

جب شہزادی نے اپنی خوفناک سرگزشت سنائی تو بادشاہ اور سارے درباریوں پر ایک حیرت طاری ہوگئی اور بادشاہ نے اپنے وزیر شمعونؑ سے کہا کہ اے میرے وزیر کیا تو بھی ان ہی لوگوں میں سے ہے؟ مگر ساتھ ہی اس کے لا الٰہ الا اللّٰہ عیسیٰ روح اللّٰہ کہہ کر مسلمان ہو گیا اور بہت سے درباری بھی مشرف باسلام ہو گئے لیکن وہ لوگ جن کے نصیب میں واقعی جہنم لکھا ہے وہ اتنے بڑے کرشمے اور قدرت کے اظہار ہونے پر بھی اسی طرح کفر و الحاد بکتے رہے اور شمعونؑ و صادق و صدوق اور بادشاہ و شہزادی و دیگر مسلمانوں کے دشمن ہو گئے اور انھوں نے مسلمانوں کو قتل کرنے کی ٹھانی اور ارادہ کر لیا کہ پوشیدہ طور سے ان لوگوں کو قتل کر دیا جائے جب اس کی خبر

حبیب نجار کو پہنچی تو وہ شہر کے باہر سے بھاگے ہوئے اُس جگہ آئے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ :۔ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی یعنی ایک شخص بستی کے اُس پار سے دوڑتا بھاگتا ہوا آیا اور کہا :۔ قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْئَلُکُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔ یعنی کہا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی پیروی کرو۔ ان کی راہ چلو۔ یہ تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور یہ ہیں بھی راہِ راست پہ۔

یہ وہی حبیب نجار ہیں جو سب سے پہلے شہر کی چہار دیواری کے باہر اللہ کی توحید پر ایمان لائے تھے۔ اور انکو فضلِ مولا سے آنکھیں عطا ہوئی تھیں ان کا جذام دور ہو کر تندرست ہو گئے تھے۔ بعض راویوں کے نزدیک ان کی عمر چھ سو برس کی تھی اور ایمان لانے کے بعد بھی یہ شہر سے باہر ہی ایک غار میں عبادت کیا کرتے تھے اور جو کچھ محنت مزدوری کیا کرتے تھے شام کو اس کے دو حصے کرتے تھے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھتے اور ایک حصہ خیرات کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب ان کو یہ خبر پہنچی تو یہ دوڑتے ہوئے آئے اپنی قوم سے خطاب کر کے کہا کہ ان رسولوں کو مارنے کا ارادہ تم کیوں

کرتے ہو؟ یہ تو تم سے کچھ نہیں مانگتے۔ تمہاری عاقبت سنوارنا چاہتے ہیں۔ حبیب کی یہ نصیحت قوم کو بہت ناگوار گذری اور وہ انھیں پکڑ کرلے گئی اور دین بدلنے پر مجبور کرنے لگی۔ آخر ناامید ہو کر انھیں شہید کر ڈالا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ پ ۲۲ یٰسین ع ۲ آیۃ ۱۱

یعنی میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اس معبود کی عبادت نہ کروں جس نے مجھکو پیدا کیا۔ اور تم سب کو (بھی تو) اسی کے پاس جانا ہے۔ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ۝ کیا میں خدا کو چھوڑ کر ایسے ایسے اور معبود قرار دے لوں کہ اگر خدا رحمان مجھکو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش میرے کام آئے اور نہ مجھکو چھڑا سکیں۔ بہرحال وہ کفار باز نہ آئے اور انھیں شہید کر ڈالا۔ چنانچہ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ یعنی کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ادھر حبیب نجار کی شہادت ہوئی ادھر وہ توحید الٰہی پر ایمان رکھنے کی بدولت داخل جنت ہو گئے۔ آیۃ ۱۴

توحید

عہدِ توحید پہ ثابت قدم انسان رہے
کیا وہ بندہ جو خدا کی بھی نہ پہچان رہے

جو طریقہ ہو تمہارا وہ مبارک ہو تمہیں
لیکن اللہ کی وحدت کا ذرا دھیان رہے

وہ مذاہب کا تلاطم ہے وہ چوبائی ہوا
پیاری توحید کا اللہ نگہبان رہے

ایک کا ہو کے رہے ایک کو اپنا کر لے
جب تلک جان رہے ایک پہ ایمان رہے

مرضیٔ ایزد منان میسر ہو ہمیں
دل میں حسرت رہے مٹنے میں یہ ارمان رہے

عارضی عارضِ روشن پہ نہ دل ہو الیا
آئینہ خانۂ دنیا میں جو حیران رہے

گھاٹیاں سیکڑوں جنکو ابھی طے کرنی ہیں
پہلی منزل ہی میں مبہات وہ نادان رہے

وہ اَلَسْتُ کی صدا اور وہ جواب اسکا بلیٰ

وعدہ روزِ ازل کا بھی یہیں دھیان رہے
کاش توحیدِ الٰہی ہو وہ پیمانِ اسحاق
اس پہ ثابت قدم ایک ایک مسلمان رہے

حضرت حبیب نجار کی شہادت کے بعد اسی وقت شمعونؑ بھی اپنے تابعداروں کو لے کر شہر انطاکیہ سے نکل گئے اور راتوں رات وہاں سے کوچ کر گئے جس کی صبح کو جبریل علیہ السلام شہر انطاکیہ کے دروازے پر آموجود ہوئے جسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام اقدس میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ ۝

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ان کی مخالفت کے بعد ان پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں ان پر کسی لشکر کے اتارنے کی ضرورت تھی بلکہ ہم نے صرف جبریلؑ کی ایک چیخ سے ان سب کو تباہ و تاراج کر دیا۔ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ آیۃ ۱۸ الخ

ہائے افسوس ایسے بندوں پر کہ جو ہمارا اور ہمارے پیغمبروں کا کہنا نہ مانیں اور ان سے مذاق کریں اور ان کے دشمن بن جائیں

الغرض حضرت شمعون اپنے تمام تابعداروں کو لے کر شہر انطاکیہ سے نکل گئے اور ایک باغ میں جا کر پناہ گزین ہوئے اور یہاں جبریل علیہ السلام کی ایک چیخ سے تمام انطاکیہ والے رائی کائی ہو گئے۔ قلعے زمین میں دھنس گئے مکان ہوا میں اڑ گئے اور جملہ نافرمانوں کے پتے پھٹ گئے کلیجے شق ہوئے اور سب کے سب جہنم واصل ہو گئے۔

نظم

آ گیا اللہ کا ان پر عذاب ۔۔۔ دم کے دم میں ہو گئے وہ سب کباب

چیخ تھی جبریل کی کیا اے فنا ۔۔۔ ملک میں اک حشر برپا ہو گیا

ہو گئی کیسی تہ و بالا زمیں ۔۔۔ ایک بھی ذی روح واں باقی نہیں

یا الٰہی اپنے غصہ سے بچا ۔۔۔ نیر قرآن اپنا تو ہم کو سنا

حکم تیرا جو سنائے وہ سنیں ۔۔۔ کان اپنے تیری باتوں پر رکھیں

لیں گے کیا تیری نہ سنکر اے کریم ۔۔۔ تیری لعنت اور یا نار جحیم

اُمت مرحوم پر تو رحم کر

اے خدا رکھ ہم پہ رحمت کی نظر

قرب قیامت اور ظہور مہدی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ قرب قیامت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام اس دنیا میں پھر نازل ہونگے مگر ان کے آنے سے قبل امام مہدی ظاہر ہو چکے ہوں گے اور امت محمدیہ کی پیشوائی کر رہے ہوں گے۔

علامات قرب قیامت

جناب سرور کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی علامات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) امیروں، رئیسوں اور تاجروں کا حج بیت اللہ کرنا سیر و سیاحت یا تجارتی مفاد کے لئے ہوگا۔ مسکینوں اور غریبوں کا بھیک مانگنے کے لئے اور عالموں اور صوفیوں کا ریاکاری کے لئے اور حاجی کہلانے کے لئے ہوگا۔

۲۔ ہر مہینے چاند کے بارے میں اختلافی صورت پیدا ہوگی۔ کچھ لوگ کہیں گے تیس کا ہے کچھ کہیں گے انتیس کا ہے۔

۳۔ ویران جگہیں آباد ہوں گی اور آباد جگہیں ویران ہوتی جائیں گی
۴۔ یکایک ہونے والی اموات کی تعداد بڑھتی جائے گی۔ یعنی حرکت قلب بند ہونے سے اموات واقع ہوں گی۔
۵۔ قرب قیامت میں عابد و زاہد لوگ جاہل ہوں گے۔
۶۔ عام لوگ فاسق ہوں گے۔
۷۔ فحش افعال بکثرت ہوں گے۔
۸۔ لوگ گالیاں بہت بکیں گے۔
۹۔ قرآن مجید پڑھنے والے کم ہو جائیں گے۔
۱۰۔ لوگ اپنے قرابت داروں سے قطع تعلق کریں گے۔ اور دوست احباب سے رشتہ جوڑیں گے۔
۱۱۔ دیانت دار لوگوں کو خائن سمجھا جائے گا اور خائن لوگوں کو امانت دار۔
۱۲۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔
۱۳۔ خاص خاص لوگوں سے سلام کرنا باقی رہ جائے گا۔ عام طور سے مسلمان سلام کرنا ترک کر دیں گے۔ بلکہ سلام کی جگہ ایک دوسرے سے بیہودہ مذاق کرتے ہوئے گذر جائیں گے۔
۱۴۔ جھوٹے گواہ گواہیاں دینگے اور سچے گواہ چھپ بیٹھیں گے

۱۵۔ شراب خوروں کی کثرت ہوگی اور اسے عیب نہ سمجھا جائے گا۔

۱۶۔ رشوت خوری عام ہو جائے گی اور اسے ہدیہ یا نذرانہ سمجھا جائے گا۔

۱۷۔ سود لینے کو منافع لینا کہا جائے گا۔

۱۸۔ زکوٰۃ کو اُجرتوں اور مزدوریوں میں دیا جائے گا۔

۱۹۔ علمِ دین کو لوگ دنیا حاصل کرنے کے لئے پڑھیں گے۔

۲۰۔ اولاد، ماں باپ کی اور بالخصوص ماں کی نافرمان ہو جائیگی اور یہی اولاد اپنے دوست احباب کے ساتھ اخلاق و محبت سے پیش آئے گی۔ ماں باپ سے بداخلاقی اور دوری ہوگی اور دوستوں سے الفت و محبت۔

۲۱۔ مسجدوں میں شور و غل کرنا آواز سے بولنا اور وہاں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنا۔ کاروباری معاملات کرنا بڑھ جائے گا۔

۲۲۔ افسری اور سرداری رذیلوں، ذلیلوں اور جاہلوں کو ملیگی۔

۲۳۔ گذشتہ بزرگوں اور نیکوں کو برا کہا جائے گا۔

۲۴۔ کم تولنا، کم ناپنا، ملاوٹ کرنا۔ دوکانداروں کا عام شیوہ ہو جائے گا۔

۲۵۔ سر کے ننگے، بھوکے، تنگدست، غریب کسان، شتربان چرواہے

بڑے بڑے محل اور پختہ مکانات بنوائیں گے۔

۲۶۔ مسجد میں امامت کے لئے کسی لائق امامت آدمی کا ملنا مشکل ہو جائے گا۔

۲۷۔ علماء امیروں اور صاحب ثروت لوگوں کی طرف جھکیں گے اور ان کے لئے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کریں گے۔

۲۸۔ لوگ ایسے ہو جائیں گے کہ ناپاک اور بدکار عورتوں سے ان کے پیسے کی وجہ سے نکاح کریں گے اور اپنے کنبے قبیلے کی نیک بخت اور شریف لڑکیوں کو قبول نہیں کریں گے۔

۲۹۔ اولاد والی عورتیں اولاد کی نافرمانی کی وجہ سے غم میں رہنگی اور بانجھ عورتیں خوش رہیں گی

۳۰۔ بغاوتوں اور ناحق کی طرفداریوں کا زور ہو گا۔

۳۱۔ فحش باتیں کرنے اور فحش افعال کرنے میں شرم نہ کی جائیگی

۳۲۔ قرآن کو ذریعہ معاش بنایا جائے گا۔ یعنی قرآن مجید اجرت پر پڑھیں گے اللہ کے لئے نہیں پڑھیں گے۔

۳۳۔ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کا ذریعہ معاش زبان زوری کرنا اور چغلی کھانا ہو گا۔

۳۴۔ حاکمان وقت طرح طرح کے ظلم کریں گے۔

۳۵۔ لوگ فال کھولنے والوں نجومیوں اور رمالوں کو سچا جانیں گے اور تقدیرِ الٰہی کو جھوٹا خیال کریں گے۔

۳۶۔ شوہر اپنی بیویوں سے اغلام کریں گے۔

۳۷۔ لوگ مسجدوں میں سے راستہ چلیں گے۔ مگر دو رکعت نفل پڑھنے کی فرصت نہ نکال سکیں گے۔

۳۸۔ بیٹا اپنے باپ کو نوکر یا قاصد بنا کر اپنے کاموں کے لئے ادھر ادھر بھیجے گا

۳۹۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس طرح منافق چھپتے پھرتے تھے قربِ قیامت میں اسی طرح ایماندار آدمی چھپتے پھریں گے۔

۴۰ لوگ چوبیس گھنٹے روپیہ کمانے ہی میں لگے رہیں گے۔ روپیہ پیسہ ہی گویا ان کا دین و ایمان ہوگا۔

۴۱ ۔ سنہ پر تعریف اور پیٹھ پیچھے ہر شخص کو برا کہنے والوں کی کثرت ہوگی۔

۴۲ خاندانی ذلیل اور بے عزت لوگ حکام وقت کی بیجا خوشامد کریں گے۔ اپنی کرسی اٹھانے اور سفارشوں کے لیے ان کے ہاں جائیں گے اور ان کا پینا پانی پلائیں گے اور حکام وقت

کے مظالم محصول ستانی وغیرہ میں ان کی مدد کریں گے۔ خدا کی رضامندی پر حکام کی رضامندی کو مقدم سمجھیں گے۔

۴۳۔ طلاقیں زیادہ ہوں گی۔

۴۴۔ لوگ عام طور پر بدعہد ہو جائیں گے۔

۴۵۔ تین چیزیں نایاب ہوں گی۔

(۱) حلال کا پیسہ (۲) علم دین سے دینی مفاد (۳) مسلمان مسلمان کے درمیان محض اللہ کے لیے محبت۔

قربِ قیامت کی یہ ہیں وہ علامات جن کے ظاہر ہونے پر امام مہدی کا ظہور ہوگا۔

ظہور امام مہدی

حدیث شریف میں ان علامات کا ثبوت موجود ہے اور دو نشانیاں خاص طور پر حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہیں کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گہن ہوگا اور پندرہ تاریخ کو سورج گہن ہوگا اگرچہ یہ دونوں گہن علم ریاضی علم فلکیات کے مسلمہ قاعدوں کے خلاف ہیں۔ مگر یہ دونوں گہن امام مہدیؑ کے ظہور کی علامات میں سے بتائے گئے ہیں۔

حسب و نسب امام مہدی کا نام نامی محمدؐ ہوگا آپ کے والد بزرگوار کا نام عبداللہ ہوگا اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہوگا اور آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوگی سلسلۂ نسب آپ کا سادات سے ہوگا۔ ولادت مدینہ طیبہ میں ہوگی اور آپ ہجرت کر کے بیت المقدس چلے جائیں گے، آپ کی بیعت کی تاریخ محرم کی دسویں شب ہوگی اور بیعت کی جگہ مکہ معظمہ میں رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔

حلیہ رنگ گندمی جسم دبلا۔ قد میانہ کشادہ پیشانی اونچی ناک پتلا بالشہ آنکھیں سیاہ سرگیں آنکھوں کی سفیدی چمکدار، دانت جدا جدا، داہنے رخسار پر ایک تل چہرہ روشن ڈاڑھی گھنی۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں چوڑی۔ زبان میں کسی قدر لکنت جس وقت آپ ظاہر ہوں گے اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔

زمانہ کی حالت آپ کے زمانہ میں زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔ ہر چیز کی فراوانی ہوگی، آپ کو کفار سے بہت سی لڑائیاں لڑنی پڑیں گی۔ ہر جگہ کامیابی ہوگی اور دنیا کے بادشاہ شکست کھا کے آپ کے سامنے پیش

کیے جائیں گے۔ بیت المقدس آپ کا صدر مقام ہوگا۔ بداعمالیاں دنیا سے مٹ جائیں گی۔ انتہائی امن قائم ہوگا۔ مگر اس زمانہ میں سفیانی نامی ایک بادشاہ ایک بہت بڑا لشکر لیکر مدینہ پر حملہ کرے گا اور مدینہ کی بہت بےحرمتی کرے گا۔ اس کے بعد وہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوگا۔ مگر جب وہ اور اس کا لشکر مقام بیدا میں پہونچے گا تو زمین میں دھنس جائے گا۔

ایک نصرانی بادشاہ مسلمانوں کے ساتھ ہوکر دوسرے نصرانی بادشاہ سے جو مسلمانوں کا دشمن ہوگا جنگ کرے گا۔ اور اس مخالف پہ یہ دونوں غالب آئیں گے۔ پھر وہاں سے یہ اتحادی لشکر مال غنیمت لے کر بیت المقدس کے قریب ایک میدان میں ٹھہرے گا جہاں ایک نصرانی زمین پر ایک صلیب قائم کرے گا اور کہے گا کہ یہ جنگ صلیب کی مدد سے فتح ہوئی ہے مگر ایک مسلمان اس صلیب کو توڑ دیگا اور کہے گا کہ اس جنگ میں اسلام غالب ہوا ہے اس پہ جھگڑا ہوگا اور پھر تمام عیسائی طاقتیں ایک ہو جائیں گی۔ اور سمندر پار سے عیسائیوں کی فوجیں ملک شام میں اتریں گی۔ اور دمشق کے قریب سخت جنگ ہوگی۔ اپلے در پے مسلمانوں کو شکست ہوں گی اور معدودے چند مسلمان باقی رہ جائیں گے۔ آخر میں

ملائکہ کو اللہ رب العزت بھیجے گا جس کے بعد ان کو شکست ہوگی۔

اس زمانہ میں دجال کا ظہور ہوگا۔ دجال پر امام مہدی قابو نہ پا سکیں گے۔ چنانچہ دجال کو قتل کرنے کے لئے اللہ رب العزت حضرت مسیح علیہ السلام کو اس دنیا میں نازل فرمائے گا۔

نزول مسیح

نَزَلَ عِیْسیٰ خَلِیْفَةُ اللّٰہِ عَلٰی اُمَّتِیْ یَدُقُّ الصَّلِیْبَ وَقَتَلَ الْخَنَازِیْرَ الخ (حدیث)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے میری امت! قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے خلیفہ ہو کر میری امت پر نازل ہوں گے اور یہودی دشمنوں کیلئے سولی کھڑی کریں گے اور خنزیر دل یعنی دجال اور اس کے ساتھیوں کو قتل کریں گے اور پھر چالیس برس تک میری امت میں نہایت خوش و خرم اپنی زندگی بسر کرینگے اور عرب کی ایک عورت سے نکاح کریں گے نیز ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی۔

جس کی تفصیل کتب تواریخ میں اس طرح مرقوم ہے کہ جب

حضرت امام مہدی دنیا میں ظاہر ہو چکے ہوں گے تو ایک روز مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں نماز عصر کی تیاری و انتظاری کے لیے صفیں درست ہو رہی ہوں گی کہ یکایک آسمان سے ایک ندا ہوگی

هٰذا عیسیٰ ابن مریم

اب جو مسلمان آسمان کی طرف دیکھیں گے تو مسجد حرام کے مشرقی مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موجود پائیں گے جہاں سے آپ امت محمدیہ کو یہ ندا فرمائیں گے۔

نظم

السلام اے امت خیر البشر	السلام اے امت مرحوم تر
فضل تم پر ہو گیا اللہ کا	اور اس نے بول بالا کر دیا

آپ کی امت میں میں داخل ہوا
فخر یہ اللہ نے مجھ کو دیا

غرضکہ جب امام مہدی اور جملہ نمازی مشرقی منارے پر سے حضرت مسیح علیہ السلام کا سلام سنیں گے تو نہایت مسرور ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زینے یا سیڑھی کے ذریعے بڑی شادمانی سے لیں گے جب جناب مسیح علیہ السلام صفوں میں پہنچیں گے تو نماز عصر کی تکبیر ہو گی بعد تکبیر حضرت امام مہدی جناب مسیح

علیہ السلام سے کہیں گے کہ آپ نماز پڑھائیں جس کے جواب میں مسیح علیہ السلام فرمائیں گے کہ اے مہدی آخر الزماں آپ ہی نماز پڑھائیں! کیونکہ میں اس امت کا پیشوا بننے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ میں تو صرف دجال کو قتل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ لہٰذا اے مہدی آپ ہی امامت فرمائیں کہ یہ منصب اور عہدہ آپ ہی کا ہے چنانچہ حضرت امام مہدی عصر کی نماز پڑھائیں گے اور تمام مسلمان مع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام مہدی کے پیچھے نماز عصر پڑھیں گے۔

نظم

مرتبہ اس امت مرحوم کا	اللہ اللہ کس قدر اونچا کیا
کیسے کھلے اس امت کے نصیب	آج مہدی اور عیسیٰ ہیں قریب
امتِ مرحوم کچھ دیکھا سنا	کتنا پیارا اول و آخر ہوا
یعنی اول سید کونین تھے	اور آخر مہدی و عیسیٰ ملے

تیرے قربان اے خدائے دو جہاں
کیا خدائی تو نے اس امت کی شان

حضرت مسیح کا وقت

آقائے نامدار جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم علامات

قیامت بیان فرماتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پیشین گوئی اس طرح فرماتے ہیں۔

یَنْزِلُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ عَلٰی اُمَّتِیْ یَبْعَثُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَیَتَزَوَّجُ وَیَتَوَلَّدُ الخ (حدیث)

ان متعدد پیشین گوئیوں کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں میری امت میں داخل ہوں گے اور چالیس برس رہیں گے نکاح کریں گے اولاد ہو گی۔ پھر چالیس سال کے انتقال کریں گے اور میرے پہلو میں دفن ہوں گے۔ پھر جب وہ میری امت میں سکونت پذیر ہوں گے تو اصحاب کہف بھی اپنے غار سے اٹھ کر وہ ساتوں نوجوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ بھی امت میں داخل ہوں گے اور ان ساتوں اصحاب کہف کے بھی نکاح ہوں گے اور ان کے ہاں بھی اولادیں ہوں گی اور وہ عجیب با برکت زمانہ ہوگا اس وقت جس قدر مخلوق انسانی ہو گی۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

سب کا ایک کلمہ ہوگا جس کی برکات سے شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے سانپ بچھو اور تمام زہریلے جانور کاٹنا چھوڑ دیں گے حتیٰ کہ کسی زہریلے جانور میں زہر نام کو باقی نہ ہوگا اور میری امت

کے بچے سانپ اور بچھوؤں سے کھیلیں گے۔ دنیا بھر میں کوئی سمندر اور کنواں کھاری نہ رہے گا جتنے کھاری پانی ہوں گے سب میٹھے ہو جائیں گے تمام جہاں میں کانٹوں دار درخت دیکھنے کو باقی نہ رہے گا۔ زمین اپنے سب پوشیدہ خزانے نکال کر باہر ڈال دے گی ہر موجودہ شخص اتنا مالدار ہوگا کہ دنیا بھر میں کوئی زکوٰۃ و خیرات لینے والا نظر نہیں آئے گا۔ لوگ زکوٰۃ و خیرات لیکر تقسیم کرنے نکلیں گے تو جس کے پاس زکوٰۃ دینے کے لئے جائینگے وہ اس سے زیادہ مالدار ہوگا اور بہ مجبوری اپنی زکوٰۃ خیرات جنگلوں میں ڈال دینگے۔ کوئی کڑوا پھل کسی درخت میں نہ رہے گا ہر پھل نہایت شیریں ہو جائے گا جن میں انار اتنے بڑے اور شیریں ہونگے کہ ایک ایک انار کئی کئی آدمیوں کا پیٹ بھر دیگا اور یہ وہ وقت ہوگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دجال اور اسکے ساتھیوں کو قتل کر چکے ہوں گے مگر اس وقت شہر ایسے ہو نگے جیسے گاؤں اور گاؤں ایسے ویران ہوں گے جیسے کبھی آبادی نہ تھے چالیس چالیس عورتوں پر صرف ایک مرد نگراں ہوگا۔

نظم

ہے یہ قربِ قیامت کا سماں ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ہم کو سنا کہتے ہیں اہلِ زباں

ہے یہ وہ وقت مسیح پارسا | کرتے ہیں پیشین گوئی مصطفیٰ
جو رسول اللہ کا فرمان ہے | مومنین کا دین ہے ایمان ہے

عبرت کا منظر

طاعت کیلئے آئے ہو دنیا میں عزیزو | عبرت کرو! ڈرتے رہو اللہ سے لوگو!
لائق ہے خدا کیلئے توحید میں خامی | پوجا کرو اللہ اکیلے کی مدامی
سب پیر و پیمبر ہیں اس اللہ کے بندے | سب کہتے چلے آئے ہیں اس ایک کے کلمے
ہے شرک سے بیزار ہے وہ اس سے خفا ہے | پوجا کیلئے ایک اکیلا وہ خدا ہے

لو ایک قیامت کا سماں اور سنو تم
ہو جائینگے جس سے کہ ہوش اپنے سبھی گم

قرآن مجید کا ساتواں پارہ سورۂ مائدہ کے سولہویں رکوع میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ قیامت کے روز ہم اپنے بندے مسیح سے سوال کریں گے۔ وھو ھذا (وہ یہ ہوگا)

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ط رکوع ۔ المائدہ ۱۶ ع آیۃ ۱

ترجمہ۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کریگا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا دنیا میں تم نے لوگوں سے

یہ بات کہی تھی کہ خدا کے ساتھ مجھ کو اور میری والدہ کو بھی شریک خدا ٹھہراؤ؟ جس کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لرزتے کانپتے عرض کریں گے۔

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ط

یعنی مسیح علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار! تیری ذات پاک ہے اے میرے معبود! یہ کیونکر مجھ سے ہو سکتا ہے کہ میں تیری شان میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں، نیز پھر مسیح علیہ السلام عرض کریں گے۔

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ط آیۃ ۱)

یعنی۔ اے میرے معبود! اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو میرا کہنا ضرور معلوم ہی ہوگا کیونکہ تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور مجھے تیرے کسی ارادے کی خبر نہیں اے میرے معبود! غیب کی باتیں تو تو ہی خوب جانتا ہے۔ کہ میرے پیچھے لوگوں نے میری نسبت کیا کیا کہا اور کستا جس کی مجھ کو مطلق خبر نہیں۔

نیز پھر مسیح علیہ السلام عرض کریں گے (آیۃ ۲)

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ

یعنی۔ خداوندا! تو نے جو مجھ کو حکم دیا تھا بس وہی میں نے لوگوں کو بتایا اور سنایا تھا۔ یہ کہ اللہ جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے اسی کی عبادت کرو! اس کے بعد مسیح علیہ السلام کہیں گے۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (آیۃ ۲)

یعنی! اے بار الٰہا! جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا تھا ان کا نگران حال رہا جب تو نے مجھ کو دنیا سے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا اور اے معبود! تو میری قوم ہی کی نہیں بلکہ تو تمام چیزوں کی خبر رکھتا ہے اس کے بعد مسیح علیہ السلام عرض کریں گے

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (آیۃ ۳)

یعنی۔ اے میرے پروردگار! اگر تو میری قوم کو عذاب فرمائے تو کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ یعنی عذاب میں ڈالے تو تجھ کو اختیار ہے یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کرے تو کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ کیونکہ تو حکمت والا سارے جہان پر غالب ہے جب حضرت مسیح علیہ السلام حضور رب العزت میں لرزتے کانپتے یہ عرض کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں ارشاد فرمائیگا۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ط لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط (آیۃ ۴)

یعنی اے مسیح! یہی آج کا وہ دن ہے کہ سچے بندوں کو ان کا سچ بولنا کام آئے گا اور ان کے لئے بہشت کے باغ ہوں گے جن کے محلوں کے نیچے قسم قسم کی نہریں بہتی ہوں گی اور سچے بندے ہمیشہ ہمیشہ اس آراستہ جنت میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش!

نظم

شرک سے اللہ تو ہم کو بچا	اس سے تو ناراض ہے اس سے خفا
حشر میں ہوگا عیسیٰ سے سوال	جس سے ہوگا آپ کو صدمہ کمال
معذرت فرمائیں گے اللہ سے	دونوں رسول قیامت میں کھڑے
نتیجہ قوم مشرک کا ہوا	حشر میں یاں سے بس ہو چھا گیا

ہم کو اے معبود تو اس سے بچا
کیونکہ ہے تو شرک سے بےحد خفا

دجّال کا احوال

صحیح مسلم کی ایک حدیث یہ بتاتی ہے کہ فرمایا حضور اقدس

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدائش آدم علیہ السلام سے لے نفخہ صور یا قیامت قائم ہونے تک فتنۂ دجال سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں پیدا کیا جس سے بچنے اور محفوظ رہنے کی تدبیر صرف یہ ہے کہ جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت اپنے اوپر لازم کرے نیز جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے روز پڑھے گا اس کے ہفتہ بھر کے گناہ بخشے جائیں گے اور جملہ امراض خاص کر ذات الجنب کوڑھ اور جذام سے بالکل مامون رہے گا حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا جس میں آپ نے سورہ جمعہ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے کہا۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ دنیا میں تمام اولادِ آدم علیہ السلام پر فتنہ دجال سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں آنے والا ہے دجال کی صفات قبیحہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گو وہ ہے تو بنی نوع انسان یا اولاد آدم علیہ السلام میں سے مگر اس کی ماں کے رحم میں اس کے باپ کا نطفہ قرار پا رہا تھا تو شیطانِ لعین نے اس میں اپنی شرکت کی تھی جس کی وجہ سے مادہ خبیثہ اس میں شامل ہوا اسلئے دجال میں مادۂ انسانی کم اور مادۂ شیطانی زیادہ ہوا نیز اس کی

طبیعت نے انسانیت چھوڑ کر شیطنیت اختیار کی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود دجال کی عمر طویل ہونے کے اس پر بڑھاپا معلوم نہیں ہوگا وہ قوم یہود میں سے ایک عجیب الخلقت انسان ہوگا رنگ گورا دراز قامت، بال حبشیوں کے سے ایک آنکھ سے کانا پیشانی پر اس کی ک، ف، ر لکھا ہوگا جس کی پیشانی کے حروف صرف مسلمانوں کو نظر آئیں گے اور آپ وہ ایک جزیرہ میں لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا مقید ہے جس پر ایک جناتی مقرر ہے کہ وہ دونوں وقت کھلا پلا دیتی ہے اس روایت میں اختلاف ہے کہ دجال کو کس نے جکڑ بند اور کس نے قید کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ دجال کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے قید کیا ہے۔ دجال بہت لحیم و شحیم ہے اس کے سر کے بال ایسے ہیں جیسے درخت کی شاخیں۔ اس کے منہ پر داڑھی نہیں ہے بلکہ بڑی بڑی دو مونچھیں ہیں جو سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے ہیں سر پر ایک سونے کا تاج رکھا ہوا ہے چنانچہ وہ دجال اصفہان یا خراسان سے ایک دم کٹے گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا جس کا گدھا بہت بڑا ہوگا اور ایک قدم سے دوسرے قدم تک برابر فاصلہ ہوگا۔ اس کا ایک قدم دور کی مسافت طے کرے گا اس کے لئے زمین

لپیٹ دی جائے گی اور وہ نہایت سرعت کے ساتھ تمام روئے زمین پر پھر جائے گا نیز دجال اپنے گدھے کو لئے ہوئے تمام جزیروں پہ پھر جائے گا۔

جبکہ کی اور طور سینا دونوں پہاڑوں کو آواز دے کر بلائے گا اور ان دونوں کو آپس میں لڑائے گا پھر اس کے کہنے سے وہ اس طرح لڑیں گے جیسے دو خونخوار بیل لڑتے ہیں پھر ان سے کہے گا کہ اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ یہ سنتے ہی وہ دونوں پہاڑ اپنی اپنی جگہ چلے جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لعین اپنے آپ کو خدا کہے گا۔ خرقِ عادت اس سے بے شمار صادر ہوں گے ایک آگ کا شہر اور ایک نہایت سرسبز باغ اس کے ساتھ چلتا ہوگا جسے وہ اپنی دوزخ جنت بتائے گا عام لوگوں سے وہ اپنے آپ کو خدا کہلوائیگا جو کوئی اسے خدا کہے گا اسے اپنی جنت میں داخل کرے گا اور بادلوں کو اپنے اشارے میں چلائے گا جہاں کہے گا وہیں وہ مینہ برسائیں گے سوکھے درختوں سے کہے گا کہ پھلو وہ اسی وقت پھل جائیں گے بکریوں سے کہے گا کہ خوب فربہ ہوجاؤ اور بہت سا دودھ دو وہ نہایت فربہ ہوجائیں گی اور بے انتہا دودھ دینے لگیں گی زمین کے خزانے اسے آواز دیتے ہوئے اسکے

ساتھ ساتھ چلیں گے لوگوں کے ماں باپ کو قبروں سے زندہ کر کے کھڑا کر دے گا۔ جو درحقیقت شیاطین ہوں گے۔ وہ سب کہیں گے کہ یہی عبادت اور پرستش کے قابل خدا ہے اللھم احفظنا اللھم احفظنا

نظم

کیسی بلا کا آئیگا یہ امتحاں زلزلے میں ہوگا تب سارا جہاں
آزمائش ہوگی وہ توحید کی جس میں لیں ثابت قدم کا دہی
اس کی یکتائی پہ جو مفتوں رہا اس اکیلے رب کا جو مجنوں رہا
شرک سے نفرت تھی جس انسان کو ہیچ سمجھے گا وہ اس شیطان کو

اے بشر مولا پرستی سیکھ تو
اور بنا توحید والوں کی سی خو

آہ! وہ لعین خلق اللہ کے ایمان تباہ کرتا اور ملک یمن سے گذرتا ہوا مکہ معظمہ پہنچے گا وہاں فرشتوں کی حفاظت دیکھ کر برجراس ہوگا اور مدینہ منورہ کا عزم کرے گا۔ اس وقت مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر دو دو فرشتے بہ اذن الٰہی شمشیر آبدار لئے ہمیشہ پہرہ دیتے ہوں گے جنہیں دیکھ کر وہ نہایت خوفزدہ ہوگا۔ انہیں ایام میں مدینہ طیبہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس

ان تلاش کرنے کے لئے تمام مرتد اور بے دین لوگ مدینہ سے باہر آجائینگے وہاں دجّال انکا شکار کرے گا اور خوب ان سے اپنے آپ کو سجدے کرائے گا۔ اس کے بعد ایک بزرگ مدینہ منورہ سے باہر نکلیں گے اور وہاں پہنچ کر کہیں گے کہ کہاں ہے دجّال ملعون مجھے اُس سے کچھ پوچھنا ہے۔ یہ سُن کر اس کے ہمراہی سخت برہم ہوں گے۔ اور مرد بزرگ کو پکڑ کر دجّال کے پاس لے جائیں گے۔ جب وہ بزرگ اسے دیکھیں گے تو کہیں گے کیا تو ہی وہ خبیث لعین ہے جس کا نام دجّال ہے؟ کیا تو ہی وہ کانا کافر ہے؟ جس کی نسبت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ اے خبیث! تیری نسبت ہمارے آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی آگاہ فرما گئے ہیں اطمینان رکھ جو سچے اور پکے مسلمان ہیں نہ تیرے قبضہ میں نہیں آسکتے البتہ جو توحید ایزدی میں خام اور بندہ پرستی کے عادی ہیں وہ تجھے خدا کہیں گے حالانکہ تو خدا نہیں ہے بلکہ تو کانا کافر ہے یہ سُن کر دجال غصے میں سرخ ہو جائے گا اور اسی وقت ایک آرہ منگا کر اور اس مرد بزرگ کو بیچ میں سے چیر ڈالے گا۔ پھر تمام لوگوں کو دکھانے کو زندہ کر دیگا زندہ ہوتے ہی وہ مرد بزرگ کہیں گے کہ اب تو مجھے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا پورا یقین ہو گیا کہ تو ہی دجال خبیث ہے۔ پھر وہ

شقی اس مرد بزرگ کو تلوار سے ذبح کرنا چاہے گا تو ذبح نہیں کر سکے گا۔ آخر تھک کر جلانا چاہے گا تو جلا بھی نہ سکے گا۔ آگ ان پر ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ دجال کے خرق عادات اور تمام کمالات سلب کر لے گا۔ ہر چند وہ پہلی سی باتیں کرنا چاہے گا۔ لیکن کچھ نہ کر سکے گا۔ آخرکار وہاں سے شرمندہ ہو کر اپنے گدھے پر سوار ہو گا۔ اور سیدھا ملک شام کی طرف بھاگے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب دجال شرمندہ ہو کر مدینہ طیبہ سے ملک شام کی طرف بھاگے گا تو وہاں کے لوگ اس کے قتل کی فکر کریں گے۔ مگر ان کے بس کا نہ ہو گا جس کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے بہ ایں صورت نزول فرمائیں گے زرد حُلہ زیب بدن ہو گا۔ سر اور داڑھی کے بالوں میں سے آب رحمت ٹپکتا ہو گا۔ گویا ابھی ابھی غسل فرما کر چلے آ رہے ہیں دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے دست رکھے ہوئے یہاں تک نزول ہو گا اور بیت المقدس کے شرقی مینارے پر سے عصر کے وقت یکایک ندا ہو گی۔

هٰذَا كَلِمَةُ اللّٰهِ وَهٰذَا رُوحُ اللّٰهِ

یعنی۔ لوگو! یہی کلمۃ اللہ اور یہی روح اللہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ تمام حاضرین آپ کی طرف دیکھ کر نہایت مسرور ہوں گے اور اسی وقت آپ کے لیے سیڑھی حاضر کی جائے گی۔ آپ صحن مسجد میں تشریف لائیں گے اور اس کے دوسرے روز آپ خود دست مبارک سے دجال کا کام تمام فرمائیں گے اور اُس لعین کو نیزے سے چھید کر قتل کر دیں گے اور وہ دن جمعہ کا ہوگا۔

نظم

ہوگیا یہ قصہ عیسےٰ تمام	والسلام اے ناظرین ختم الکلام
کر قبول! اس خدمت دینی کو تو	اے خدا! مقبول فرما کو بہ کو

بندہ اسحاقِ عاجز کی دعا
تو سنے گا اے میرے رب العلا

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

منت خاک:۔ ابو الزبیر محمد اسحٰق۔

سلطان حسین اینڈ سنز

اور قدرت ان کا برابر ساتھ دیتی رہی آخر ایسا کیوں ہوا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان لیا جا رہا تھا یہ تمام واقعات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیمت:۔ پچاس پیسے

بچوں کی تفسیر
پارہ عم کی تفسیر مع ترجمہ کے

اتنی آسان زبان میں بیان کی گئی ہے کہ بچے بھی اسے بخوبی سمجھ لیں ساتھ ہی ساتھ اس میں سوالات بھی دیئے گئے ہیں۔ ہدیہ ایک روپیہ

نقش سلیمانی
اللہ کے کلام میں بڑی تاثیر ہے اس سے دنیا کے ہر مرض اور دکھ کا علاج ہو سکتا ہے بشرطیکہ آپ ان کے صحیح استعمال سے واقف ہوں یہ کتاب قرآنی آیات کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔ ہدیہ

صرف:۔ پچاس نئے پیسے

فال نامہ قرآنی
سال، مہینہ، رات دن اور ساعت سب اللہ کی بنائی ہوئی ہیں۔ لیکن ہر ساعت ہر گھنٹہ اور ہر دن اپنی علیحدہ خصوصیت رکھتا ہے کوئی بھی کام شروع کرنے سے پیشتر فال نکالنا آپ کے لئے بیحد مفید ہے۔ ہدیہ ۱۲ آنے

مجموعۂ اوراد
خدا کے کلام میں بڑی برکت ہے اگر آپ اس کا کرشمہ دیکھنا چاہتے ہیں تو مجموعہ اوراد کو ضرور اپنے پاس رکھئے اس کتاب میں خاص خاص آیتوں کے خواص اور سینکڑوں بزرگوں کے تجربے کئے ہوئے ہیں تعویذ و نقش اور اوراد و وظائف جو بجلی کی طرح اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ ہدیہ ۷۵ نئے پیسے

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا

تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھکو نبی بنایا ہے۔

معجزاتِ مسیح

من تصانیف

حضرت مولانا مولوی حافظ محمد اسحاق مرحوم و مغفور

ہدایۃ الوعظ

ناشر

سلطان حسین اینڈ سنز تاجران کتب

مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی

قیمت دو روپیہ پچاس پیسے

(انجمن پریس کراچی)